وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (القرآن)

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

نماز کے فضائل و مسائل پر عام فہم کتاب

احکامِ نماز

عالم فقری



ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک اور رزاق ہے

نام کتاب ---------------- احکام نماز

مصنف ---------------- عالم فقری

اشاعت ---------------- ۲۰۰۵ء

تعداد ---------------- ۱۱۰۰

زیر اہتمام ---------------- محسن فقری

منتظم ---------------- حبیب فقری

معاون ---------------- جاوید فقری

پریس ---------------- اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت ---------------- 300/ روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

تقاضہ محبت یہی ہے کہ محبوب کائنات علیہ کی ہر ادا کو محبت سے اپنایا جائے۔ اُنکی ہر ایک ادا پر دل فدا کیا جائے۔ جان قربان کی جائے جو کام بھی حضور علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کریں گے وہ اللہ کے ہاں قبول ہوگا۔

آداب سنت

عالم فقری

اس کتاب میں نبی کریم علیہ کی سنت کے مطابق معاشرتی زندگی کے آداب انفرادی و اجتماعی آداب' آداب گفتگو' کھانے کے آداب' رسول اکرم علیہ کی خوراک' پینے کے آداب' مہمان نوازی کے اطوار' سونے کے آداب' دیگر سنتوں کو احادیث کی کتب سے منتخب کر کے نہایت آسان انداز میں تحریر کیا گیا ہے۔

صفحات 592 قیمت 165 روپے صرف

ناشر

ادارہ پیغام القرآن

40 اُردو بازار لاہور

فرمانِ الٰہی

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ○

(اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو)

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اطاعتِ رسول کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے)

فرمانِ رسولِ عربی

صلی اللہ علیہ وسلم

مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ۔

(اپنی اولاد کو جبکہ وہ سات برس کی ہوجائے، نماز پڑھنے کا حکم دو۔ اور جب وہ دس سال کی ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور انھیں خوابگاہوں میں علیحدہ کردو)

فہرست احکامِ نماز

عرض ناشر

بندہ ناچیز نے حصول رزق حلال اور خوشنودی باری تعالیٰ کی غرض سے کچھ عرصہ پہلے دینی کتب کی اشاعت کا کام شروع کیا تھا یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کتاب وسنت کے احکام کو پھیلانا صادقہ جاریہ اور دینی و دنیوی فلاح کا باعث ہے۔ اسی لیے عربی کی ایک کہاوت کا ترجمہ ہے کتاب بہترین دوست ہے ایک اچھی کتاب ایک آئینے کی حیثیت رکھتی ہے جس میں انسان اپنے آپ کو دیکھ کر عرفان خداوندی حاصل کرسکتا ہے۔

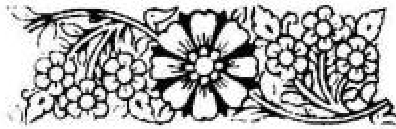
الغرض اچھی اور معیاری کتاب کی تخلیق کے لیے میں نے دور حاضر کے شہرہ آفاق مصنف ومولف حضرت عالم فقری مدظلہٗ کی کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا آپ کی کتب مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہوتی ہیں۔(۱) قرآنی آیات و احادیث سے مزین۔(۲) صحابہ اکرم اور اولیاء اکرم کے اقوال وواقعات کا ذخیرہ۔(۳) موضوع سے متعلقہ حکایات۔(۴) شروع سے لے کر آخرت تک اپنے موضوع سے مطابقت۔(۵) نہایت آسان زبان جامعیت اور معنویت سے متعلق ہونا۔(۶) انداز تحریر کا موثر اور رواں ہونا۔(۷) اپنے موضوع پر دوسری کتب سے بے نیاز کرنا۔(۸) عمدہ طباعت اور خوبصورت جلد سے مزین ہونا۔(۹) کتاب کی قمت کا کم ہونا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو قبول فرمائے!

محسن فقری

ناظم ادارہ پیغام القران

۳۱۔ تجہیز و تکفین



کیونکہ انسانی روح جاودانی ہے اگرچہ جسم فانی ہے۔ اس فانی جسم کے خمیر میں درندگی ہے جو اسے لذتِ نفس میں پھنسا کر یادِ الٰہی سے دوری کا باعث بنتی ہے۔ لیکن اس کا علاج نماز کی بھٹی ہے۔ جو انسان کو آلائشوں سے پاک کر کے مقربِ بارگاہ کر دیتی ہے۔ مگر کچھ ارواح ایسے بھی ہیں جو تخلیق ہی سے پاک تھے۔ اور وہ روح انبیاءؑ کے ہیں۔ ان سب میں سے اعلیٰ اور ارفع مقام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو سب انبیاءؑ کے سردار اور ہر صاحبِ ایمان کے رہبر و رہنما ہیں۔ آپ ہی اسرارِ بندگی کا سب سے اعلیٰ نمونہ ہیں اور یہی بندگی امتِ مسلمہ کے لیے لازمی قرار دی گئی تاکہ انسان ہر حال میں اللہ کا شکر گزار بندہ بن سکے۔

نماز بندگی کا بہترین اور مکمل ذریعہ ہے کیونکہ نماز ہی انسان کو دربارِ حقیقی میں اتنا قریب کر دیتی ہے کہ انسان جو چاہے اللہ سے مانگے۔ یاد رکھو کہ جسے خدا ملا اسے نماز ہی سے ملا جس پر اس کا راز آشکار ہوا تو اس نے سجدے ہی سے پایا لہٰذا جو بھی اس کی رحمت سے مالا مال ہوا تو اسے خدا کے حضور جھکنا ہی پڑا۔ گویا کہ نماز وہ خزانہ ہے جس نے وہ قائم کر لی وہ ہر چیز کو پا گیا۔

نماز نہایت ہی اہم عبادت ہے کہ جس کے متعلق جاننا ہر مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے۔ کیونکہ جو شخص اس عبادت کا طریقہ نہیں جانتا وہ اسے کیسے سرانجام دے سکتا ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق بنیادی طور پر جاننا ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ علم کے بغیر عمل ناممکن ہے لہٰذا اتنا علم ہونا بہت ضروری ہے جس پر عمل کر کے نجات ہو سکے۔ اس لیے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کرے۔ اگرچہ علم کا میدان بڑا وسیع ہے اور انسانی زندگی بڑی مختصر ہے اس لیے انسان تمام علوم کا احاطہ تو نہیں کر سکتا۔ مگر اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے مسائل پر عبور ہونا چاہیئے۔ اسلام کا بنیادی علم تو قرآن پاک اور سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نماز کے بنیادی مسائل کا مأخذ بھی کتاب و سنت ہے اور یہ علم اللہ کا عطا کردہ ہے۔

دیباچہ

اے میرے پروردگار! تمام حمد و ثنا تیرے لیے ہے کیونکہ تو عظیم ہے، تیری قدرت ذرّے ذرّے سے عیاں ہے تُو اپنے جلال و جمال میں محوِ نظارہ ہے۔ تیرا کمال یکتا ہے، تیری ذات ابدوازل ہے۔ زمین و آسمان، جنّ و بشر تیری تخلیق کے شاہکار ہیں۔ تُو ایک ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، نہ تیرا کوئی ثانی ہے، صرف تُو ہی حق ہے۔ تُو بے نیاز ہے۔ دنیا کی ہر چیز تیری محتاج ہے۔ تُو سمیع و علیم ہے، تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، تو دلوں کے ہر راز کو جانتا ہے۔ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ تیرا ہے۔ تو ہی ہمارا رازق ہے۔ تیرے سوا ہمیں کوئی کچھ نہیں دے سکتا۔ تُو سرمدی ہے اور دائمی قائم رہنے والی حکومت کا حاکم ہے۔ تو ایسی قدرت کا مالک ہے کہ جس کی حقیقت کا ادراک تیری عطا کے بغیر محال ہے۔

پس تو مُنزّہ ہے اور تو ہی حمد کے لائق ہے۔ تیری تعریف کے بغیر تجھے پانا محال ہے اور نہ ہی تیری تعریف کے بغیر معرفت حاصل ہو سکتی ہے۔ گویا کہ تیری عطا کا راز تیری تعریف یعنی عبادت میں ہے اور عبادت کا طریقہ بھی تو نے خود بتایا ہے۔ وہ ہے نماز، جو اس پر گامزن ہو گیا وہ تیرے راز کو پا گیا۔ جو اس پر نہ چل سکا وہ لعین و مردود ہو گیا کیونکہ یہ سجدہ ہی تھا جس نے آدم کو محبوب اور شیطان کو مردود کر دیا۔ تیرے وہ بندے جنھیں تو نے ذوقِ بندگی بخشا ہے وہی خاصانِ خدا ہیں، وہ تیرے ہیں اور تو اُن کا ہے، ان کے دل تیرے نور سے روشن ہیں۔ ان کی رگ رگ میں تیری یاد ہے۔ اور تیری یاد کی سب سے بہترین صورت نماز ہے، لہٰذا اللہ کے بندے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو لہو و لعب کے لیے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس کا مقصدِ زندگی بہت بلند و بالا ہے۔

انھیں بیان کرتے ہوئے سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے لیکن مسائل میں صُوفیاء کے مسلک کو ترجیح دی گئی ہے تاکہ اہلِ روحانیت بزرگانِ دین کے طرزِ عمل سے بہرہ ور ہو کر فیض یاب ہوسکیں۔

دینِ اسلام میں نماز کی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ اسے مؤمن اور کافر کا طرۂ امتیاز قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسی فرض عبادت ہے جو دن میں پانچ مرتبہ سرانجام دی جاتی ہے اور کسی صورت میں اسے قائم کیے بغیر چارہ نہیں کیونکہ یہی وہ عبادت ہے کہ جس کا حساب روزِ محشر میں سب سے پہلے ہوگا۔ نماز علامتِ ایمان ہے۔ نماز معراجِ مؤمن ہے نماز دین کا ستون ہے۔ نماز تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز نجات و مغفرت کا ذریعہ ہے۔ نماز مؤمن کا نور ہے۔ نماز افضل جہاد ہے۔ نماز اللہ کے حضور سب سے محبوب فعل ہے۔ نماز نارِ جہنم سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے گویا کہ اللہ کے ہاں یہ اتنا محبوب عمل ہے کہ جو بھی اس پر گامزن ہو جاتا ہے وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ نماز کو پسِ پُشت ڈال دیتے ہیں۔ اور جو اس فریضہ کو ادا بھی کرتے ہیں وہ بھی نماز کے فرائض، واجبات، سُنن اور مستحبات سے لاعلم ہیں اور اس لاعلمی کی بنا پر نماز پڑھتے ہوئے ایسی غلطیاں کرتے ہیں جس سے نماز پڑھنے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نماز کی صحیح ادائیگی کے لیے یہ کتاب رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔

کتاب احکامِ نماز کے مؤلف عالم فقری، بلند پایہ اہلِ قلم حضرات میں سے ہیں، آپ نے اپنی زندگی کا مقصد دین کی خدمت بنا رکھا ہے، ان کا نظریہ ہے کہ گناہوں کی زندگی انسان کو اللہ کی رحمت سے بہت دور کر دیتی ہے اور جو خدا سے دور ہو جائے، وہ شیطان کے پنجے میں پھنس جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں شیطان نے بہت زور مار رکھا ہے اور وہ انسان کو گناہ میں مبتلا کرنے کے درپے رہتا ہے، اس لیے انسان کو گناہوں سے

ابتدائے اسلام میں زندگی کے تقاضے اور ماحول بالکل سادہ تھا لیکن جوں جوں دورِ رسالت سے بعد کا زمانہ آیا، انسانی تہذیب میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی گئیں تو ان بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اکابرینِ ملّت نے کتاب وسنت کی بنیاد پر بعض مسائل پر اپنے اپنے دور میں فتاوے جاری کیے اور بدلتے ہوئے حالات کے تقاضوں کو پورا کیا۔ اور اس سلسلے میں علمائے احناف کی خدمات قابلِ ستائش ہیں، ان کا یہ تحقیقی کام بڑی بڑی کتب کی صورت میں ہے۔ جن میں ہر موضوع کے مسائل یکجا ہیں، ان کی زبان عالمانہ اور فاضلانہ ہے۔ لہٰذا انھیں آسانی سے سمجھنا عوام کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ عام حضرات کے لیے ایسی کتب کی ضرورت ہے کہ جو عام فہم اور سادہ ہوں، جنھیں ہر پڑھا لکھا انسان آسانی سے سمجھ جائے۔ تو اس ضرورت کے پیشِ نظر فاضل مصنف نے مختلف موضوعات پر کتب تحریر کی ہیں جو ہر ایک کے لیے یکساں فائدہ مند ہیں۔

نماز کا موضوع اپنی نوعیت کے لحاظ سے بڑا وسیع ہے اور فقہ کی کتب میں اس موضوع پر بڑا کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن اس کے باوجود اس امر کی ضرورت درکار ہے کہ اس موضوع پر ایسی جامع اور عام فہم کتاب ہو جس سے ہر خاص وعام مستفید ہو سکے۔ تو اس ضرورت کو کتاب احکامِ نماز بدرجہ اتم پورا کرتی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر دوسری کتب سے مواد کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے۔ اس کتاب میں اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ مسائل کو احادیث کے ساتھ پیش کیا جائے۔ جس مسئلے پر جو بھی حدیث ہے اسے پہلے درج کیا گیا ہے اور بعد میں اس مسئلے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ جن ابواب میں نماز کی اہمیت اور فرضیت، خصوصیات اور فوائد بیان کیے گئے ہیں ان میں سب سے پہلے قرآنی آیات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن میں نماز کے متعلق جتنی بھی آیات ہیں، انھیں متعلقہ موضوع میں بیان کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک فقہی مسائل کا دخل ہے، انھیں مستند کتب سے اخذ کیا گیا ہے لیکن

تعارف مصنّف

فاضل مصنف عالم فقری کی ذاتِ گرامی علمی حلقوں میں جانی پہچانی ہے۔ آپ کا اصل نام عالم حسین چیمہ ہے۔ والد ماجد کا نام محمد اسمٰعیل تھا۔ والدہ کا نام عائشہ بی بی ہے۔ جو نہایت ہی عابد اور نیک خاتون ہیں اور پابند صوم الصلوٰۃ ہیں۔ آپ کی دو ہمشیرہ ہیں۔ ایک کا نام نسیم اختر اور دوسری کا نام نسرین اختر ہے۔ آپ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۵ء بروز جمعرات صبح آٹھ بجے چاہ میراں لاہور میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی دینی تعلیم قرآن پاک ناظرہ مولوی نظام الدین سابق خطیب دربار میراں حسین زنجانی سے پڑھا۔ عربی صرف و نحو ترجمہ تفسیر از علامہ محمد مہر الدین نقشبندی چاہ میراں سے پڑھی۔ نصابی تعلیم آپ نے میٹرک اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ سے کیا۔ ایف اے ۱۹۶۵ء میں۔ بی۔ اے ۱۹۶۷ء میں۔ ایم اے اسلامیات ۱۹۶۹ء میں۔ ایم۔ اے اُردو ۱۹۷۱ء میں اور ایل ایل بی از حمایت اسلام لاء کالج لاہور ۱۹۷۵ء میں کیا۔ ذریعہ معاش کے سلسلے میں آپ نے ۷ جولائی ۱۹۶۴ء سے ۳۱ مئی ۱۹۸۲ء تک محکمہ انہار سکارپ نمبر ۱ میں بطور کلرک ملازمت سرانجام دی ہے۔

آپ سیدھے سادھے فقیر طبع انسان ہیں۔ دوستوں سے احترام سے پیش آتے ہیں حاجی انور اختر صاحب سے آپ کو بے حد عقیدت ہے اور انہی کی زیر نگرانی آپ اللہ کے رستے پر گامزن رہنے کی کوشش میں ہیں۔ آپنے اپنی زندگی کا مقصد قلمی خدمت بنا رکھا ہے اس کے پیشِ نظر آپ نے اب تک چند کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں اذکارِ قرآنی، احکام طہارت احکام نماز، احکام روزہ، احکام زکوٰۃ، احکام حج، رزق حلال مشہور ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کتب لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خواجہ محمد حفیظ ایم اے
ایگزیکٹو آفیسر ای او بی آئی
گوجرانوالہ

ہر ممکن طریقے سے بچنے کی کوشش میں رہنا چاہیئے اور نیکی پر گامزن ہو کر دوسروں کو نیکی کی طرف راغب کرنا چاہیئے اور دوسروں کو نیکی کی طرف راغب کرنے کا سب سے پُر اثر طریقہ شفقت اور خدمت ہے۔ نماز کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ نماز نہایت ہی پیارا فعل ہے اس لیے کسی صورت میں اس سے کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے اور نماز پڑھتے وقت اپنی توجہ اور خیال کو بالکل اللہ کے حضور حاضر رکھنا چاہیئے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ اہل روحانیت اپنی باطنی توجہ سے لوگوں کو نماز قائم کروائیں، اہل روحانیت اور متقی حضرات کو دوسروں کے لیے بھی دعا کرنی چاہیئے کیونکہ نیک لوگوں کی دعاؤں سے بھی دوسروں کو اللہ تعالیٰ نماز اور دیگر نیکی کے کاموں کی طرف مبذول کر دیتا ہے۔

قیام نماز کے سلسلے میں ایک ان کا ذاتی نظریہ یہ بھی ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے ذہن پر گناہوں کا تصور لا کر خشیتِ الٰہی طاری کرنی چاہیئے اور اپنے اوپر رقت طاری کرنے کی کوشش کی جائے۔ تاکہ حقیقی نماز کا سرور پیدا ہو، یہ ابتدائی منزل ہے۔ اگر کوئی دائم الحضوری والی نماز پڑھتا ہو تو وہ بہت خوش قسمت ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ نفس کو فرضی نماز پر پابند رکھنے کے لیے نوافل میں کثرت کرنی چاہیئے اور خصوصاً نماز تہجد پڑھنی چاہیئے کیونکہ اس میں لذت اور سرور عام حالات کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے،

بہر کیف انھوں نے خود نیکی کی طرف مائل رہنے کے لیے اور دوسروں کو نیکی کی طرف لانے کے لیے بہت سی چھوٹی چھوٹی اصلاحی کتب تحریر کی ہیں اور ان کی خاصی تعداد مفت تقسیم کی ہے آخر میں رب العزت کے حضور میری دعا ہے کہ اللہ تمام مسلمانوں کو راہِ ہدایت پر عمل کی توفیق دے اور ان کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

حاجی انور اختر

امیر ادارہ پیغام القرآن

چاہ میراں ——— لاہور

بتاریخ: تین مارچ ۱۹۸۶ء

باب ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِؕ

اِسلام کے چھ (۶) کلمے

۱۔ کَلِمَہ طَیِّبَہ

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ	اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ کَلِمَہ شَہَادَت

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ؕ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۳۔ کَلِمَہ تَمۡجِیۡد

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُؕ وَلَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِؕ	اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور نیکی کرنے کی طاقت اور قوت اللہ ہی کی طرف ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

۴۔ کَلِمَہ تَوۡحِیۡد

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

ایمانِ مُفصّل

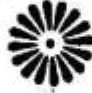
اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ	میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ	اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں
الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ	پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ
شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ	اچھی اور بُری تقدیر اللہ کی طرف سے ہوتی
الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ؕ	ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر
	ایمان لایا۔

❋

ایمانِ مُجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ	میں اللہ پر، جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور
بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ	صفتوں کے ساتھ ہے، ایمان لایا اور
جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ ط	میں نے اس کے تمام احکامات کو قبول کیا

وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ	توبہ کی اس سے اور بیزار ہوا کفر سے
وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ	اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت
وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَ	سے اور بدعت سے اور سب بے حیائی سے
الْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِيْ	اور تہمت لگانے سے اور سب گناہوں
كُلِّهَا اَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ	سے اور میں اسلام لایا اور کہتا ہوں لَآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط	اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط



شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لیے ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے جسے فنا نہیں، عظمت اور بزرگی والا ہے، خیر اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۵۔ کَلِمَۂ اِسْتِغْفَار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا رب ہے، ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر، پوشیدہ کیا یا کھلم کھلا کیا، اس کے حضور توبہ کرتا ہوں اس گناہ کی بھی جو میرے علم میں ہے اور جو میرے علم میں نہیں ہے۔ بیشک تو غیب کی باتوں کو جاننے والا ہے اور عیبوں کو چھپانے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند و بالا اور عظمت والا ہے۔

۶۔ کَلِمَۂ رَدِّ کُفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ

اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اس بات کی کہ کسی کو شریک نہ بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں بخشش چاہتا ہوں تجھ سے اپنے اس گناہ کی جو مجھے معلوم نہیں۔ میں نے

تعوّذ

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط
میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۗ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۗ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ؕ اٰمِيْنَ۔

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے رستہ پر۔ ان لوگوں کے رستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔ ان لوگوں کے رستہ پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کے رستہ پر۔ قبول ہو۔

پھر کوئی سورت پڑھے (مثلاً)

سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔

آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس کی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور کوئی اس کے برابر کا نہیں ہے۔

باب ۲

نمازِ مترجم

نماز میں کھڑے ہونے کا سُنّت طریقہ نماز میں کھڑے ہونے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ نمازی خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے سیدھا عاجزانہ طریقہ سے کھڑا ہو جائے۔ نظر سیدھی جھکا کر رکھے۔

نیّت میں نیت کرتا ہوں دو رچار رکعت نماز فرض رسنت رنفل اللہ تعالےٰ کے لیے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے، اگر امام کے پیچھے ہو تو کہے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر۔

اللہ اکبر کہنا تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لَو تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ اس طرح باندھے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑے باقی تین انگلیاں ملا کر اوپر رکھے اور ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر رہے۔

ثناء ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھے :۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ	پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ	تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے
وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ؕ	اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اگر کوئی جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہیئے کہ ثناء پڑھ کر خاموش رہے اور امام کی قرأت سُنے اور اگر تنہا ہو تو ثناء کے بعد تعوّذ، تسمیہ، سورت فاتحہ اور پھر کوئی اور سورت پڑھے یا قُل شریف پڑھے۔

وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

کے لیے ہیں۔ سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اور جب کلمہ لَآ کے قریب پہنچے، داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملادے اور لفظ لَآ پر کلمہ کی انگلی اٹھائے۔ مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ اِلَّا پر گرادے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرلے۔

اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو قعدۂ اولیٰ یعنی تشہد کے بعد فوراً اٹھے اور جب اٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر اُٹھے۔ ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔ اور اسی طرح جو رکعت پڑھنی ہو پڑھے۔ مگر فرضوں کی آخری رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت نہ ملائے۔ البتہ واجب، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورت ملانا واجب ہے۔

اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے بیٹھا تھا اور تشہد پڑھے۔ تشہد کے بعد یہ درود شریف پڑھے:۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اے اللہ! رحمت نازل فرما حضرت محمد پر اور حضرت محمد کی آل پر، جیسی رحمت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر

یعنی کوئی سورت پڑھے، اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے۔

رکوع کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ۔ پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

تین بار پڑھے۔ پھر

تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ سن لیا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔

کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ اے رب ہمارے! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔

کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور

سجدہ کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاک ہے میرا رب اونچی شان والا۔

تین بار پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سیدھا بیٹھ جائے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرے سجدہ میں جائے اور تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور بسم اللہ، الحمد، اور سورۃ پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے اور دوسرے سجدہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جائے اور پڑھے:۔

تشہد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ تمام زبانی اور بدنی اور مالی عبادتیں اللہ

باب ۳

حقیقتِ نماز

نماز کی حقیقت جاننے کے لیے ضروری ہے کہ نماز کے مختلف پہلوؤں کی اصلیت کو پایا جائے اور اس کی عملی حیثیت کے متعلق جانا جائے۔ لہذا نمازی کے لیے یہ جاننا لازمی ہے کہ نماز کیا ہے۔ اسلامی عبادات میں اسے کیا مقام حاصل ہے اس کی فرضیت کب اور کیونکر ہوئی۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں تعمیر سیرت کے لیے اس کا کیا کردار ہے۔ نماز انسان کے ظاہر اور باطن کو کیسے پاکیزہ کرتی ہے جس سے تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے۔ ان تمام موضوعات کو تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے تاکہ نماز قائم کرنے والے پر نماز کی حقیقت اور اصلیت آشکار ہو۔

۱۔ نماز عبادتِ الٰہی کا بہترین ذریعہ

اسلام کے نظامِ عبادت میں نماز ایک بنیادی رکن ہے، جو شاہ و گدا، مرد و عورت، بوڑھے اور جوان پہ یکساں فرض ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو کسی حال میں بھی کسی شخص سے ساقط نہیں ہوتی۔ درحقیقت تخلیقِ انسان کا مقصد ہی عبادت ہے۔ نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے۔ کیونکہ انسان خدا کا بندہ ہے اور اللہ ہی اس کا خالق، رب اور معبود ہے، لہذا خدا کو اپنا معبود ماننے کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اس کی بندگی کی جائے بلکہ بندہ کو چاہیئے کہ اپنی تمام زندگی اللہ کی بندگی میں گزارے اور بندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ نہ کسی اور کے آگے جھکا جائے

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط	بیشک تو خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما حضرت محمدؐ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جیسی برکت نازل فرمائی تو نے حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر، بیشک تو خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔

پھر یہ دعا پڑھے:۔

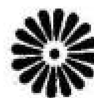
رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ ق صلے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ہ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ؕ	اے پروردگار! مجھ کو نماز کا پابند بنا دے اور میری اولاد کو بھی اے اللہ! میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے اس دن جبکہ عملوں کا حساب ہو۔

سلام

دعا پڑھ کے دائیں طرف پھر بائیں طرف کہے:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ	سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت

اور سلام پھیرے اور سلام پھیرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔



اور ایسی عظیم ہستی کی فرمانبرداری کو فخر سمجھتا ہے۔ حتیٰ کہ اسی اطاعت کو عبادت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عبادت کئی قسم کی ہے۔ جو ہر حال میں فرض ہے اور ان فرض عبادات میں سے نماز بھی ایک فرض عبادت ہے جو مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتی ہے۔

اللہ کی عبادت کرنے والے کو عبد کہتے ہیں اور اللہ کو معبود، کیونکہ جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبد کو پیدا کیا پھر ایک مدت تک اسے حیات بخشی۔ اس کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے اسباب پیدا فرمائے، ان اسباب سے انسان کو رزق مہیّا کیا، بے شمار نعمتوں سے نوازا محدود اختیارات دیئے۔ اور ان کو استعمال کا حق دیا۔ پیدائش سے موت تک کی پرورش کا ذمہ لیا۔ پھر آخر کار اللہ انسان کو اپنی طرف بلا لیتا ہے جسے موت کہتے ہیں۔ اس لیے ہم اللہ کو اپنا معبود، مالک، خالق، رب، رحمان، رحیم، حاکم، تسلیم کرتے ہیں۔

دنیاوی لحاظ سے ایک چیز جسے انسان بناتا ہے وہ اس کا مالک ہوتا ہے اس کی حفاظت، اس کے حقوق، اس کی تباہی، حتیٰ کہ اس کی حیات کا سارا دارومدار انسان کی مرضی سے وابستہ ہے۔ وہ چیز ہر طرح سے انسان کے تابع ہوتی ہے اور اس متابعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس انسان اور چیز میں گہرا تعلق ہے۔ بعینہٖ اللہ اور بندے کی زندگی میں ایک گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا محتاج ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے اسباب پیدا نہ کرے تو یہ حیات چشم زدن میں فنا ہو جائے گی۔ چنانچہ بندے کو اپنے رزق کے اسباب اللہ ہی سے مانگنے پڑتے ہیں، مصائب

اور نہ کسی اور کی پرستش کی جائے۔ اس لیے نماز حقیقت میں خدا کی عبادت، اور پرستش کا کامل طریقہ ہے۔ نماز میں بندہ بار بار اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اور اس کے آگے اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے بتلائے ہوئے راستے یعنی صراطِ مستقیم پر چلنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس سے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہے۔ اور نماز کے ذریعے ہی انسان خدا اور بندوں کے حقوق پہچانتا ہے۔

عبادت کے معنی بندگی اور غلامی کے ہیں۔ انسان پیدائشی طور پر اللہ کا غلام ہے۔ جو انسانوں میں سے اللہ کو اپنا آقا مانتے ہیں اور اس کی غلامی کرتے ہیں، وہ اللہ کے بندے کہلاتے ہیں اور جو غلامی نہیں کرتے وہ نافرمان، سرکش اور باغی کہلاتے ہیں۔

غلام کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آقا کو دل وجان سے اپنا مالک اور حاکم مانے۔ چنانچہ اس نظریے کی رُو سے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی توحید پر یقین رکھے۔ اس کے علاوہ کسی کو اپنا معبود، خالق، رازق نہ مانے اور اللہ کی غلامی میں پورا پورا وفادار ہو۔

غلام کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی اطاعت کرے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے اور یہ نہ کہے کہ میں اللہ کی فلاں بات کی اطاعت کو کرتا ہوں اور فلاں کی اطاعت نہیں کرتا۔ اللہ کی اطاعت ہی دراصل عبادت ہے۔ انسانی فطرت کا ایک خاصا یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنے سے ارفع واعلیٰ ذات کے سامنے جھکتا ہے۔ اس کی مدح کرتا ہے اس کے احسانات کے گُن گاتا ہے۔ اس کی خوبیوں کی حمد وثنا کرتا ہے، مصائب اور مشکلات میں اپنی عاجزی اور درماندگی کا اظہار اسی ذات سے کرتا ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ ذیل فرمایا:۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ؛

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تحقیق محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا اچھی طرح پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچ چیزیں دینِ اسلام کی بنیاد ہیں۔ اگر اسلام کو ایک ایسے خیمے سے تشبیہ دی جائے جو پانچ ستونوں پر قائم کیا جاتا ہے تو ان پانچ ستونوں میں کلمۂ شہادت درمیان والا ستون ہوگا اور باقی چاروں ارکان یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ان چار ستونوں کی مانند ہیں جو خیمہ کے چاروں کونوں پر ہوتے ہیں۔ اگر خیمہ کے درمیان والا ستون گر جائے تو خیمہ کھڑا نہیں ہوسکتا اور اگر درمیان کا ستون تو موجود ہو مگر چاروں کونوں کے ستون گر پڑیں تو خیمہ کھڑا تو رہے گا مگر اس کے چاروں کنارے قائم نہیں رہیں گے اور اگر ان ستونوں میں کوئی ایک ستون گر جائے تو خیمے کا اس جانب والا حصہ گر جائے گا اور پورا خیمہ اپنی استقامت اور خوبصورتی کے ساتھ قائم نہیں رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز دین کا ستون ہے اس کے متعلق ایک اور مقام پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے "پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں، اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔"

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا، ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

میں اسی سے رحم کی امید کی جاتی ہے۔ گویا اللہ حاکم ہے اور بندہ محکوم، وہ بادشاہ ہے اور یہ رعایا ہے۔ وہ مالک اور یہ غلام ہے، وہ رحمان ہے اور یہ محتاج ہے۔ وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے۔ یعنی انسان کی زندگی کا دارومدار اللہ کی نظر کرم سے وابستہ ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔

اس گہرے تعلق کی بنا پر انسان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انسان اپنے معبود کی تعریف اور پاکی بیان کرے اور اسے ہی ہر وقت یاد رکھے اور اسی یاد کو ہم عبادت کہتے ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کی بنیاد ہے۔

اللہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور جن بندوں سے اللہ نے پیار کیا ان کو ولایت، نبوت اور رسالت سے نوازا، اللہ کے ان پیارے لوگوں میں اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اعلیٰ محبوب بنایا۔ اور کامل عبد کا درجہ بھی آپ ہی کو عطا کیا ہے۔ اور اللہ نے لوگوں کو برملا کہہ دیا کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو میرے محبوب سے محبت کرو جو تمہیں مجھ تک پہنچا دے گی چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات معبود اکمل ایک ہے تو کامل عبد بھی ایک ہی ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جن کی اطاعت ہی اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور یہ وسیلہ بھی عبد و معبود کے درمیان گہرے تعلق کی علامت ہے۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر میں نے اپنے محبوب کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں یہ جہان ہی نہ بناتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کی بہترین صورت نماز ہی ہے۔

۲۔ نماز دین کا ستون ہے

دینِ اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ان میں سب سے بڑا رکن نماز ہے۔ لہذا اس رکن کو پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے رکن ہونے کے بارے میں

۳- لفظ صلوٰۃ کے معنی اور مفہوم

نماز کے لیے قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے عربی اور عبرانی میں دعا کے معنی ہیں۔ اس لیے نماز کی لفظی حقیقت اللہ تعالےٰ سے درخواست اور التجا کی ہے۔ اس کی لفظی حیثیت کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں اور نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے تمام اعضاء اور جوارح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ گویا اس کے تمام اعضاء زبان بن جاتے ہیں جن کے ساتھ بندہ ظاہر اور باطن میں اس کو پکارتا ہے۔ اس کی ظاہری حالت بھی گریہ وزاری اور خضوع میں اور نیازمند سائلوں کی طرح گڑگڑا کر مانگنے میں اپنے باطن کی شریک ہے پس جب وہ سراپا دعا بن کر رب جلیل کو پکارے گا تو وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو ضرور سُنے گا۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ — تم مجھے پکارو۔ میں ضرور تمھاری دعا کو قبول کروں گا۔

حضرت خالد الربعیؒ نے فرمایا کہ مجھے مذکورہ بالا آیت بہت ہی پسند ہے۔ کیونکہ اس میں بندوں کو دعا کرنے کا حکم دے کر اس نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں رکھی۔ استجابت اور اجابت کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ بندے کی دعا اثر کرے (قبول ہو) کیونکہ وہ مخلص دعا مانگنے والے کی دعا جو اپنے نورِ یقین کے باعث پکارے جانے والے سے واقف ہے، تمام حجابات کو پھاڑتی ہوئی اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس کی ضرورت (پورا کرنے) کا تقاضا کرتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں صلوٰۃ کی اس طرح وضاحت

خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا پانچ نمازیں! اس شخص نے عرض کیا، کیا ان سے اول یا بعد کو کچھ اور بھی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جن سے پہلے یا بعد کو اور کچھ نہیں ہے۔" اس شخص نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں اس سے نہ کم کروں گا نہ زیادہ! آپؐ نے فرمایا اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو یہ جنت میں جائے گا۔

نماز کو دین کا ستون اس لیے بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ادائیگی میں وہ تمام حکمتیں موجود ہیں جس سے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سب سے زیادہ زور اور توجہ نماز ہی پر دی گئی ہے۔ نماز کی اہمیت کے پیش نظر ہی نماز کو اسلام میں سب سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔

نماز میں انسان اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ دل و دماغ کی توجہ اللہ کی طرف لگا تا ہے۔ ظاہراً انسان بارگاہِ رب العزت میں اُٹھتا جھکتا اور بیٹھتا ہے، اپنی پیشانی کو اللہ کے حضور میں سجدہ ریز کرتا ہے، ان اعمال سے اللہ کی ذات انسانی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔ اگر انسان باقاعدہ نماز نہیں پڑھے گا تو لامحالہ اس کے دل سے اللہ کا خوف جاتا رہے گا اور اس میں وہ خوبیاں پیدا نہیں ہوں گی جو معاشرہ کے ایک اچھے فرد میں ہونی چاہئیں۔ جس کا نقصان یہ ہوگا کہ ایک صالح اور نیک معاشرہ کی تشکیل مشکل ہو جائے گی۔

نماز کے بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام کے پیشِ نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر از حد زور دیا ہے۔ کیونکہ نماز چھوڑنے سے انسان کی توجہ دنیا کے دوسرے کاموں کی طرف لگ جائے گی اور ایسی حالت میں انسان کا کفر و شرک میں مبتلا ہونا آسان ہو جائے گا اور کفر میں مبتلا ہونے سے انسان اسلام سے خارج ہو جائے گا

اسی لفظ کے متعلق صوفیاء کا کہنا ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ "صلی" سے مشتق ہے۔ اور وہ آگ ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں، تو اس کو آگ دکھاتے ہیں (آگ کے قریب لے جاتے ہیں) اور وہ اس کی تپش سے سیدھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان میں اس کے نفس کے سبب سے کجی ہے جو برائی کا حکم دیتا ہے۔ اور ذاتِ الٰہی کے انوار ایسے ہیں کہ اگر اس پر سے پردے ہٹا دیے جائیں تو جو چیز بھی وہاں موجود ہوگی اس کو جلا ڈالیں گے۔ پس جب مؤمن سطوتِ الٰہی اور عظمتِ ربانی کے شعلے سے سینک جاتا ہے تو اس سے (نفس کی) کجی دور ہو جاتی ہے بلکہ اس کو دولتِ معراج حاصل ہو جاتی ہے۔ پس مُصَلّی بھی اسی طرح ہوا جیسے کوئی آگ سے سینکتا ہے، لہٰذا جس شخص نے صلوٰۃ کی آگ سے سینک پائی اور اس کے سبب سے اس کی کجی دور ہوگئی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

۴۔ انبیائے حق اور نماز

نماز جس طرح دینِ اسلام کا ایک ضروری عمل ہے ایسے ہی نماز پہلے انبیاء کرام کی امتوں میں بھی تھی۔ کیونکہ قرآن پاک کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے اپنی امت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو۔ بلکہ ہر نبی نے اپنے پیروکاروں کو اس کی تاکید کی۔

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نماز

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے برگزیدہ پیغمبر تھے اور انھیں بھی نماز قائم کرنے کا حکم ہوا اور انھوں نے اپنی زندگی میں نماز قائم کی، اس کا ذکر

کی ہے جو سنن ابی داؤد میں درج ہے۔

معاویہ بن حکم سلمی ایک نومسلم صحابی تھے، انھیں جو اسلام کے آداب بتلائے گئے، ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ جب کبھی کسی مسلمان کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کے جواب میں تم یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہو۔ اتفاق سے ایک دفعہ جماعت ہو رہی تھی، معاویہؓ بھی اس میں شریک تھے ان کے پاس کسی مسلمان کو چھینک آئی، انھوں نے نماز کی حالت میں یرحمک اللہ کہہ دیا۔ صحابہؓ نے ان کو گھورنا شروع کر دیا۔ معاویہؓ نے نماز ہی میں کہا تم سب مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ صحابہؓ نے زانو پر ہاتھ مارے اور سبحان اللہ کہا، اب وہ سمجھے کہ بولنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ نماز ہو چکی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ نماز میں کون باتیں کرتا تھا، لوگوں نے معاویہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے ان کو پاس بلا کر نہایت نرمی سے سمجھایا کہ "نماز قرآن پڑھنے اور اللہ سے دعا کرنے اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے کا نام ہے اس میں انسانوں کی باتیں کرنا مناسب نہیں۔"

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک دفعہ فرمایا کہ الدعاء مخ العبادۃ "دعا عبادت کا مغز ہے۔" اور حضرت نعمان بن بشیرؓ انصاری روایت کرتے ہیں کہ آپ نے "الدعاء ھو العبادۃ" "دعا ہی عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہہ کر کہ تمھارا پروردگار فرماتا ہے۔ اس تفسیر کی تائید میں یہ آیت پڑھی جس میں دعا ہی کا نام عبادت بتایا گیا ہے:-

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

(مومن ۶۰)

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل و خوار ہو کر جائیں گے۔

جب منصبِ نبوت پر فائز ہوئے تو انھوں نے اپنے پیروکاروں کو نماز پڑھنے کی تاکید کی:۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝ (مریم: ۵۴، ۵۵)

اور کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یاد کیجئے۔ بیشک وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول نبی تھا اور اپنے گھروالوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے پروردگار کے ہاں بڑا مقبول تھا۔

۳۔ حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب اور حضرت لوط علیہم السلام کو نماز پڑھنے کی وحی

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ج وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ ج لا (انبیاء: ۷۳)

اور ہم نے انھیں پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

۴۔ حضرت ادریس علیہ السلام

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ لا (مریم: ۵۹)

پھر ان کے بعد ایسے جانشین ہوئے کہ انھوں نے نماز کو کھو دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے:۔

(۱) وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۤئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ (بقرہ: ۱۲۵)

وہ وقت یاد کیجیے جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کی جگہ بنا دیا اور آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا دیں اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ سے ہم نے عہد لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

(۲) رَبَّنَاۤ اِنِّىْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِىْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِىْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِىْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○

(ابراہیم: ۳۷)

اے ہمارے پروردگار! بیشک میں نے اپنی اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے قریب اس جنگل میں لا بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں، اے ہمارے پروردگار! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کے لیے پھل دے تاکہ یہ شکر کریں۔

(۳) رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۤءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

(ابراہیم: ۴۰ تا ۴۱)

اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھ۔ اور میری دعا کو قبول کر۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو جس دن حساب ہو، بخش دینا۔

۲۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے، آپ

فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (طٰهٰ: ۱۴)

پس (موسیٰ) میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز کو قائم رکھ۔

۸۔ بنی اسرائیل کو نماز کا حکم

(۱) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ (البقرہ: ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ رشتہ داروں، یتیموں مسکینوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

*

(۲) وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ (مائدہ: ۱۲)

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار بنائے اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی، اور رسولوں پر ایمان لائے۔

۹۔ حضرت زکریا علیہ السلام

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَهُوَ قَاىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ

پس جب فرشتوں نے اسے آواز دی جبکہ وہ (زکریا) محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا، وہ

۵۔ حضرت لقمان علیہ السلام

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان: ۱۷)

اے میرے بیٹے! نماز کو قائم رکھو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کرو، بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

۶۔ حضرت شعیب علیہ السلام

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝

(ہود: ۸۷)

انھوں نے کہا اے شعیب! کیا تجھے تیری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان کو پوجنا چھوڑ دیں جنھیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنا منشا کے مطابق خرچ کرنے کا اختیار نہ ہو بس تو ہی حلیم اور رشید ہے۔

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (یونس: ۸۷)

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ مصر میں چند مکان اپنی قوم کے لیے مہیا کرو اور اپنے ان مکانوں کو قبلہ ٹھہرا لو اور نماز قائم رکھو اور اہلِ ایمان کے لیے خوشخبری ہے

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا

بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝

(مزمل : ۱ تا ۸)

اے کملی اوڑھ کر سونے والے! رات کو اٹھ کرنا د
پڑھا کرو مگر تھوڑا آرام بھی کر لیا کرو یعنی آدھی رات قیام کیا کرو یا اس میں بھی کمی کر لیا کرو اور قرآن کو نماز میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بھاری بات کا بوجھ ڈالنے والے ہیں، رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت دعا کے لیے بھی زیادہ مناسب ہے۔ دن میں تم کو زیادہ مشغولیت رہتی ہے اور اپنے پروردگار کے
نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے بے تعلق ہو کر اسی
کے ہو رہو۔

رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا یہ حکم ایک سال تک قائم رہا اس کے بعد صبح شام کی دو دو رکعتیں بھی فرض ہو گئیں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝

صبح شام اپنے پروردگار کو یاد کیجیے اور رات کے
وقت دیر تک اسے سجدہ کریں اور اس کی تسبیح بیان کریں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے پیغمبرول
کی تعلیمات میں بھی نماز کا درس تھا۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو
جب نماز قائم کرنے کا حکم ہوا تو اس کے پڑھنے کا مکمل طریقہ اور اس کی کیفیت بھی
اللہ تعالیٰ نے واضح کر دی اور وہ صورت یہی تھی جس طرح آج مسلمان نماز پڑھتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز

الصّٰلِحِیْنَ (آل عمران: ۳۹) — سیّد یعنی سردار اور ضبط کرنے والا ہوگا اور صالحین میں سے نبی ہوگا۔

۱۰۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ۛ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۚ (مریم: ۳۰، ۳۱) — بے شک میں خدا کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا، جہاں کہیں بھی رہوں اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

۵۔ فرضیّتِ نماز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منصبِ نبوت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کو سب سے پہلا حکم لوگوں میں خدائے واحد کی دعوت دینے کا ہوا۔ چنانچہ آپ نے اہلِ عرب میں سب سے پہلے توحید کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی بڑائی بیان کرنے کا حکم ہوا اور یہ بڑائی بیان کرنے کی بہترین صورت نماز تھی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۙ (المدثر: ۱ تا ۳) — اے کمبلی اوڑھنے والے کھڑے ہو جائیے پھر اللہ سے ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔

اس حکم کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنا شروع کی اور خاص کر رات کے وقت تہجد کی نماز ادا فرماتے اور دیر تک نماز میں مشغول رہتے۔ کیونکہ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم تھا اور یہ حکم سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات سے عیاں ہے۔

حضور سے عرض کی کہ مجھے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ ہے۔ آپ کی امت تو کہیں ان سے کمزور ہے۔ وہ پچاس اوقات کی نمازیں ادا نہ کرسکے گی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر تدریجاً کم ہوتے ہوتے پانچ اوقات کی نمازیں رہ گئیں اس وقت سے لے کر تا قیامت امتِ مسلمہ پر پانچ اوقات کی نماز فرض ہے۔

سورۂ اسراء جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں نماز کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل: ۷۸، ۷۹)	نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن۔ بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرضیت نماز کے متعلق لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج، قربِ حق میں باریاب ہوئے تو آپ بندِ عالمِ کون و فساد سے آزاد ہوگئے اور حضورِ حق ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ نفس کو دل کا درجہ مل گیا۔ دل کو جان کا، جان کو باطن کا اور باطن درجات سے فانی اور مقامات سے محو ہو کر "شان بے شان" ہوگیا۔ آپ عین مشاہدہ میں مشاہدہ سے غائب اور عین دید میں دید سے الگ تھے۔ انسانی خواص ختم ہوگئے، مادۂ نفسانی بھسم ہوگیا۔ طبعی رجحان نیست و نابود ہوگیا۔ شواہدِ حق اپنی سلطانی میں عیاں ہوئے۔ خود سے بے خود ہوگئے۔ حقیقت حقیقت سے مل گئی۔ مشاہدۂ لم یزلی میں محو ہوگئے۔ کمالِ شوق سے بے اختیار ہو کر عرض کی "بار خدایا! اب مجھے اس مصیبت کدہ میں

مسلسل ایک سال تک فرضیت کے طور پر پڑھتے رہے یہاں تک کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اور حکم ہوا جس سے نماز تہجد نفل ہو گئی۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ (مزمل : ۲۰)	بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی رات قیام کرتے ہو اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمایا اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔

نماز تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد فجر، مغرب اور عشاء تین اوقات کی نمازیں فرض ہوئیں۔ اس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (ہود : ۱۱۴)	دن کے دونوں کناروں یعنی صبح شام اور کچھ رات گزرنے کے بعد نماز قائم کریں۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت، نصیحت ماننے والوں کے لیے ہے۔

پانچ اوقات کی نماز باقاعدہ شبِ معراج میں فرض ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شبِ معراج میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے ملنے گئے تو آپ کو دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے تو واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پچاس نمازوں کا بتایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اور کبھی جب آپ سجدہ میں جاتے، پشتِ مبارک پر نجاست لاکر ڈال دیتے تھے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارِ نجاست سے اٹھنے میں تکلیف ہوتی تو ہنستے اور قہقہہ لگاتے تھے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے آغاز میں تو اخفاء کے خیال سے اور اس کے بعد ان کی ان حرکات کی وجہ سے عموماً رات کو اور دن کو کسی غار یا درّہ میں چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور مسلمان بھی عموماً ادھر ادھر چھپ کر ہی نماز پڑھتے تھے یا پھر رات کے سناٹے میں اس فرض کو ادا کرتے تھے۔ مشرکین اگر کبھی اس حالت میں ان کو دیکھ پاتے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ صحابہؓ جب نماز پڑھنا چاہتے تو گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ چند مسلمانوں کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کی ایک جماعت آگئی، اس نے اس نماز کو نیا کام سمجھا اور مسلمانوں کو بُرا بھلا کہا اور ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

تو ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں نماز قائم کرنے میں بہت تکالیف آئیں۔

۶۔ قرآن اور حکمِ نماز

جاننا چاہیئے کہ بندہ جب خدا پر ایمان لاکر اقرارِ بندگی میں داخل ہو گیا تو اس کے لیے لازم ہے کہ اس کی بندگی میں رہے اور نماز اس کی بندگی کا بہترین ذریعہ ہے اور اسے عبادت میں اول درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ اپنے لیے جو نیکی تم آخرت کے لیے کرو گے اسے

نہ ڈال اور طبعی ہوا و ہوس کی قید سے آزاد رکھ، حکم ہوا "ہمارا حکم یہی ہے کہ آپ دنیا میں قیامِ شریعت کے لیے واپس جائیں، جو کچھ ہم نے عالمِ ملکوت میں آپ کو مرحمت کیا ہے وہ دنیا کو عطا کریں۔" چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو جب کبھی دل میں معراج کا شوق ہوا تو آپ نے فرمایا "اے بلال! ہمیں نماز سے راحت دے" ہر نماز آپ کے لیے معراج تھی اور ایک نئے تقرب کا باعث تھی۔ لوگ آپ کو معروفِ نماز دیکھتے تھے، آپ کی جان نماز میں ہوتی تھی، دل محوِ نیاز، باطن سرگرمِ راز، اور نفس مبتلائے گداز ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ نماز آنکھوں کا نور ہو جاتی تھی۔ آپ کا جسم دنیا میں، مگر جان عالمِ ملکوت میں ہوتی تھی۔ آپ کا بدن بظاہر انسانوں کی معیت میں ہوتا تھا مگر روح مبارک اُنسِ حق کے مقام پر ہوتی تھی۔

فرضیتِ نماز کے وقت مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی دو رکعتیں ہی فرض ہوئیں لیکن ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں ہو گئیں۔

مکہ معظمہ میں شروع شروع میں جب مسلمانوں نے نمازیں ادا کرنا شروع کیں تو اہلِ مکہ نے بہت تنگ کیا۔ اور نماز پڑھتے وقت ہر ممکن رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْہٰی ۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۔ (علق: ۷)

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندہ کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔

ایک بندہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے آپ جب صحنِ حرم میں نماز پڑھتے تو قریش جو بے فکری کے ساتھ اِدھر اُدھر بیٹھے رہتے، کبھی آپ کی ہنسی اڑاتے اور کبھی دِق کرتے تھے کبھی آپ کی گردن میں پھندا ڈال دیتے

يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ (المجادلہ : ۱۳)

پہلے خیرات کیا کرو۔ پس جب تم نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ تم پر مہربان ہوگیا۔ تو نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اللہ تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کے بچے کو نماز پڑھانے کی سختی سے تاکید کی ہے۔ کیونکہ سات سال کی عمر تک بچے کا شعور کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس لیے شرعاً یہ حکم دیا گیا ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ بڑے اپنے ساتھ اس عمر کے بچوں کو نماز پڑھنے کی تربیت دیں تاکہ بچپن ہی سے انسان نماز کا عادی بن جائے اور بچے بڑے ہو کر نماز کے پابند رہیں۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ ؕ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور وہ دس برس کے ہوں اور خواب گاہوں میں ان کو الگ الگ کر دو۔ (ابوداؤد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں بتایا گیا ہے کہ اگر بچے نماز نہ پڑھیں تو انہیں تنبیہ کے طور پر پیٹا جائے تاکہ ان کے دل میں خوفِ خدا

تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (البقرہ : ۱۱۰)

اللہ کے ہاں پاؤ گے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(۲) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (البقرہ : ۴۳)

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(۳) وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (الانعام : ۷۲)

اور یہ کہ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اور اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے۔

(۴) فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (المؤمنون : ۷۸)

پس تم نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ وہ تمہارا آقا ہے پس کتنا اچھا آقا ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔

(۵) قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ (لقمان : ۳۱)

میرے بندوں میں سے جو ایمان لائے ہیں انھیں کہہ دیجیے کہ نماز کو قائم کریں اور اس رزق سے خرچ کریں جو ہم نے انھیں دیا ہے، چھپا کر یا ظاہر کر کے، اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں خرید و فروخت اور دوستی نہ ہوگی۔

(۶) وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ (مزمل : ۲۰)

اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرضِ حسنہ قرضہ میں دو

(۷) ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ

کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشیوں سے

اللہ تعالیٰ منور کر دیتا ہے۔ ایسے نورانی چہرے والے بزرگوں کو دیکھنے سے اللہ کی شان یاد آتی ہے کہ اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رحمتوں سے نوازا ہے۔

ایمان کے بعد سب سے بہتر عمل نماز ہے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایمان لانے کے بعد نماز قائم کی جائے، یہی وجہ ہے کہ صاحبِ ایمان بننے کے بعد فوراً نماز فرض ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

(۱) اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝ — بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔

(۲) هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (بقرہ: ۲) — ہدایت ہے متقین کے لیے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔

(۳) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۙ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (القیمۃ: ۳۱، ۳۲) — نہ وہ ایمان لایا اور نہ اس نے نماز پڑھی بلکہ اس نے حق کو جھٹلایا اور اس نے منہ پھیرا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور نماز دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں ان کے علاوہ قرآن مجید میں چند دیگر مقامات پر بھی نماز کو صاحبِ ایمان حضرات کا طرۂ امتیاز قرار دیا گیا ہے جو حسبِ ذیل ہے:۔

ا۔ نماز وصفِ مؤمن ہے

نماز مؤمنین کے اوصاف میں سے ہے۔ اور یہ وصف ہی انھیں دیگر قوموں سے ممتاز کرتا ہے اس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

پیدا ہوا اور وہ نماز کی طرف راغب ہو جائیں ایسے ہی [illegible] بھی اگر بچے نماز کی طرف متوجہ نہ ہوں تو انھیں رغبت دلانے کے لیے گھر سے باہر نکال دینے کا خوف ڈالا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ بچوں کو جس طرح بھی ہو سکے نماز کا عادی بنایا جائے اور اسی میں بچوں اور والدین کی فلاح اور نجات ہے۔

نماز کو قائم کرنے کا مطلب شریعتِ اسلامیہ کے مطابق پڑھنا ہے۔ اور نماز پڑھتے وقت نماز کے تمام قواعد و ضوابط کو مدِنظر رکھنا چاہیئے۔

۷۔ دولتِ ایمان اور نماز

انسانی اعمال کا دارومدار عقائد پر ہے اور عقائد پر دل سے یقین اور زبان سے اقرار کو ایمان کہتے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے بغیر عملِ صالح نہیں ہو سکتا، اسلام نے ایمان کے پانچ اصول بتائے ہیں۔ یعنی خدا پر ایمان، خدا کے ملائکہ پر ایمان، رسولوں پر ایمان، خدا کی کتابوں پہ ایمان اور اعمالِ جزا و سزا کے دن پر ایمان۔ نماز وہ عبادت ہے جس سے انسان کا ایمان پختہ ہوتا ہے اور ایمان کی یہی پختگی انسان کو دین و دنیا میں کامیابی کی منزلوں سے ہمکنار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے نماز ہم اس لیے پڑھتے ہیں کہ وہ ہمارا معبود ہے اور اس سے عقیدۂ توحید میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی توحید، رسالت، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور جزا و سزا کے دن پر یقین نہیں رکھتا تو اسے نماز پڑھنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے قبل ان اصولوں پر پختہ ایمان رکھنا لازم ہے۔ کثرتِ عبادت سے انسان ایمانی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے اور یہ ایسی لازوال دولت ہے جس کو حاصل ہو جائے تو وہ دین و دنیا میں بھی باعزت ہو جائے گا۔ سچے نمازیوں اور مؤمنین کے چہروں کو

اپنالے، نماز اور زکوٰۃ کو قائم کرلے تو وہ مسلمانوں کا بھائی بن جائے گا معلوم ہوا کہ نماز کا قائم کرنا دراصل مسلمانی کی علامات میں سے ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :-

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ
(التوبہ : ۵)

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم رکھیں، اور زکوٰۃ دیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ
(التوبہ : ۱۱)

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں۔

۲۔ علامتِ صالحیّت

نماز کو قائم کرنے کے بعد اس میں کثرت کرنا یعنی نوافل پڑھنا، یہ نیک اور صالح لوگوں کی علامت ہے۔ ان کے متعلق پروردگار نے فرمایا ہے کہ :-

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
(الزمر : ۹)

(بھلا ناشکرا مشرک بہتر ہے) یا وہ شخص جو رات کے وقتوں میں سجدہ میں پڑا اور کھڑا عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے، کہہ دیجیے کیا وہ لوگ برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے بات یہ ہے کہ نصیحت تو بس عقلمند ہی پکڑتے ہیں۔

اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوبہ: ۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں، وہ اچھی بات کا حکم دیتے ہیں، اور بُری بات سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز مؤمنین کا طرۂ امتیاز ہے اور ایمان کی دلیل ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح سویرے نماز کی طرف گیا، وہ ایسے ہے جیسے ایمان کا جھنڈا لے کر گیا اور جو بازار کی طرف گیا وہ ایسے ہے جیسے ابلیس کا نمائندہ بن کر گیا۔ حدیث کا متن یہ ہے:۔

وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلٰى صَلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ۔

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے جو کوئی علی الصبح صبح کی نماز کی طرف چلا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر چلا اور جو علی الصبح بازار کی طرف گیا وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر چلا (ابن ماجہ)

اس حدیث میں نماز قائم کرنے کو ایمان کے جھنڈے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ نماز شمولیتِ دین کا عملی ثبوت ہے

اگر کوئی غیر مسلم توبہ کرکے اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ کر دائرۂ اسلام میں آجائے اور پرانے عقائد کو ترک کرکے دینِ اسلام کی تعلیمات کو

ظاہر کی پاکیزگی میں نجاست سے پاک رہنا، مجامعت اور مباشرت کے بعد پاکیزہ ہونا اور اپنے جسم سے نا جائز ناخن، بال کو نہ بڑھنے دینا اور میل کچیل سے پاک رکھنا شامل ہیں۔

نجس جسم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی، اگر کوئی قصداً پڑھے گا تو سخت گناہگار ہو گا۔ چنانچہ جسم کو نجاست سے پاکیزہ رکھنے کا سبق بھی ہمیں نماز سے ملتا ہے۔

دین اسلام نے کئی چیزوں کو نجس قرار دیا ہے اگر وہ بدن پر لگ جائیں تو جسم بھی پلید اور نجس ہو جائے گا، جس سے بُو آئے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

رفع حاجت سے کچھ گندگی انسان کے جسم کے ساتھ لگ جاتی ہے، پیشاب سے انسان کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے۔ مباشرت کرنے سے بھی ناپاک مادہ مرد و عورت کے جسم کے ساتھ لگ جاتا ہے یا ویسے ہی کسی اور طرح سے غلیظ مادہ انسان کے جسم پر لگ جائے تو انسان کا جسم پلید ہو جاتا ہے اور ان نجاستوں کو دور کرنے کے لیے غسل اور استنجاء کو لازم قرار دیا ہے جس سے نجاست دور ہو جاتی ہے اور انسان کا جسم پھر پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جسم سے نا جائز بالوں کو صاف کرنا چاہیے۔ جن کا شریعتِ پاک میں حکم دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جسم کو میل کچیل سے صاف ستھرا رکھنا چاہیئے۔

گندا جسم، جس پر نجاست لگی ہوئی ہو۔ ہاتھ پیر میل کچیل سے بھرے ہوئے ہوں۔ سر میں دھول پڑی ہو، تو ایسی گندگی میں جراثیم پرورش پائیں گے جس سے بیماری پھیلے گی اور لوگوں کو طرح طرح کی تکالیف اٹھانا پڑیں گی۔ اور یہ تمام حفظانِ صحت کے اصولوں کے خلاف ہو گا۔ جس سے انسانی صحت بھی متاثر ہو گی۔

صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلك المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته ○

پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف توجہ ہو، ہمارا ذبیحہ کھائے پس یہ مسلمان ہے جس کے لیے ذمہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے پس اس کے ذمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خیانت نہ کرو

(بخاری)

۸۔ نماز اور طہارتِ ظاہری و باطنی

اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے اس لیے پاکیزگی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ پاکیزگی و طہارت کا سبق ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے کیونکہ نماز کی شرائط میں سے طہارت بھی ایک شرط ہے، کیونکہ اہلِ طہارت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس لیے ارشاد ہے کہ:۔

فیه رجال یحبون ان یتطهروا واللہ یحب المطهرین (توبہ:۱۳)

اس مسجد میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف رہیں اور اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

طہارت و پاکیزگی دو قسم کی ہے، ایک باطن کی پاکی اور دوسری ظاہر کی پاکی۔ باطن کی پاکی یہ ہے کہ انسانی دل غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو اور صرف اللہ کی یاد ہی میں ہو اور اپنے دل کو ذکرِ حق سے آراستہ کرے۔ پھر دل کو بُری باتوں سے پاک رکھنا چاہیے یعنی دل کو حسد، بغض، کینہ، تکبر، ریا، طمع اور عداوت وغیرہ سے پاک رکھے اور ان کی جگہ اپنے دل میں صبر، شکر، توبہ، خوفِ خدا اور محبتِ الٰہی کے اوصاف پیدا کرے۔ یعنی کہ اپنے دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف رکھے۔

وقت مسواک کی تاکید فرمائی ہے۔

نماز پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے کپڑے اور نماز پڑھنے والی جگہ پاک صاف ہو۔ اس پر کوئی ظاہرا آلودگی اور نجاست نہ لگی ہو۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ انسان اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھے گا اور گندا ہونے کی صورت میں ان کو پاک صاف کرے گا جس سے نجاست کا کسی حد تک خاتمہ ہوتا ہے۔

نجاست اور گندگی سے طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے اور بیماریاں انسانی صحت کے لیے از حد نقصان دہ ہوتی ہیں اور دوسرے صاف ستھرا رہنا ایک اعلیٰ اور بلند معیار زندگی کی علامات میں سے ہے، چنانچہ اس پاکیزگی سے ہمیں جسمانی اور معاشرتی دونوں قسم کے فائدے حاصل ہوں گے۔

لوگ اگرچہ اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ آجکل لباس کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو تو کہتے ہیں کہ ہمارے کپڑے پاک نہیں ہیں، ایسے صاف ستھرے رہنے کا اتنا فائدہ حاصل نہیں ہوگا جتنا کہ نماز کے پیش نظر اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھنے کا۔

کپڑوں کے علاوہ جہاں نماز پڑھی جائے وہاں کی بھی صفائی ضروری ہے اس طرح نماز کے قائم کرنے سے گھروں میں اور خاص کر مسجدوں کی صفائی ہوتی رہے گی اور جو جگہ پلید ہو اس پر ایک بار پانی ڈالنے سے پاک ہو جائے گی لیکن اگر کسی جگہ پر نجاست غلیظہ لگی ہو تو اسے اس وقت تک دھوتے رہنا چاہیئے جب تک کہ وہ بالکل صاف نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کو صاف رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (مدثر: ۱) اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

ظہورِ اسلام سے پہلے عرب لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اور انھیں طہارت کی کوئی تمیز نہ تھی۔ نماز کے فرض ہونے کے بعد لوگوں کے اس پہلو کی اصلاح درکار تھی۔ عرب لوگ پانی کی قلت کے باعث کم نہاتے تھے۔ ان کے کپڑے اکثر اُونی ہوتے تھے۔ جب وہ لوگ سخت محنت کرتے جس سے وہ پسینہ سے شرابور ہو جاتے تھے اور ایک کپڑے کو بہت دنوں تک پہنے رکھتے تھے۔ تو جب وہ مسجدوں میں آتے تو ان کے کپڑوں سے بدبُو آتی تھی اس لیے اسلام میں ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے روز نہلانے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے اور اس طرح سے نماز کے ذریعہ سے ان لوگوں کی جسمانی صحت کو برقرار رکھنے والے اصولوں کی اصلاح کی گئی۔

نماز کے پڑھنے کا عام فائدہ یہ ہے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان دن میں اپنے جسم کے بعض اعضاء کو پانچ مرتبہ دھوتا ہے ہاتھ پاؤں، منہ کو دھوتا ہے۔ ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے۔ ناک کے ذریعہ سے سانس میں بہت سے جراثیم بدن کے اندر چلے جاتے ہیں اور وہاں جاکر جسم کے اندر طرح طرح کی بیماریوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ اس لیے ناک میں پانی ڈالنا ضروری قرار دیا گیا حالانکہ طبّی اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق یہ بہت ضروری ہے۔

عام لوگ اپنے دانتوں کو بہت کم صاف کرتے ہیں، خوراک کے ذرّات پھنسے رہتے ہیں جو گل سڑ کر دانتوں کو بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ دانتوں کو کیڑا کھا جاتا ہے اور دانتوں کو وقت سے پہلے نکلوانا پڑتا ہے، یا بار بار دانتوں کے لیے دوائی لگانا پڑتی ہے جو پریشانی کا باعث بنتا ہے۔ دانت ہلنے سے انسان خوراک کو چبا کر اچھی طرح کھا نہیں سکتا اسی لیے کہاوت مشہور ہے کہ دانت گئے تو سواد گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے

کے دوسرے معاملات میں حق و سچ کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس میں زبان، دل اور عمل کی سچائی پیدا ہوتی ہے اور پاکبازی، دیانتداری، شرم و حیا، رحم، عدل و انصاف، احسان، عفو، درگذر، حلم و بُردباری، تواضع و خاکساری، خوش کلامی، ایثار، میانہ روی، استقامت، حق گوئی، استغنا جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں، جن کا انسانی عظمت اور نیک سیرت کے ساتھ خاصا تعلق ہے۔

۱۔ درسِ محبّت

نماز کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نماز کے لیے جب مسلمان مسجد میں آتے ہیں تو علاقہ کے نمازیوں سے علیک سلیک ہو جاتی ہے۔ پھر ایک دوسرے کا حال دریافت کرنے سے اچھی اچھی باتیں کرنے سے ایک دوسرے کا ادب و احترام کرنے سے دلوں میں الفت و پیار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایک فطری امر ہے کہ مسلمان اگر دن میں پانچ وقت ایک جگہ پر اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوگی تو آپس کی بیگانگی دور ہو جائے گی۔

سچے نمازیوں میں ایک دوسرے کے کام آنے اور مدد کرنے کا وہ لافانی جذبہ پیدا ہوتا ہے جو نماز کے علاوہ کسی اور سبب سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں تک لوگوں میں اُنس ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی مسجد میں نہ آئے تو اس کی خبر گیری کے لیے دوسرے نمازی اس کے پاس جانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ مگر آج کل مسجدوں میں بھی ماحول کچھ بدل چکا ہے۔ لوگوں میں یہ بھی رسم عام ہے کہ مسجدوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ لیکن میل ملاپ سے اگر کسی کے دل میں کوئی رنجش وغیرہ بھی ہو یا غلط فہمی ہو تو وہ دور ہو جاتی ہے کیونکہ نماز مسلمانوں کی آپس میں دوستی کی بھی علامت ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید

۹۔ نماز اور اخلاقِ حسنہ کی ترغیب

دنیاوی زندگی میں انسانوں کے آپس میں حقوق و فرائض کے کچھ تعلقات ہیں جن کا ادا کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے، انھی تعلقات کو احسن اور اچھے طریقے سے نبھانے کا نام اخلاق ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاقِ حسنہ کا تصور پایا جاتا ہے۔ مگر دین اسلام میں اخلاقِ حسنہ کا تصور سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اور اس اخلاقِ حسنہ کا بنیادی تصور اور ٹریننگ ہمیں نماز سے ملتی ہے، نماز سے دل و جسم کی طہارت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے وضو طہارت اور کپڑوں کو پاک و صاف رکھنے سے انسان گندگی اور دنیاوی آلودگیوں سے بچ جاتا ہے اور صاف ستھرا رہتا ہے، پاکیزگی اور صفائی سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیار کرتے ہیں۔ جسمانی پاکیزگی سے قلب پر اثر پڑتا ہے اور دل ایک آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو جاتا ہے اور اس پاکیزہ دل سے اللہ کی رحمت اور اخلاقِ حسنہ کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ چنانچہ اچھے اخلاق کی سب سے اولین تربیت ہمیں نماز ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

نماز پڑھنے میں انسان اللہ سے مدد مانگتا ہے کہ یا الٰہی مجھے صراطِ مُستقیم دکھا اور سیدھا راستہ قرآن و سنت کی تعلیمات کی پیروی ہے۔ قرآن و سُنت میں اخلاقی تعلیمات پر ازحد زور دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان نماز ہی کے وسیلہ سے اخلاقِ حسنہ کے اوصاف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور اللہ تعالےٰ نماز پڑھنے والوں میں صالح اخلاق کی خصوصیات پیدا فرما دیتے ہیں۔

اخلاقِ صالح میں حق اور سچ بولنے پر زور دیا جاتا ہے۔ نماز کے کلمات بعینہٖ حق ہیں، جن کے پڑھنے سے انسان پر یہ اثر پڑتا ہے کہ نمازی حضرات زندگی

گھروں میں لاکران کو کھانا کھلاتے اب بھی مساجد کو خیرات و صدقات کے تقسیم کرنے کا بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج بھی نماز مسلمانوں میں باہمی الفت و محبت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے کیونکہ نماز کے ذریعے ایک جگہ باہم ایک دوسرے سے ملیں تو ان کی بیگانگی دور ہو جاتی ہے اور آپس میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے اس طرح وہ ایک دوسرے کی امداد کے لیے ہر وقت تیار رہیں گے قرآن پاک نے نماز کے اس وصف اور اثر کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:۔

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ (الروم: ۳۱، ۳۲)	اور اللہ سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ بنو، ان میں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہ بندی میں تقسیم ہو گئے۔

۳۔ درسِ مساوات

امیر و غریب، شاہ و گدا کی طرزِ زندگی میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ امیر لوگ بڑے بڑے عالی شان مکانات کوٹھیوں اور محلات میں رہتے ہیں، جہاں عمدہ فرشوں پر قالین بچھے ہوتے ہیں۔ بیٹھنے کے لیے صوفے، لیٹنے کے لیے نرم نرم پلنگ، ادھر غریب لوگوں کے رہنے کے لیے چھوٹے چھوٹے کٹیا اور جہاں آرام و آسائش کی سہولتیں میسّر نہیں ہوتیں، اسی طرح حسین لوگ، بد صورت اور کالے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں اور خود کو برتر و اعلیٰ تصور کرتے ہیں۔ مگر جب لوگ مسجد میں چٹائیوں پر نماز پڑھتے ہیں تو سب برابر میں کھڑے ہوتے ہیں۔ وہاں امیر و غریب کی تفریق ختم ہو جاتی ہے اور پھر سب لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ :۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ	تمہارا دوست تو بس اللہ اور اس کا
اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ	رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز کو قائم
یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ	کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو
(مائدہ : ۵۵)	رکوع کرتے ہیں ۔

اس آیت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ نیک لوگوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے چاہئیں، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا نیک لوگوں کا وصف ہے ۔

۲۔ درسِ ہمدردی

نماز مسلمانوں میں باہمی ہمدردی اور غمخواری کا بھی ذریعہ ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے علاقہ کے تمام امیر و غریب ایک ہی مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور امیر لوگ جب غریبوں کی غربت کو دیکھیں گے، ان کے پھٹے پرانے کپڑے ان کے دکھوں کی علامت ہے ۔ امیر لوگوں کے دل میں ایسے لوگوں کو دیکھ کر فیاضی کا جذبہ پیدا ہو گا اور وہ لوگ جب فقیروں، محتاجوں اور غریبوں کی مدد کریں گے تو غریبوں کے دلوں میں بھی امیروں کے بارے میں پیار، اخوت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گا۔ قرآن پاک میں غریبوں اور دکھیوں کے دکھ درد میں شریک ہونے کو انتہائی افضل قرار دیا گیا ہے ۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اصحابِ صفہ کا ایک گروہ تھا جو سب سے زیادہ امداد کا مستحق ہوتا تھا۔ یہ گروہ مسجد میں رہتا تھا۔ جب صحابہ کرامؓ نماز کے لیے مسجد کو جاتے تو ان اصحابِ صفہ کو دیکھ کر ان کے دلوں میں پیار پیدا ہوتا۔ چنانچہ اکثر صحابہ کھجوریں لے کر مسجد میں رکھ دیتے جس سے ان لوگوں کا گزر اوقات ہوتا تھا۔ اکثر صحابہ کرامؓ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کو ساتھ لے آتے اور اپنے

دولت کے جو نظریات ملتے ہیں ان میں سے ایک تو انفرادی ہے کہ سرمایہ جتنا جو شخص چاہے حاصل کرے اور دوسرا اجتماعی ہے کہ سرمایہ تمام قوم کے قبضے میں ہو۔ اور اسے قوم ہی کی بہتری کے لیے خرچ کیا جائے۔ جسے عام زبان میں اشتراکی نظام کہتے ہیں۔ ان دونوں نظاموں میں ضابطۂ حیات کو دولت کے ماتحت کیا گیا ہے لیکن اسلام کے ضابطۂ حیات میں نظامِ دولت مذہب کے ماتحت ہے اور اسلام افراد پر کچھ پابندیاں عائد کرتا ہے۔ مگر ان دونوں نظاموں میں جائز و ناجائز طریقے سے انسان کے پیشِ نظر صرف دولت کا حصول ہے۔

مسلمان قوم پچھلی چند صدیوں سے ان نظریات سے بڑی شدت سے متاثر ہوئی ہے اور موجودہ مسلمانوں کی اکثریت نے اپنی زندگی کو لیبل کے طور پر مذہب اسلام کے دائرہ میں رکھا ہوا ہے مگر اپنی زندگی کے اصل مقصد یعنی اللہ کی عبادت کو ترک کر کے صرف دولت کے حصول کی طرف لگایا ہوا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کی جدید نسل جو کہ کالجوں، سکولوں اور یونیورسٹیوں میں زیرِ تعلیم ہے وہ سرعت سے ذہنی طور پر اشتراکیت اور سامراجیت کی طرف مائل ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مسلمانوں کے وہ ذہن جو ترقی پسند کہلاتے ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر اپنے آپ کو مذہب کی پابندیوں سے آزاد سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ مذہبی پابندیوں کو فرسودگی سمجھتے ہیں۔ لہذا جب اس جدید مکتبِ فکر کے مسلمان سے نماز کے بارے میں بات چیت کی جاتی ہے اور ان کو نماز کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے سے ہمیں کیا ملے گا۔ وہ کہتا ہے چلو میں نماز پڑھتا ہوں لیکن کیا نماز کا فوری اثر یہ پڑے گا کہ مجھے دولت حاصل ہو جائے گی، میرا کاروبار چل جائے گا، مجھے شہرت مل جائے گی، کیا نماز پڑھنے سے ملازمت مل جائے گی؟ یا انسان بھوکا ہو تو اس کو نماز کے عوض روٹی ملنی چاہیئے، میری غربت دور ہونی

جماعت کی امامت کے لیے اعلیٰ حسب و نسب، رنگ رُوپ، قومیت، عہدہ، منصب، امارت وغربت کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ علم وعقل، فضل، عقلمندی، تقویٰ اور طہارت کے پیش نظر ہر شخص امامت کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔

جماعت میں کسی شخص کو ذاتی برتری کی بنا پر دوسرے کو اس کی جگہ سے ہٹانے کی اجازت نہیں۔ حتیٰ کہ نمازمیں کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ان تمام واقعات سے انسان کو مساوات کا درس ملتا ہے کہ اللہ کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں۔ اگر ان کو کوئی برتری حاصل ہو بھی تو وہ صرف تقویٰ کی بنا پر حاصل ہوگی۔ اس مساوات سے انسان کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کہ غریبوں سے نفرت مت کرو اور معاشرے کے افراد کو اپنے جیسا ہی خیال کرو۔

۱۰۔ ترقی پسند مُسلمان اور نماز

ایسے مسلمان جن پر صرف مُسلمانی کا لیبل چسپاں ہے ان کو صرف کلمہ گو مسلمان کہنا چاہیئے کیونکہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں ان کو دین اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ نماز کے پاس نہیں جاتے اور نماز کو قطعاً نہیں پڑھتے یہ وہ مسلمان ہیں کہ جن کی تربیت میں اسلامی اصولوں کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ انھیں قرآن وسنت کا پتہ ہی نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی نشوونما غیر ملکی اثرات کے زیراثر ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ نماز کو ایک بیکار اور وقت ضائع کرنے کے عمل کے مترادف سمجھتے ہیں۔

غیر ملکی اثرات میں سب سے پہلی چیز جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ تقسیم دولت کا انسانوں کی زندگی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ دنیا میں تقسیم

باب ۴

نماز اور تزکیۂ نفس

انسانیت کا عروج اور فلاح اس میں ہے کہ انسان کا نفس شرعِ محمدیؐ کے تابع ہو اور یادِ الٰہی میں فنا ہو جائے اور نفس اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں چوں تک نہ کرے۔ اس کے لیے تربیت کی ضرورت ہے اور نفس کو وہ تربیت نماز سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس کو گناہوں سے بچا کر نیکی اور اطاعتِ الٰہی میں مگن کیا جائے اور عباداتِ الٰہی میں درجۂ کمال تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:-

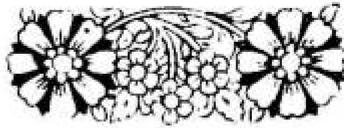
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۙ (الاعلیٰ: ۱۴، ۱۵)

بے شک اس نے فلاح پائی جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

نفس کو جب سکون حاصل ہوتا ہے اور اللہ کی نعمتیں خوب حاصل ہوتی ہیں اور ظاہری مصائب و آلام نہیں ہوتے تو نفس اللہ کی اطاعت کو چھوڑ کر سرکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ شہوت پرستی کی طرف توجہ دیتا ہے کھانے پینے کی طرف خوب جھکا دیتا ہے۔ اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلے میں اعلیٰ اور بلند خیال کرنے لگتا ہے مگر جب نفس کو کوئی تکلیف آتی ہے تو روتا ہے اور اللہ پر شکوہ کرتا ہے۔ تقدیر کو برا بھلا کہتا ہے کہ ہماری قسمت میں ہی یہ تمام مصیبتیں لکھی ہیں، خدا کی بے ادبی کرتا ہے۔ حتیٰ کہ کفر اور سرکشی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

نماز نفس کی اس کیفیت کو دور کرنے میں مدد دیتی ہے کیونکہ نماز پڑھنے کے لیے انسان کو معمولی سی ظاہراً تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ اس سے نفس میں تکالیف

چاہیئے۔ اصل میں وہ "لو اور دو" کے نظریہ کے تحت بے صبری کا ثبوت دیتا ہے۔
اور نماز پڑھنے کے عوض اللہ سے یکدم مادی منافع مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ لو جی
میں نماز پڑھتا ہوں مجھے تو سرمایہ ملتا نہیں اور فلاں فلاں جو نماز نہیں پڑھتے
کتنے امیر کبیر ہیں۔ کتنی جائیداد کے مالک ہیں کتنا کاروبار ہے، اللہ ان کو
لاکھوں روپیہ دے رہا ہے لیکن مجھے کچھ نہیں ملتا۔ نماز سے اس دُوری کی
اصل وجہ یہ ہے کہ مسلمان کی نئی نسل کی تربیت میں مذہبی بنیادوں کی بجائے
بچپن ہی سے ذہنی طور پر اہلِ مغرب کی رنگینیوں کی دعوت دی گئی ہے۔ اگر
کوئی خلوصِ نیت سے نماز پڑھے اور اللہ سے کشائشِ رزق کی دعا کرے تو
ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اس مسلمان کی التجا اور پکار کو نہ سنیں اور اس کو
مال و دولت عطا نہ فرمائیں۔ اس لیے نماز اپنا فرض سمجھ کر ہر مسلمان کو ادا
کرنی چاہیئے۔



اللہ کی بہترین یاد ہے۔

دل کی اہمیت کے پیشِ نظر شیطان انسان کے دل پر اپنے وار کرتا ہے۔ اور رحمان کی آماجگاہ بھی دل ہی ہے، چنانچہ دونوں انسانی دل پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اگر دل قابو ہوگیا تو تمام جسم ماتحت ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ دل بہت زیادہ معروف اعضاء رئیسہ ہے اس پر جذبات اور عقل کے حملے ہوتے ہیں اور وساوس اُمڈ اُمڈ کر آتے ہیں اور وہ وساوس کسی نہ کسی خطرے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ جس سے دل بہت جلد لغزش کھا جاتا ہے اور دل کی لغزش انسان کو تباہی و بربادی کی طرف لے جاتی ہے۔

دل غرور کی طرف مائل ہوتا ہے اس میں حسد پیدا ہوتا ہے دنیاوی خواہشات ابھرتی ہیں۔ چنانچہ دل کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے دل کو اللہ کی توجہ کا مرکز بنائے۔ دنیاوی خواہشات اور معاملات کو کم سے کم اپنے دل میں جگہ دی جائے۔ تکبر اور حسد کو کسی صورت بھی اختیار نہ کیا جائے۔

اصلاحِ قلب کے لیے جتنی بھی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان کا علاج نماز کی پابندی ہے، نماز سے دل میں اللہ کی یاد پیدا ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ یادِ الٰہی سے دل اللہ کی محبت اور عشق کا مرکز بن جاتا ہے۔ جوں جوں اللہ کی محبت گہری ہوتی ہے دنیاوی خواہشات، طمع و لالچ ختم ہوتے جاتے ہیں اور دل اللہ کے نور سے منور ہوتا جاتا ہے اور جب دل منور ہو جاتا ہے تو دنیا کے معاملات میں دل اللہ تعالیٰ سے براہِ راست مدد طلب کرتا ہے۔ اور اللہ کی مدد سے انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اپنے اللہ کو راضی کر لیتا ہے اور آخرت میں جزائے خیر پاتا ہے۔

برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے۔ نماز معرفتِ حق سے روشناس کرانے کا ایک زینہ ہے۔ وہ اللہ کی مدد سے مشکلات پر صبر کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر اپنے انعام واکرام کی بارش کرتا ہے اور اسے طرح طرح کی نعمتیں میسر آتی ہیں تو وہ ان پر اللہ کا شکر کرتا ہے اور یہ تمام نعمتیں اس کو روشن ضمیری کی بدولت ملتی ہیں اور روشن ضمیری کے لیے نماز ہی اولین وسیلہ ہے۔

دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے سے، وضو کرنے سے، سجدہ، رکوع، قیام، قعدہ سے انسانی نفس متاثر ہوتا ہے۔ اور جوں جوں نفس خلوص اور پیار سے ذاتِ الٰہی کے آگے جھکتا جاتا ہے اور نفس میں ایسی بیداری پیدا ہوتی ہے جو اسے ہر وقت اللہ کی اطاعت کی طرف لے جاتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے۔ حتیٰ کہ یہی اطاعت انسان کو دین و دنیا میں کامیاب و کامران کر دیتی ہے۔ نماز انسان کے تمام اعضاء کو، جن سے افعال سرزد ہوتے ہیں، پاکیزہ کرتی ہے کیونکہ نفس ان اعضاء کو برائی میں مبتلا کر کے لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز ان کی اصلاح کر کے انھیں راہِ راست پر قائم رکھنے کی خوبی پیدا کرتی ہے۔

۱۔ نماز کا دلی جذبات کو پاکیزہ کرنا

نماز ہمارے دلی جذبات اور احساسات کو بری سوچ سے پاکیزہ کرتی ہے

اس کی وجہ یہ ہے اللہ کی ہر قسم کی عبادت اور اطاعت کے لیے دل کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ صالح نیت کا تعلق دل سے ہے۔ دل کے راز اور خیالات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر دل کی حیثیت جسم میں بادشاہ کی سی ہے اور جسم کے باقی اعضاء دل کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ درست ہو تو رعایا بھی درست اور ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جسم کی اچھائی اور نیکی کا سارا دار و مدار دل کی اصلاح پر ہے اور دل کی اصلاح اللہ کی یاد سے ہوتی ہے اور نماز

۳۔ نماز کا قوتِ سماعت کو پاکیزہ کرنا

ہمارے کان بُری باتیں سنکر ہمیں گناہگار بنا دیتے ہیں کیونکہ قوتِ سماعت کے ذریعہ بھی انسانی نفس کو جھوٹی باتیں سن کر فرحت اور لذت حاصل ہوتی ہے جو سراسر گناہ میں شمار ہوتی ہیں اور نماز نفس اسکے ہتھیار کو پاکیزہ کرتی ہے۔ کیونکہ نماز سے ہمیں اچھی بات سننے کا درس ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت صرف امام صاحب کی قرأت سننے کا حکم ہے۔ اگر آس پاس کوئی نادان بات چیت کر رہا ہو تو اس کی گفتگو کی طرف توجہ کرنا نماز میں جائز نہیں۔ اس وقت صرف اللہ کے کلام کو سننا ہی ہر حال میں مقدم ہے اور اللہ کا کلام بامقصد ہے۔ چنانچہ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے کانوں کو بُری گفتگو کے سننے سے بچانا چاہیئے۔ بری باتیں سننے سے اکثر اوقات ان کا جواب بھی دینا پڑتا ہے جس سے انسان بُری باتیں کرنے والوں کے ساتھ شمار ہوجاتا ہے اور گناہگار ہوجاتا ہے۔

بُری باتیں سننے کا اثر لازماً انسان کے دل ودماغ پر ہوگا۔ دل میں طرح طرح کے بُرے جذبات اور وساوس پیدا ہوں گے۔ دماغ گندے خیالات کی آماجگاہ بن جائے گا، جو انسان کو کسی مصیبت میں پھنسانے کا پیش خیمہ ہونگے مگر نماز کی حکمت سے اخذ کردہ نصیحت کے پیشِ نظر اپنے کانوں کو فضول باتوں کے سننے سے محفوظ رکھے تو بہت سی آفات سے بچ جائے گا۔

۴۔ نماز کا زبان کو پاکیزہ کرنا

انسانی نفس زبان کے ذریعے بھی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ مثلاً جھوٹ، غیبت بُری باتیں کرنا۔ لیکن نماز ہماری زبان کو بھی پاکیزہ کرتی ہے کیونکہ نماز سے ہمیں اصلاحِ گفتگو کا بھی سبق ملتا ہے۔ نماز میں ہم اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے

۲۔ نماز کا نظر کو پاکیزہ کرنا

انسانی نفس نگاہ کے ذریعے کئی گناہ کرتا ہے۔ مثلاً کسی غیر محرم عورت کو شہوانی نظر سے دیکھنا گناہ ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے نفس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح انسان فتنۂ نظر میں مبتلا ہو کر گنہگار ہو جاتا ہے مگر نماز انسان کے اس فعل کی بھی اصلاح کرتی ہے۔ چونکہ نماز پڑھتے وقت نگاہوں کو جھکائے رکھنے کا حکم ہے اور نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے۔ نگاہوں کو نیچا رکھنے سے انسان میں ادب پیدا ہوتا ہے اور آداب کا انسانی زندگی سے تعلق ہے۔ آداب ہی سے انسانی اخلاق و کردار بلند ہوتا ہے۔

اللہ ہمارا آقا اور مالک ہے ہم اس کے بندے اور غلام ہیں، نماز کے وقت انسان اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور اپنی نگاہوں کو نیچا رکھ کر آدابِ غلامی بجا لاتا ہے اور اس فرمانبرداری سے انسان اللہ کا منظورِ نظر بن جاتا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے، نماز کے سکھائے ہوئے آداب ہماری عملی زندگی میں بھی کام آتے ہیں۔ چنانچہ اسی کے پیشِ نظر بچوں کو بڑوں، اور ماتحتوں کو افسروں کا جائز ادب و احترام کا سبق دیا جاتا ہے۔

انسان اگر نماز کے اس بتلائے ہوئے اصول پر زندگی میں عمل نہ کرے اور اپنی نگاہ سے بلا مقصد آزادانہ اِدھر اُدھر رنگا رنگ کے نظارے دیکھے تو لامحالہ ان کو حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوگی مگر ان کو حاصل کرنے کی قدرت نہ ہوگی اور نہ ان کے حصول کے بغیر صبر ہو سکے گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انسان خواہ مخواہ اپنے آپ کو مصائب میں مبتلا کرے گا۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھنے سے ہمارا دماغ وساوس سے خالی ہوگا جس سے نیکی کی طرف زیادہ توجہ دے سکیں گے۔

درس ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔

۵۔ نماز کے ذریعے اصلاحِ شکم

پیٹ کی ہوس انسان کو گناہوں کی وادی میں بہت دور تک لے جاتی ہے۔

کیونکہ پیٹ ہی لذتِ نفس کا سب سے بڑا آلہ ہے لیکن نماز اس کی اصلاح کرتی ہے اسلام نے پیٹ کی اصلاح اور حفاظت کے لیے خصوصی احکامات دیئے ہیں کیونکہ اس کا تعلق جسمانی قوتوں کی پرورش سے ہے۔ اگر ان کی پرورش صالح ہو تو جسم کے تمام اعضاء کے افعال نیکی کی طرف مائل ہوں گے۔ حرام غذا، فضول کھانے، ضرورت سے زائد کھانے سے انسان کو صحیح عبادت کی توفیق حاصل نہیں ہوتی اور ایسا شخص نیک کام کرنے سے محروم رہتا ہے۔

زیادہ کھانے سے انسان کا جسم بوجھل ہو جاتا ہے۔ خوراک کی قوت اعضاء میں فتنہ پیدا کرتی ہے۔ بیہودہ کاموں کی طرف رغبت ہوتی ہے شرمگاہ شہوت انگیز جذبات کا تقاضا کرتی ہے۔ جس کی بنا پر انسان سے بیہودہ حرکات سرزد ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ انسان کی آنکھیں خواہ مخواہ حسن پرستی کا شکار ہوتی ہیں جس سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں اور شہوت انگیز گناہ کر بیٹھتا ہے، پھر اگر انسان حرام کمایا ہوا کھائے تو اور بھی بُرے اثرات ظاہر ہوں گے۔

نماز پڑھنے کے لیے انسان کا جسم ہلکا پھلکا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر زیادہ خوراک کھائی ہوگی، بدن بوجھل ہوگا۔ آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہوگا، اعضاء سُست ہوں گے، کوشش کے باوجود کوئی کام کرنا مشکل ہوگا۔ نماز پڑھنے سے غافل ہو جائے گا اور نہ ہی احسن طریقہ سے کوئی امر سرانجام دے سکے گا، اس لیے نماز پڑھنے کے لیے ہمیں اپنے شکم کی اصلاح کرنا پڑے گی اور پیٹ کی اصلاح کے لیے حرام اشیاء، ناجائز ذرائع سے کمائے ہوئے رزق سے بچنا پڑے گا

ہیں اور وہ کلمات جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں ان میں اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں اور اس سے راہِ ہدایت پر رکھنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ بندہ اور اللہ کی یہ گفتگو برسرِ مقصد ہوتی ہے۔ نماز میں صرف قرآن پاک کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ چونکہ حضور پاکؐ پڑھتے رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں قرآنِ پاک کی تلاوت کے علاوہ ہم ایک لفظ بھی اپنی طرف سے زائد نہیں کہہ سکتے۔ جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ زبان کی گفتگو برسرِ مقصد ہونی چاہیے اور زبان کو روزمرہ کی گفتگو میں فضول باتوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ زبان سے نکلی ہوئی بات ہی فساد کی جڑ بنتی ہے۔

زبان کی اچھی بُری گفتگو سے جسم کے دوسرے اعضاء اثر قبول کرتے ہیں اس کے علاوہ فضول باتیں کرنے سے انسان کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ وقت انتہائی قیمتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ زبان کی حفاظت سے انسان کے نیک اعمال کی حفاظت ہوتی ہے۔ جو شخص بامقصد گفتگو نہیں کرتا وہ لامحالہ لوگوں کی غیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ غیبت اچھے اعمال کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اور جھوٹ بھی انسان زبان ہی سے بولتا ہے اور جھوٹ بے شمار برائیوں کی جڑ ہے۔ پھر اس کا یہ بھی نقصان ہے کہ ہماری بُری گفتگو کا ریکارڈ کراماً کاتبین تیار کر لیتے ہیں، جو روزِ قیامت اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا اور اس وقت بُرے اعمال کی وجہ سے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ صالح گفتگو جس کا بنیادی تصور ہمیں نماز سے ملتا ہے۔ ہم میں بیشمار اوصاف پیدا کر سکتی ہے۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان بیشمار برائیوں سے بچ سکتا، اور صرف زبان کی حفاظت کرنے سے انسان عذابِ جہنم سے بچ جائے گا۔ مگر زبان کی حفاظت کا بنیادی

باب ۵

تعمیرِ سیرت میں نماز کا کردار

افراد اور قوم کی تعمیر میں نماز نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ دنیاوی و روحانی کامیابی حاصل کرنے کے لیے عمل اور محنت کی اشد ضرورت ہوتی ہے کوئی کام بھی بیٹھے بٹھائے خود بخود نہیں ہو جاتا۔ حتیٰ کہ کھانا گو ہمارے سامنے پک کر تیار رکھا ہو تو جس وقت تک ہم اپنے ہاتھوں کو حرکت میں نہ لائیں گے، نوالہ توڑ کر اپنے منہ میں نہ ڈالیں گے اس وقت تک کھانا خود بخود ہمارے منہ میں نہیں جا سکتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے کے لیے عمل اور محنت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسلمانوں کو اسلامی ضابطۂ حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے ان دونوں چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسلام میں نہ ہی بالکل سُست اور کاہل رہنے کی اجازت ہے اور نہ ہی دولت اکٹھا کرنے کے لیے دن رات ایک کرنے کے لیے حکم دیا ہے بلکہ اسلام میں معتدل درمیانی راستہ اختیار کرنے کا حکم ہے، نماز سے ہمیں استدلال، محنت اور عمل کی تربیت حاصل ہو سکتی ہے۔

نماز کے لیے انسان کو عملی طور پر اُٹھ کر مسجد میں یا گھر میں یا کسی اور مقام پر پہنچنا پڑتا ہے۔ پھر وضو کرنا پڑتا ہے، پھر اللہ کے حضور میں کھڑا ہونا پڑتا ہے رکوع، سجود قعدہ کے لیے انسان کو اُٹھ بیٹھ کر نماز کے ارکان ادا کرنے پڑتے ہیں اور اس میں عمل کا دخل ہے اگر کوئی بیٹھے بٹھائے بلا وجہ خیال یا تصور میں

جس وجہ سے ہم چوری، سود، رشوت، بے ایمانی، ناجائز منافع خوری سے بچ جائیں گے اور بیشمار گناہوں سے اجتناب ہو جائے گا اور یہ تمام فوائد صرف نماز ہی کی بدولت حاصل ہوں گے۔

بیان کردہ تاثرات سے معلوم ہوا کہ انسان کے جسم کے مختلف اعضا یعنی دل آنکھ، کان، زبان اور پیٹ انسان کو بُرائی میں ملوث کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور نفس ان کو آلۂ کار بنا کر انسان کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے لیکن نماز جسم کے تمام افعال کی اصلاح کرتی ہے اور انھیں ہر ممکن طریقے سے شریعت کے تابع چلنے کا درس دیتی ہے۔ اس طرح انسان کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور نماز تزکیۂ نفس کا ذریعہ بنتی ہے۔



بلکہ دین سے متعلق ہو، اس طرح نماز معاشرہ میں علم و فضل کی ترقی کے لیے بھی کارگر ثابت ہوگی، چنانچہ لوگوں میں علم سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پیدا ہوگا اور اچھا معاشرہ وہی تصور کیا جاتا ہے جس میں علم رکھنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کے فرائض وہ شخص انجام دے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ ایک دفعہ ایک مقام سے کچھ لوگ مسلمان ہونے کے لیے آئے، آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میں جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ امام بنے۔ اتفاق سے ان میں قرآن سب سے زیادہ ایک کمسن بچے کو یاد تھا چنانچہ مسلمانوں نے اس کمسن بچے کو امام مقرر کر دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں میں نماز کی بدولت علم حاصل کرنے کا جذبہ جنم لیتا ہے۔

موجودہ دور میں امام اگرچہ پیشہ ورانہ ہو گئے ہیں اور وہ دینی علم کو اللہ کی رضا کی خاطر حاصل نہیں کرتے بلکہ پیشہ کے طور پر پیٹ پالنے کے لیے حاصل کرتے ہیں لیسے علم کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ اسلامی لباس کی ترویج میں نماز کا کردار

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مسجدوں میں نماز کے لیے کپڑے پہن کر جاؤ۔ کیونکہ لباس انسان کی زینت ہے۔ وحشیانہ دور میں اکثر لوگ لباس نہیں پہنتے تھے اور صرف اپنی شرمگاہوں کو کسی چیز سے ڈھانپ لیتے تھے مگر اسلام نے جسم کو ڈھانپنے کا حکم دیا کیونکہ جسم کی لباس سے ستر پوشی کرنے سے شرم و حیا پیدا ہوتی ہے اور شرم و حیا، اعمالِ صالح کا ایک ضروری جزو ہے، انہی احادیث کے پیش نظر نماز پڑھنے کی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مردوں کا جسم کم از کم ناف سے گھٹنے تک اور عورتوں کا جسم پیشانی سے پاؤں تک چھپانا ضروری ہے مگر سنت اور احسن طریقہ یہ ہے کہ مرد ہاتھ پاؤں اور چہرے کو چھوڑ کر تمام جسم پر

نماز ادا کرنا چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بلاوجہ ایسا کرنے کا حکم نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے بنیادی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ نماز سے انسان میں عملِ صالح کی عادت پڑتی ہے۔

نماز پڑھنے کے لیے انسان کو جسمانی طور پر کچھ نہ کچھ محنت و مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے۔ یعنی سردیوں میں شدت کی سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، کاروباری اور قیمتی وقت سے وقت نکالنا، گرمیوں کی چلتی ہوئی گرم لُو میں آرام کو چھوڑ کر نماز میں حاضر ہونا، اس محنت اور مشقت سے انسان کی تربیت ہوتی ہے۔

محنت اور مشقت کی عادت کے علاوہ بچوں کو اکثر بچپن ہی سے نماز پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ لڑکپن اور جوانی کے عالم میں صراطِ مستقیم کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور برائیوں سے بچ جاتے ہیں اور نماز پڑھنے کی وجہ سے ان میں نیک کام کرنے کی طرف توجہ مائل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ راسخ العقیدہ مسلمان بن جاتے ہیں۔

نماز سے مجموعی طور پر افراد اور ملت میں مندرجہ ذیل اچھے خصائل پیدا ہوتے ہیں جن سے مسلمان نیک سیرت بن کر ایک مثالی معاشرہ کے فرد بن جاتے ہیں۔

۱۔ علمی بصیرت کو فروغ دینے میں نماز کا حصّہ

نماز دینی علم اور علمی بصیرت کو بھی فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ امامت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ امام صاحب ایسے عالم ہوں جو قرآن، حدیث اور علوم شرعیہ کا علم رکھتے ہوں، تقویٰ اور پرہیزگاری میں دوسروں سے بڑھ کر ہوں۔ اس لیے لوگ امام کے رتبہ کو حاصل کرنے کے لیے لامحالہ علم حاصل کریں گے اور علم بھی ایسا جو دنیاوی نہیں

اس فرض کو مسلمان الگ الگ سرانجام نہیں دے سکتے اس لیے مسلمان کو ایک منظم جماعت بننے کی ضرورت ہے، جو جماعت اللہ کے راستے میں جہاد کرے، دوسرے انسانوں کو اللہ کے دین میں لائے اور دشمنانِ دین کے حملے کی صورت میں اپنا دفاع کر سکے۔ اس لیے مسلمانوں میں سپاہیانہ تربیت کی ضرورت تھی۔ فوجی سپاہیوں کو تیار کرنے کے لیے بڑی سخت تربیت دی جاتی ہے مگر مسلمانوں کو بنیادی تربیت نماز ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ نماز پڑھنے کے لیے سب سے پہلے مسلمانوں کو اذان کے ذریعے مسجد کی طرف بلایا جاتا ہے۔ مسلمان بلاوا سن کر مسجد کی طرف آتے ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جس طرح فوجیوں کو پریڈ کے لیے بلایا جاتا ہے، پھر نماز میں اٹھنے بیٹھنے سے ہلکی سی پریڈ ہو جاتی ہے اور اس سے مسلمانوں میں مجاہدانہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

پھر نماز سے ہمیں امام کی اطاعت کا سبق ملتا ہے۔ جماعت کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو امام کی متابعت کے علاوہ ہم اپنی مرضی سے کوئی حرکت یا فعل سرزد نہیں کر سکتے۔ جب امام کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے تو ہر مقتدی اس کی پیروی کرتا ہے۔ امام جیسے ہی رکوع کرتا ہے، سجدہ کرتا ہے، قعدہ کرتا ہے، اٹھتا ہے یا بیٹھتا ہے تو نمازیوں کو بھی ویسے ہی کرنا پڑتا ہے اس طرح نماز ہمیں ہر صورت میں امام کی اطاعت سکھاتی ہے اور یہ بعینہٖ فوج میں کمانڈر کے حکم کی اطاعت کی طرح ہے۔

سخت اور مشکل وقت کے لیے نماز استقامت کا سبق دیتی ہے، جاڑوں میں جبکہ سخت سردی ہوتی ہے، پانی ٹھنڈا یخ ہوتا ہے۔ ہوا سرد ہوتی ہے۔ مگر نمازیوں کو وضو کرنا پڑتا ہے۔ صبح کے وقت گرم گرم لحاف کو چھوڑ کر مسجد میں جانا پڑتا ہے۔ گرمیوں میں جبکہ دوپہر کے وقت سخت لُو چلتی ہے، ظہر کے وقت دھوپ

لباس پہنے۔ چنانچہ نماز کی اس شرط سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ مرد اور عورت ایسا لباس پہنیں جس سے جسم کے تمام اعضاء نمایاں طور پر ننگے نہ ہوں اور نہ لباس اتنا عمدہ اور نمائشی ہو جسے پہن کر انسان کا نفس غرور کی طرف مائل ہو جائے بلکہ لباس سیدھا سادہ عام طرز کا ہونا چاہیئے۔

مغرب کی متمدن قومیں لباس کے استعمال میں حد سے آگے نکل گئی ہیں، زیب و زینت، حسن و آرائش کی زیادتی کی وجہ سے بے غیرت، بے شرم اور بے حیا ہو گئی ہیں۔ خاص کر عورتیں نیم برہنہ لباس استعمال کرتی ہیں یا ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہیں جس میں سے جسم نظر آتا ہے اور ایسا لباس انسانوں کو اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ معاشرے کی ایسی عورتیں نماز پڑھنا شروع کر دیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کو برہنہ لباس چھوڑ کر شریفانہ طرز کا لباس پہننا پڑے گا جو شرم و حیاء اور عزت کی علامت ہے۔

اسلام سے قبل عرب کے بدو ستر پوشی کی طرف خاص توجہ نہیں دیتے تھے۔ اور یہاں تک کہ اکثر بدّو عورتیں حج کے لیے آتیں تو برہنہ یا نیم عریانی کی حالت میں طواف کرتی تھیں۔ عُریانیت سے عورت کی عصمت اور عفت پر زد پڑتی ہے۔ مگر اسلامی تعلیمات کے ذریعہ سے عربوں کو ستر پوشی کی تعلیم دی گئی اور یہ تعلیم انھیں نماز قائم کرنے کی بدولت حاصل ہوئی۔

۳۔ نماز اور مجاہدانہ اوصاف کی تعمیر

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود اللہ کا مطیع و فرمانبردار بندہ بنے مگر اس کا یہ فرض اپنی ذاتی اصلاح اور بندگی تک محدود نہیں بلکہ ساتھ ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ وہ دنیا کو خدا کا مطیع و فرمانبردار بندہ بنانے کی کوشش کرے اور زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرے اور اللہ کے پیغام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دے

تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ وقت کی پابندی نہیں کرے گا اور انسان کی عملی زندگی کا راز وقت کی پابندی میں ہے۔ انسان فطرتاً آرام پسند اور راحت طلب ہے۔ چنانچہ اس کو وقت کا پابند بنانے کے لیے ضروری ہے کہ بعض کام مقررہ وقت میں اس سے ضرور کروائے جائیں۔

نماز کے اوقات مقرر ہیں اور دن میں پانچ ہیں اور لوگوں کو ان مقررہ اوقات پر نماز کا پابند کیا جاتا ہے۔ نماز باجماعت سے بھی ہمیں پابندیٔ وقت کا سبق ملتا ہے، جب انسان میں پابندی کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ کاموں کو مقررہ وقت پر سرانجام دینے لگتا ہے۔ جس سے کام احسن اور بخوبی سرانجام پاتے ہیں اور اس طرح سے انسان کی کارکردگی کا معیار دوسرے لوگوں کی نظر میں زیادہ ہو جاتا ہے اور وقت کی پابندی سے انسان عہد بھی آسانی سے پورا کر سکتا ہے۔ مگر یہ پابندی نماز قائم کرنے کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ نماز اور جماعتی نظم و نسق کا فروغ

مہذب معاشرہ عمدہ نظم و نسق سے پیدا ہوتا ہے، نظم و نسق معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی نظم و نسق کے بغیر نشو و نما نہیں پا سکتا۔ پھر قوم کی بقا کے لیے بھی نظم و نسق بہت ضروری ہے جو قومیں نظم و نسق کو پسِ پشت ڈال دیتی ہے وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کے آثار پیدا کر لیتی ہیں۔

نماز باجماعت سے ہمیں نظم و نسق کا درس ملتا ہے، نماز باجماعت میں مسلمان صف در صف کھڑے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ کندھا بہ کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ رکوع، سجود، قعدہ، حتیٰ کہ جماعت میں شریک لوگوں کو یکساں حرکت کرنا پڑتی ہے جو نظم و نسق کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔

کی سخت شدت ہوتی ہے، گھر سے مسجد تک جانا محال ہوتا ہے آرام کا وقت ہوتا ہے مگر نمازیوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آنا پڑتا ہے۔

عصر کے وقت جب شہر دں میں دیہاتوں میں لہو ولعب کا سماں ہوتا ہے۔ بازاروں میں رونق ہوتی ہے، سیرگاہوں میں خوبصورت نظارے، پھر عشاء کے وقت رات، جس کی تاریکی میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ کلبوں کی رنگین محفلیں اور ہوٹلوں کے لذت کدے انسانوں کو اپنی طرف دعوت دے رہے ہوتے ہیں، ان راحتوں کو چھوڑ کر نماز کی طرف آنا اور ان تمام راحتوں اور تکلفوں سے بے پروا ہو کر عمل کی طرف آنا پڑتا ہے یہ چھوٹی چھوٹی تکالیف برداشت کر کے انسان میں سخت سے سخت مشکل کو برداشت کرنے کے لیے ہمت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ ایک دلیر اور بہادر سپاہی میں ہوتی ہے۔

نماز کی تمام مشقتیں اصل میں ہم کو غیروں کے مقابلے کے لیے تیار کرتی ہے تاکہ بوقتِ ضرورت مسلمان کو دشمنانِ دین کے خلاف ہمت اور شجاعت سے مقابلہ کر سکیں۔

۴۔ نماز اور پابندیٔ وقت کا فروغ

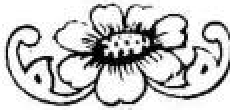
پابندیٔ وقت کا یہ مطلب ہے کہ ہر کام کو اس کے وقتِ مقررہ پر انجام دیا جائے۔ مگر اکثر لوگ وقت کی پابندی کا خیال نہیں رکھتے لیکن وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ وقت کتنی قیمتی چیز ہے۔ پابندیٔ وقت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر کام اعتدال پر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پوری کائنات کا نظام وقت کی پابندی کے ساتھ چل رہا ہے، دن رات اپنے وقت پہ آتے ہیں، موسم اپنے وقت پر تبدیل ہوتا ہے۔ چاند اپنے وقت مقررہ پر گھٹتا بڑھتا ہے۔

وقت کی پابندی ہر شعبے میں ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی شخص اس وقت

یہ اجتماعات ایسے ہیں جو انسان کو سیدھی راہ سے کھینچ کر برائی کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان بدترین گناہوں اور فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے شیطان انسانوں کو دوزخ کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اسلام نے انسان کو ایسے بُرے اجتماعات سے بچانے کے لیے نماز کے ذریعے پاکیزہ اجتماعات کا تصور دیا ہے جس سے انسانی فطرت کا تقاضا بھی پورا ہو جاتا ہے اور ملت کو بے شمار فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں، نماز چونکہ ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے جس میں دنیاوی محفلوں کی رنگ و بُو کا سماں نہیں ہوتا۔ جس وجہ سے نماز پڑھنے والوں کو لاتعداد برائیوں اور بدکاریوں سے بچنے کے علاوہ نیکیاں بھی حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اسلامی اجتماعات سے ایک یہ بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ اجتماعات دنیا کے تمام گوشوں میں ہوتے ہیں، جہاں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں جس سے تمام دنیا میں ایک عالمگیر برادری کے رشتے کا تصور ملتا ہے اور ایسی اجتماعیت کا تصور دوسرے مذاہب میں بہت کم ملتا ہے۔



جو لوگ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں ان میں نظم و نسق کا احساس رہتا ہے چنانچہ وہ نظم و نسق قائم رکھنے میں اس اصول کو مدنظر رکھتے ہیں جو انھیں نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ نمازی حضرات قواعد و ضوابط کی پابندی میں دوسرے عام لوگوں کی نسبت نمایاں ہوتے ہیں۔

جماعت کے نظم و نسق میں امام کی پیروی ضروری ہوتی ہے۔ یہ اس امر کی رہنمائی کرتی ہے کہ خاندانوں کے افراد کو اپنے کنبے کے سربراہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے اگر ہر کوئی اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کے اصولوں کو رد کرے گا اور من مانی کرتا پھرے گا تو گھر کا نظم و نسق ختم ہوگا اور خاندان بدنظمی کا شکار ہو جائے گا۔

۶۔ نماز اور اصلاحِ معاشرہ

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ مختلف اوقات میں ایک جگہ اکٹھا ہو کر اٹھنا بیٹھنا پسند کرتا ہے چنانچہ اسی تقاضے کے پیشِ نظر، مذاہب میں لوگ مختلف اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں تہواروں کا نام دیا گیا ہے ان اجتماعات میں اسلام میں روزانہ کی نمازیں، ہفتہ میں جمعہ کی نمازیں، پھر سال میں دو عیدوں کی نمازیں اور مکہ مکرمہ میں حج کا عظیم اجتماع قابلِ ذکر ہیں۔ اسلام میں یہ اجتماعات نماز ہی کی بدولت ہیں۔ جو قومیں مذہبی پابندیوں سے آزاد ہو کر، اپنے رجحان کو اصلی اجتماعات کی طرف سے ہٹا کر نمائشوں، کلبوں، کانفرنسوں، جلسے جلوسوں کی طرف لگاتی ہیں اور آخر ان اجتماعات کی بدولت اپنے آپ کو برائیوں اور بد اخلاقیوں میں ملوث کر لیتی ہیں۔ یہ اجتماعات ایسے ہیں جن کی آڑ میں بے شمار برائیاں انسانیت کا گلا گھونٹنے کے لیے دبی بیٹھی ہیں۔ چنانچہ ایسی محفلوں میں رقص و سرود، شراب نوشی، قمار بازی، بدنظری، بدکاری، رشک و حسد، قتل و غارت کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ میلے ٹھیلے جن میں سوائے تماش بینی کے اور کچھ بھی نہیں ہے

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھتے وقت انسان اللہ سے اپنا تعلق وابستہ کیسے ہوتا ہے لہٰذا بندے کے لیے ضروری ہے کہ اس تعلق میں خشوع قائم کرے تاکہ اس کے جذبۂ عبادت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول رہے اور نماز پڑھتے وقت رحمتِ الٰہی کا نزول تجلیات کی صورت میں ہوتا ہے اس لیے نماز میں جو شخص جتنا اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اتنی ہی زیادہ تجلیات اس پر نمودار ہوتی ہیں۔ اگر نماز میں خشوع پیدا نہیں ہوتا تو بندہ اللہ کی رحمت سے دور رہتا ہے لہٰذا دل سے خشوع کا زوال، فلاح کا زوال ہے۔

اور پھر فرمایا گیا ہے کہ میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔ پس جب نماز ذکرِ خداوندی کے لیے ہوگی تو اس میں ادھر اُدھر کے خیالات کیسے آسکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء ۴۳)

اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو۔ یہاں تک کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

نشے کی حالت میں انسان کی توجہ قائم نہیں ہوتی جس سے خشوع و خضوع قائم ہونا ہوتا ہے اس لیے نشے کی حالت میں نماز پڑھنا منع کر دیا گیا۔ کیونکہ تمام نماز میں دل کا حاضر رہنا ضروری ہے۔ اور نشے میں دل کیسے حاضر رہے گا۔

ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو چوری کا ذکر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوریوں میں سے سب سے بری کونسی چوری ہے؟ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے بڑی چوری نماز کی چوری ہے۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور! کوئی شخص نماز میں چوری کیسے کرسکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص

باب ۶

نماز کی رُوحانی کیفیات

نماز کی روحانی کیفیات خشوع و خضوع سے پیدا ہوتی ہیں جس کا مطلب خشیت الٰہی پیدا کرنا ہے۔ لغت کے اعتبار سے اس کے معنی بدن جھکا ہونا، آواز کو پست کرنا اور نگاہ نیچی رکھنا ہے، نماز میں خشوع و خضوع سے مراد یہ ہے کہ بندہ نماز میں پوری طرح اپنے معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ اس کی ہیبت اور جلالت کا خوف دل پر طاری ہو اور جسم میں عاجزی اور مسکینی ہو۔ دراصل یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ جس پر وارد ہوتی ہے وہی جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خشوع کے متعلق قرآن مجید میں مندرجہ ذیل مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

(۱) قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِيۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ (مومنون ۱، ۲)

بے شک مومنین نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔

(۲) اِنَّنِيۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِيۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِيۡ ۔ (طٰہٰ - ۲۰)

میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو (اے موسٰی!) میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز کو قائم رکھ۔

ایک آیت میں یہ بھی فرمایا:۔

(۳) اَلَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ دَآئِمُوۡنَ ۔ (معارج : ۱)

جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی وقت باتوں میں مشغول ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو وہ نماز میں اس طرح مشغول ہوتے کہ گویا وہ ان لوگوں کو پہچانتے ہی نہیں ہیں جن سے وہ نماز سے قبل باتیں کر رہے تھے۔ رسول اکرمؐ جب نماز میں ہوتے تو آپ کا دل اس قدر جوش مارتا جیسے کہ تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھا رہی ہو اور آواز دے رہی ہو۔ حضرت علیؓ جب نماز ادا کرتے تو ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ رنگ بدل جاتا اور کہا کرتے تھے کہ اس امانت کو اٹھانے کا وقت آپہنچا ہے جس کو ساتوں آسمان اور زمین اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے۔

اللہ کے بندے نماز میں اپنے دل کو بے حد عجز و انکساری کے ساتھ حاضر کرتے ہیں کیونکہ دل اگر نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوگا تو رحمتِ خداوندی کا حق دار کس طرح ٹھہرے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھیئے جیسے کہ کسی شہنشاہ یا سربراہ کے دربار میں اس کے غلام حاضر ہوں اور اپنی زبان سے اس کی مدح سرائی کریں۔ لیکن انکی توجہ کا مرکز بادشاہ کی ذات نہ ہو بلکہ خیال ان کا کہیں اور پہنچا ہو اور نہ بادشاہ کی طرف صحیح طرح دیکھ رہے ہوں تو بادشاہ کہے گا کہ کس کی مدح سرائی کر رہے ہو، کہ دل تمہارا کہیں اور ہے۔ مگر میری حضوری بھرنے آئے ہو۔ حتیٰ کہ وہ بادشاہ ان کو جھڑک دے گا کہ جاؤ ایسی حاضری کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ بالکل اسی طرح جب ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ہماری حاضری میں توجہ اور محبت نہ ہو تو ایسی حاضری کو اللہ قطعاً قبول نہیں فرماتا۔ چنانچہ ایسی نمازیں جنکی روح قائم نہ ہو، پڑھنے سے کیا فائدہ؟

ہم دنیاداروں کی نمازوں میں بے پناہ اِدھر اُدھر کے خیالات اُمڈ اُمڈ کر آتے ہیں بعض اوقات ایسی بات نماز میں یاد آجاتی ہے جو کہ انسان کے وہم و گمان میں نہیں ہوتی اور یہ سب شیطانی وساوس کا دخل ہوتا ہے چنانچہ صحیح نماز قائم کرنے

نماز میں چوری کرتا ہے جو اپنے رکوع اور سجدوں کو مکمل نہیں کرتا اور قرارت پوری نہیں کرتا اور اس کی نماز میں خشوع نہیں ہوتا ؛

خشوع اور خضوع کو سمجھنے کے لیے ذرا یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نماز کی ایک ظاہرا حیثیت ہے جسے نماز کا جسم یا صورت کہا جاتا ہے مگر نماز کے اس جسم کی ایک حقیقت ہے جسے نماز کی روح کہتے ہیں اور جسے خشوع کہا جاتا ہے۔ لہذا نماز ادا کرتے وقت اس کی روح کو بھی قائم کرنا چاہیے۔ اگر نماز کی روح قائم نہ کی جائے گی تو وہ نماز ایک مُردہ جسم کی طرح ہوگی ، پھر روح کے ساتھ نماز کے آداب کو بھی قائم کرنا چاہیئے۔

نماز کی اصل روح بارگاہِ رب العزت میں دل کی عاجزی اور حضوری ہے کیونکہ نماز کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ دل اللہ کی محبت کی طرف اتنا راغب ہو کہ خوفِ الٰہی اور تعظیم خداوندی اور اللہ کی اطاعت جسم کے ہر عضو سے ظاہر ہو۔ کوئی لمحہ بھی یادِ الٰہی سے خالی نہ ہو۔ اس لیے قرآن پاک میں ہے کہ نماز قائم رکھو تا کہ مجھے یاد رکھ سکو اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ انھیں نماز سے سوائے رنج و تکلیف کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ اس لیے ہوتا ہے کہ وہ صرف جسم سے ظاہرا نماز ادا کرتے ہیں اور ان کے دل غافل ہوتے ہیں ۔ پھر آپؐ نے فرمایا ، بہت سے وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کی نماز کا چھٹا یا دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے ۔ کیونکہ نماز کا صرف وہی حصہ لکھا جاتا ہے جس میں دل حاضر ہوتا ہے ، پھر آپؐ نے فرمایا کہ نمازیوں ادا کرو جیسے کہ آپ کسی کو الوداع کر رہے ہیں یعنی کہ بغیر حق جو کچھ بھی ہے اس کو وداع کر رہے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، صحابہ کرام اور بزرگانِ دین نماز کی روح کو قائم کرنے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس قدر متوجہ ہوتے کہ وہ دنیا سے بے خبر ہو جاتے

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کی نماز قطع سلوک فقدانِ محویت کے عالم میں "تفرقہ" کے مقام پر ہوتی ہے۔ وہ اس "تفرقہ" سے دوچار ہوتے ہیں۔ مجتمع لوگ شبانہ روز نماز میں معروف رہتے ہیں اور فرائض و سنن کے علاوہ نوافل کثرت سے ادا کرتے ہیں۔ اہلِ تفرقہ فرائض و سنن ادا کرتے ہیں، نوافل کم پڑھتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری آنکھوں کی روشنی نماز میں ہے" یعنی میری جملہ راحت نماز میں ہے۔ اہلِ استقامت کا طریق نماز میں مشغول رہنا ہے (کشف المحجوب)

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ بیان فرماتے ہیں کہ نماز کے چار شعبے بتائے گئے ہیں، اول محراب میں جسم کی موجودگی، دوم خداوند تعالیٰ کے حضور میں عقل و شعور کے ساتھ حاضر ہونا، سوم دل کا خشوع و خضوع کے ساتھ ہونا، چہارم ارکانِ نماز میں خضوع کا ہونا۔

حضورِ قلب سے حجابات اٹھ جاتے ہیں اور شہودِ عقل سے عتاب رفع ہوتا ہے اور حضورِ نفس سے (رحمت و کرم کے) دروازے کھل جاتے ہیں اور ارکانِ نماز میں خضوع سے ثواب کا حصول ہوتا ہے لیکن جو نمازی بغیر حضورِ قلب نماز ادا کرتا ہے۔ وہ ایک غافل نمازی ہے اور شہودِ عقل کے بغیر جو نماز ادا کرتا ہے، وہ بے پروا نمازی ہے اور جس نمازی میں خضوعِ نفس نہیں ہوتا وہ خطا کار نمازی ہے۔ اور جو خضوع ارکان کے بغیر نماز پڑھتا ہے وہ غلط کار نمازی ہے۔ اور جو نمازی ان تمام اوصاف بالا کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ ایک کامل نمازی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نماز میں خشوع اس امر کا نام ہے کہ نمازی کو اپنے دائیں بائیں کی کچھ خبر نہ ہو۔ حضرت سفیان ثوریؒ سے منقول ہے کہ جس کی نماز میں خشوع نہیں اس کی نماز فاسد ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی زیادہ کڑی شرط بیان کی ہے

کے لیے بھی اللہ ہی سے توفیق اور مدد مانگنی چاہیئے اور شیطانی وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے تو اللہ کی مدد ہی سے نماز کی صحیح روح پیدا ہو سکتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ مشائخ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نماز درگاہِ حق میں حاضر ہونے کا ذریعہ ہے، دوسری جماعت کہتی ہے کہ نماز خود سے غائب ہو جانے کا نام ہے۔ جو لوگ غائب ہوتے ہیں وہ نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور جو پہلے ہی حاضر ہوں وہ نماز میں غائب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قیامت میں رویتِ باری کے مقام پر جو لوگ رویت سے بہرہ یاب ہونگے وہ پہلے غائب ہوں گے تو حاضر ہو جائیں گے، جو حاضر ہونگے وہ غائب ہو جائینگے ور میں (علی بن عثمان الجلابیؒ) کہتا ہوں کہ نماز حکمِ حق ہے نہ حاضری کا سبب ہے نہ غائب ہونے کا ذریعہ۔ حکمِ حق کسی چیز کا آلہ کار نہیں ہوتا۔ حضور کا سبب عین حضور ہے اور اسی طرح غیبت کی علت عین غیبت ہے۔ حکمِ حق کسی شکل میں بھی ناقص نہیں ہوتا اگر نماز آلہ حضور ہوتی تو یقیناً نماز کے سوا کوئی چیز حضورِ حق حاضر نہ کر سکتی اور اسی طرح نماز اگر وجہ غیبت ہوتی تو " غائب " ترکِ نماز سے بھی حضورِ حق سے بہرہ یاب ہو سکتا ہے۔ جب حاضر اور غائب دونوں میں سے کوئی نماز ادا کرنے سے معذور نہیں ہو سکتا تو نماز بنفسہٖ ایک قوت ہے۔ غیبت اور حضور سے اس کو کوئی تعلق نہیں، اہل مجاہدہ اور صاحبانِ استقامت نماز میں کثرت کرتے ہیں اور دوسروں کو حکم دیتے ہیں مشائخ اپنے مریدوں کو شبانہ روز چار چار سو رکعت ادا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ جسم کو عبادت کی عادت ہو جائے۔ اہلِ استقامت بھی بہت نماز ادا کرتے ہیں تاکہ حضورِ حق شکرِ قبولیت ادا کریں۔ باقی رہے " اہلِ احوال " ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کی نماز کمالِ سلوک اور محویت کے سبب " جمع " کے مقام پر ہوتی ہے اور وہ اپنی نماز میں " مجتمع " ہوتے ہیں۔

دوزخ کو بائیں طرف خیال کرو۔ یہ ہم نے اس لیے کہا ہے کہ جب تمھارا دل آخرت کے ذکر میں مشغول ہوگا تو اس سے تمام وسوسے دور ہو جائیں گے، یعنی یہ تصور اور یہ خیال دل سے وسوسوں کو دور کرنے کی ایک تدبیر ہے۔

بعض ایسے حضرات ہیں کہ جب وہ نماز میں اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں تو انابت کے درجے کو پہنچتے ہیں اور اس صفت کے مصداق بن جاتے ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رجوع الی الحق (انابت) کو مقدم رکھا ہے اور فرمایا ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ۔ تم اس کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کو قائم کرو۔

پس ایک بندۂ حق (مخلص بندہ) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس طرح کہ وہ ماسوا الحق سے بری اور بیزار ہوتا ہے اور وہ ایسے سینے کے ساتھ جو اسلام کے ذریعہ کشادہ ہے اور ایسے دل کے ساتھ جو نور ایمان سے منور ہے، نماز پڑھتا ہے پس جو کلمہ قرآن پاک کا اس کی زبان سے نکلتا ہے اس کا دل اس کو سنتا ہے اور وہ کلمات اس کے دل کی فضا میں اس طرح گونجتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور آواز اس فضا میں سنائی ہی نہیں دیتی۔ اس وقت وہ کلمات حسنِ فہم اور توجہ کی لذت نعمت کی بدولت اس کے دل پر طاری ہو جاتے اور چھا جاتے ہیں اور اس وقت اس کا دل استماع کی حلاوت اور کامل یادداشت کے ساتھ اس کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور وہ ان کلمات کے معانیٔ لطیف اور مضامینِ شرف کا ادراک کر لیتا ہے۔

یہ معانی جو اس کو حاصل ہوتے ہیں ایسے ہیں جن کی تفصیل بیان نہیں کی جا سکتی بلکہ وہ محض پوشیدہ غور و فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لیے کہ قرآن کے ظاہری معنی نفس کی غذا ہیں، جن کا تعلق عالمِ حکمت اور شہادت سے ہے، نفس سے

جو کوئی نماز میں قصداً یہ معلوم کرے کہ اس کے دائیں بائیں کیا ہے۔ اس کی
نماز نہیں ہوئی۔

شیخ ابو سعید خراز فرماتے ہیں کہ "جب کوئی شخص رکوع کرے تو رکوع کے
آداب یہ ہیں کہ وہ اس طرح رکوع میں جھکے کہ اس کا ہر عضو اس وقت حالت
رکوع میں ہو، گویا وہ عرشِ عظیم کی طرف جھکا ہوا ہو اور اس وقت وہ اللہ تعالیٰ
کی اس قدر تعظیم بجا لائے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ عظمت والی
اور کوئی چیز موجود نہ رہے۔

حضرت سہل کا یہ قول بیان کیا ہے جس نے اپنے دل کو آخرت کے
ذکر سے خالی رکھا وہ شیطانی وسوسوں میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اپنے دل کو
صفائے باطن اور نورِ معرفت سے معمور رکھا۔ اس کے لیے کسی تصور اور مشاہدہ
کی ضرورت نہیں ہے۔

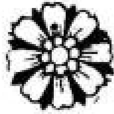
شیخ عامر بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں آپ کو دنیا کے کسی کام کا خیال
آتا ہے؛ تو انھوں نے فرمایا کہ نیزوں کی نوک سے مجھے چھیدا جاتا زیادہ گوارا
ہے بمقابلہ اس کے کہ مجھے نماز میں ان چیزوں کا دھیان آئے جن کا تم کو نماز
میں دھیان آتا ہے۔

ایک اور بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں آپ کے دل میں دنیا کے
بارے میں کوئی خیال آتا ہے؛ تو انھوں نے فرمایا کہ نہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ
کسی اور وقت میں دنیاوی کاموں کے بارے میں غور کرتا ہوں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز میں پہلی تکبیر
کہو تو اس وقت یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمھاری طرف دیکھ رہا ہے اور جو کچھ تمھارے
دل میں ہے اس سے باخبر ہے۔ تم اپنی نماز میں جنت کو اپنی دائیں طرف اور

ابتدائی منازل میں اللہ کے بندوں کا روحانی تصور خانہ کعبہ میں نماز ادا کرتا ہے، اگرچہ وہ نماز علاقہ کی مسجد میں پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی باطنی آنکھ خود کو خانہ کعبہ میں دیکھتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ اولیائے کرامؒ اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ مجلسِ محمدیؐ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر بیت المعمور میں ان کا روحانی تصور نماز ادا کرتا ہے، حتیٰ کہ آخر میں اللہ کے سامنے ان کی روح نماز ادا کرتی ہے۔ ادھر معبود سامنے جلوہ گر ہوتا ہے اور ادھر بندہ خالقِ حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔

دنیا داروں کی نمازیں پس پردہ کئی قسم کا مقصد ہوتا ہے مگر اللہ کے بندے کے سامنے نماز کی ادائیگی میں اللہ کی رضا ہی رضا ہے۔ ایسی نمازیں پڑھنے کی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق دے۔ آمین!



بہت قریب ہیں۔ جو حکمت کے قواعد کو قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اور نفسِ مطمئنہ ان کو حاصل کر لیتا ہے لیکن قرآن کے جو باطنی معنی ہیں، ان کا انکشاف عالمِ ملکوت کی طرف سے ہوتا ہے اور وہ نفس کی بجائے دل کی غذا ہیں، جن کی بدولت روح، جبروتِ الٰہی کے مقدس پردوں تک اس کی عظمت کا مشاہدہ کر کے پہنچ جاتی ہے اور اس کو مشاہدہ اور مطالعۂ عالمِ جبروت کے ذریعہ شوق و محبت کے گرداب میں رہ کر ہی کامل استغراق نصیب ہوتا ہے۔

اللہ کے خاص بندوں اور عام دنیا داروں کی نماز میں فرق ہوتا ہے۔ ہم دنیا داروں سے نماز اس خشوع و خضوع سے نہیں پڑھی جاتی جس طرح اللہ کے خاص بندے نماز ادا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ عام انسان اپنے جسم کی طہارت اس طرح سے نہیں رکھ سکتا جس طرح کہ اللہ کے خاص بندے طہارت پر کاربند ہوتے ہیں۔ عام لوگ اتنی توجہ سے نماز نہیں پڑھتے بلکہ اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میں زبان سے کیا کہہ رہا ہوں اور دنیا داری کے بارے میں طرح طرح کے خیالات ابھرتے ہیں اور توجہ اللہ کی طرف سے ہٹ کر دنیا داری میں کھو جاتی ہے۔

اللہ کے بندے جب نماز پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں اللہ کی ذات کا تصور ہوتا ہے۔ ان کی پوری توجہ اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ وہ اللہ کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان کی روح اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے، رکوع کرتی ہے ان کے جسم پر اللہ کے خوف سے رقت طاری ہوتی ہے کہ حقیر سا گوشت پوست کا انسان اتنی عظیم ہستی کے سامنے حاضر ہے، جسم کا بال بال اللہ کی مدح میں مشغول ہے اور بارگاہِ الٰہی میں وہ اپنی عاجزی پیش کرتے ہیں، ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا اللہ کی ذات کی طرف سے ان کو جواب ملتا ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ | ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۶) ثُمَّ خَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ۔ | پھر ان کے بعد کچھ پس ماندے پیدا ہوئے۔ جنھوں نے نمازیں ضائع کر دیں۔

(۷) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ | محافظت کرو سب نمازوں کی اور خاص بیچ والی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہونا چاہیئے۔

بیچ والی نماز، نمازِ عصر ہے اس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی خاص تاکید فرمائی۔

(۸) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ | اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں، وہی سچے وارث ہیں کہ جنت کی وراثت پائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۹) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ | خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں۔

ان آیات میں نمازوں کے اوقات کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے، آیت ۱ میں دن کے دونوں کناروں سے مراد فجر اور مغرب کی نماز ہے۔ لیکن آیت ۲ میں سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک چار نمازوں یعنی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھنے کی تلقین کی گئی اور پھر صبح کے بارے میں الگ تاکید کی گئی ہے۔ لیکن نمازوں کے اس اجمالی حکم کی مکمل تشریح احادیثِ مصطفےٰ میں ہے

باب

اوقاتِ نماز

دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ان پانچوں نمازوں کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے، ان نمازوں کے اوقات کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
(پ ۵، نساء: ۱۰۳)
بے شک مومنین پر نماز مقررہ اوقات پر فرض ہے۔

(۲) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ
(پ ۱۲، ہود: ۱۱۴)
اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کرو، اور رات کے ٹکڑوں میں۔

(۳) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ۔
(پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۷۸)
سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک جو نماز آئے اسے قائم کیجیے اور صبح کی نماز بھی۔

(۴) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ
اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ جنتوں میں با عزت ہوں گے۔

(۵) وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
اور جنھیں آخرت پر یقین ہے، وہ قرآن پر

فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا فَقَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ ؕ

جو اس کے لیے تھا اور مغرب کی نماز شفق غروب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز پڑھی جبکہ ایک تہائی رات گذر چکی تھی اور صبح کی نماز پڑھی، اس کو روشن کیا۔ پھر فرمایا نماز کا وقت پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ فرمایا تمھاری نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے جس کو تم نے دیکھ لیا ہے۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیت اللہ کے نزدیک جبریلؑ نے میری دو بار امامت کی، مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی اور سورج کا سایہ تسمہ کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اسکی مانند ہوگیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوئی اور فجر کی نماز پڑھائی جب کھانا اور پینا روزہ دار پر حرام ہوتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا مجھ کو ظہر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کی مانند تھا اور عصر کی

اس لیے نماز کا جو وقت مقرر ہے اس کو اسی وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد نماز قضا ہو جاتی ہے۔

۱- اوقاتِ نماز کے متعلق احادیث

۱- حضرت بُریدہؓ کی روایت

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهٗ فَاَبْرِدْ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ بِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اٰخَرَهَا

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا - ان دو دنوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ - جب سورج کا زوال ہوا آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان کہے، پھر اسے حکم دیا کہ ظہر کی اقامت کہے پھر اس کو حکم دیا کہ عصر کی نماز قائم کر، جبکہ سورج بلند، سفید اور صاف تھا۔ پھر اس کو حکم دیا تو اس نے مغرب کی نماز قائم کی جب سورج غروب ہوا۔ پھر اس کو حکم دیا اس نے عشاء کی نماز قائم کی جس وقت شفق غائب ہوگئی، پھر اس کو حکم دیا اس نے فجر کی نماز قائم کی جب فجر نمودار ہوئی۔ جب دوسرا دن ہوا، بلالؓ کو حکم دیا کہ ٹھنڈا کرے ظہر کی نماز کو اس نے اچھی طرح اس کو ٹھنڈا کیا اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ آفتاب بلند تھا اور تاخیر کیا اس وقت سے

رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نکلنے سے پہلے ایک رکعت پالی۔ پس اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے ایک رکعت عصر کی سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص سورج نکلنے سے پہلے نماز کی ایک رکعت پالے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ لیکن کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ سورج نکلنے سے پہلے نماز بہرحال پڑھ لی جائے۔

۲۔ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا مسئلہ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔

حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے۔ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی پھرتیں، اندھیرے کے سبب ان کو پہچانا نہ جاتا تھا (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جبکہ ابھی کچھ اندھیرا ہی ہوتا جس کے باعث عورتوں کو پہچانا نہ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اندھیرے میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام جب مسجد نبوی میں شب بیدار رہتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز جلدی پڑھا دیتے تاکہ وہ بعد میں تھوڑا آرام کر لیں، اس لیے رمضان المبارک میں یا سردیوں کے موسم میں اندھیرے ہی میں نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن عام حکم یہ ہے کہ فجر کی نماز نہ زیادہ دن چڑھے پڑھو اور نہ ہی زیادہ

ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَیْهِ وَصَلّٰی بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ وَ صَلّٰی بِیَ الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَصَلّٰی بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ۔

نماز پڑھائی جب اس کا سایہ دو مثل کے مانند ہوا۔ اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت روزہ دار افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی ایک تہائی رات گزرنے پر اور فجر کی نماز پڑھائی جب اچھی طرح روشنی ہوئی۔ پھر میری طرف دیکھا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وقت تجھ سے پہلے انبیاء کا ہے اور وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔

۲۔ نمازوں کے مسنون اوقات

۱۔ نمازِ فجر کا وقت

نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے۔ صبح صادق سے مراد صبح کے وقت وہ روشنی ہے جو مشرق کی طرف آسمان کے کناروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر یہی روشنی آہستہ آہستہ پورے آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ صبح صادق سردیوں میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اور گرمیوں میں تقریباً پونے دو گھنٹے، سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ نمازِ فجر کے وقت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ سورج نکلنے سے پہلے نمازِ فجر

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے، سورج

۲۔ نمازِ ظہر کا وقت

نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اصل کو چھوڑ کر دوگنا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد نماز ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت ہر چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے اصل سایہ کہتے ہیں اور دوگنے سائے کو دو مثل سایہ کہتے ہیں۔ ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھنی چاہیئے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ ظہر کی نماز سردیوں میں جلد پڑھنا

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِیْلًا لِلظُّھْرِ مِنْکُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِیْلًا لِلْعَصْرِ مِنْہُ

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے جلد پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز ان سے جلدی پڑھتے ہو۔

(ترمذی شریف)

اس حدیث سے یہی مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ سردیوں میں چونکہ دن چھوٹا ہوتا ہے اس لیے نماز ظہر وقت کے پہلے حصے ہی میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

۲۔ گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنی چاہیئے

گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے تاکہ گرمی کی شدت کم ہو جائے۔ گرمیوں میں تاخیر سے ظہر پڑھنے میں ایک تو لوگوں کو آرام ملتا ہے دوسرے سنتِ قیلولہ سے محرومی نہیں ہوتی۔ گرمیوں میں سورج ڈھلنے کے فوراً بعد مساجد میں آنا عام حالات سے ذرا زیادہ تکلیف کا

اندھیرے میں، بلکہ اس وقت پڑھو جبکہ آدمی ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان لے۔

۳۔ نمازِ فجر اُجالے میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے

نمازِ فجر صبح کے اجالے میں پڑھنا مستحب ہے. کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز اسفار یعنی اجالے میں پڑھنے کا حکم دیا اور اسے زیادہ ثواب کا باعث قرار دیا۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

روایت ہے رافع بن خدیج سے کہا انھوں نے سنا میں نے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، صبح کی نماز روشنی میں پڑھو کہ اس میں بہت اجر ہے

(ترمذی جلد اول، ابواب الصلوٰۃ)

۴۔ فجر کی نماز میں اندھیرے اور اُجالے کا مسئلہ

مندرجہ بالا حدیث کے مطابق صبح کی نماز میں تاخیر مستحب ہے، لیکن اندھیرے میں بھی پڑھنا جائز ہے، تو پھر کونسی بات بہتر ہے؟ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ رمضان المبارک میں سحری کے بعد اگر نماز اندھیرے میں پڑھ لی جائے، تو کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی سردیوں کے موسم میں اندھیرے میں نماز پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں، ایسے ہی حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں نہایت اول وقت میں فجر پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے ہی عورتوں کے لیے فجر کی نماز اول وقت یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے ہی صوفیا، اور فقراء جو رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد کا اہتمام باقاعدگی سے کرتے ہوں یا شب بیداری کرتے ہوں تو اگر وہ نمازِ فجر اندھیرے میں پڑھ لیں تو درست ہے۔ مگر عام لوگوں کے لیے صبح کی نماز کے لیے وہ وقت زیادہ اچھا ہے جبکہ روشنی پھیل رہی ہو اور قرأت کرنے والا چالیس سے ساٹھ آیت تک آسانی سے قرأت کرلے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی نماز پڑھنے کا وقت رہتا ہو۔

قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ۔

چاہیے کہ وہ اپنی نماز کو مکمل کرے اور جب صبح کی نماز سے ایک رکعت پالے اس سے پہلے کہ سورج طلوع ہو، وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص سورج غروب ہوتے وقت نماز عصر پڑھنا شروع کرے اور ایک رکعت پڑھ لے تو وہ اپنی نماز مکمل کرلے۔ ایسا کرنا بحالتِ مجبوری ہے لیکن نماز عصر کو اپنے وقت ہی پر پڑھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے وقت نماز نہیں ہوتی اس لیے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عصر پڑھ لینا درست ہے۔

۲۔ سُورج کی بُلندی میں عصر پڑھنا

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے جبکہ سورج بلند اور زندہ ہوتا۔ جانے والا عوالی مدینہ کی طرف جاتا ان کے پاس پہنچتا اور سورج بلند ہوتا۔ مدینہ کے بعض عوالی چار کوس یا اس کے مانند فاصلہ پر تھے۔

(مسلم)

اس حدیث پاک میں یہ بات عیاں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جبکہ سورج بلند ہوتا اور اس حدیث میں اس بات کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ سورج اتنا بلند ہوتا تھا، جس میں چار کوس کا فاصلہ طے ہو سکتا

باعث ہوتا ہے، خاص کر جہاں مسجد دور ہو، تو اس لیے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا حکم ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ گرمیوں میں اگر کہیں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا ترک کرنا جائز نہیں، سردیوں میں ظہر میں جلدی اور گرمیوں میں تاخیر کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت گرمی ہوتی، نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے اور جب سردی ہوتی، جلد پڑھتے۔ (نسائی)

۳۔ نمازِ جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

۴۔ نمازِ عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج غروب ہونے تک رہتا ہے۔ سردیوں میں عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے پہلے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہے اور گرمیوں میں تقریباً دو گھنٹے ہے۔ عصر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لیکن سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔

۱۔ سورج غروب ہونے سے پہلے عصر مکمل کرنے کی تاکید

وَعَنْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَکَ اَحَدُکُمْ سَجْدَۃً مِّنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالی سورج غروب ہونے سے پہلے، پس

جاتا ۔ اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے :۔

عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

روایت ہے سلمہ بن الاکوع سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مغرب پڑھا کرتے تھے جب آفتاب ڈوب جاتا اور پردے میں چھپ جاتا (ترمذی شریف)

نمازِ مغرب کا افضل وقت غروبِ آفتاب کے بعد فوری ہے اور بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے ۔ کیونکہ حضرت رافع بن خدیج صحابی کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ایسے وقت میں ادا کرکے باہر نکلتے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھتا ۔

۵ ۔ نمازِ عشاء کا وقت

عشاء کی نماز کا وقت مغرب کی سمت شفق کی سفیدی ختم ہونے سے شروع ہوتا ہے اور رات کے پچھلے حصے تک رہتا ہے ۔ جب صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہو جائے تو عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک جائز ہے اور اس کے بعد بصورتِ مجبوری جائز ہے ۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانُوْا یُصَلُّوْنَ الْعَتَمَۃَ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ۔

حضرتِ عائشہ رضی سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نماز عشاء شفق غائب ہونے سے لے کر ایک تہائی رات کے درمیان تک پڑھتے تھے ۔ (بخاری شریف)

بہر کیف عشاء کی نماز وقت شروع ہونے کے بعد پڑھ لینی چاہیئے ۔ کیوں کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر عشاء کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر کرنا گراں گزریگا

ہے اور ایک کوس کا فاصلہ طے کرنے میں تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تقریباً دو گھنٹے جب سورج غروب ہونے میں رہتے ہوں تو نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

۴۔ نماز مغرب کا وقت سورج غروب ہونے کے بعد نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور مغرب کی طرف سفید روشنی باقی رہنے تک رہتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف آسمان کے کناروں پر جو روشنی ہوتی ہے اسے شفق کہتے ہیں اور شفق غائب ہونے تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوْا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

محمد بن عمرو بن حسن بن علی سے روایت ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا، کہا کہ آپ ظہر کی نماز دوپہر ڈھلے پڑھتے اور عصر کی نماز جب کہ سورج زندہ ہوتا اور مغرب جس وقت سورج غروب ہوتا اور عشاء کی نماز اگر لوگ جلد اکٹھے ہو جاتے تو جلد پڑھ لیتے اور اگر دیر سے جمع ہوتے تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے (بخاری)

اس حدیث پاک میں اگرچہ پانچوں نمازوں کے اوقات بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن نماز مغرب کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی نمازِ مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس لیے مغرب کا افضل وقت بالاتفاق یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد فوراً پڑھ لی جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج چھپ

۲۔ نمازِ وتر کا وقت

نمازِ وتر کا وقت وہی ہے جو عشاء کا وقت ہے لیکن نماز عشاء سے قبل وتر نہیں پڑھے جا سکتے کیونکہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھی جائے پھر اس کے بعد وتر پڑھے جائیں۔ اگر کسی نے جان بوجھ کر عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھ لیے تو ادا نہ ہوں گے۔

ہاں اگر بھول کر وتر، عشاء سے پہلے پڑھ لیے۔ یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ پڑھے تھے تو وہ وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھے لیکن وتر جو پہلے پڑھ لیے ہیں وہ ادا ہو گئے۔ ان کو دہرانا ضروری نہیں۔

۳۔ ممنوع و مکروہ اوقات

مکروہ اوقات وہ ہیں جن میں کوئی نماز بھی پڑھنا درست نہیں۔ یعنی ان اوقات میں نہ کوئی فرض نماز اور نہ ہی کوئی دوسری نماز یعنی واجب، نفل، قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔ سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت بھی ان میں جائز نہیں، مکروہ اوقات مندرجہ ذیل ہیں:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَحَرّٰی اَحَدُکُمْ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ وَلَا تَحَیَّنُوْا بِصَلٰوتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَھَا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قصد کرے ایک تمہارا آفتاب کے نکلنے کے نزدیک کہ نماز پڑھے اور نہ آفتاب کے ڈوبنے کے نزدیک۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے جس وقت آفتاب کا کنارہ نکلے نماز کو چھوڑ دو یہاں تک کہ خوب ظاہر ہو اور جس وقت غائب ہو کنارہ آفتاب کا چھوڑ دو نماز کو یہاں تک

تو میں انھیں آدھی رات تک تاخیر کا حکم دیتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء اول وقت ہی پڑھ لینا زیادہ مناسب ہے۔

ا- عشاء کی نماز میں تاخیر کا بیان

عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:-

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَوٰتِ نَحْوًا مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمھاری نمازوں کی مانند نماز پڑھا کرتے تھے اور عشاء کی نماز کو تمھاری نماز سے کچھ دیر سے پڑھتے اور نمازیں سبک پڑھا کرتے تھے۔

(مسلم شریف)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰى مَضٰى نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسَقَمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پس آپ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پس فرمایا اپنی جگہوں کو لازم پکڑو۔ ہم اپنی جگہوں پہ بیٹھے رہے۔ فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے اور سو گئے ہیں اور اپنے سونے کی جگہ پکڑی ہے اور تحقیق تم ہمیشہ ہو نماز میں جب تک انتظار کرتے ہو نماز کا۔ اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(ابوداؤد، نسائی)

تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَآئِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔

وقت یہاں تک کہ مائل ہو آفتاب، اور اس وقت کہ ڈوبنے کی طرف مائل ہو، یہاں تک کہ ڈوب جائے آفتاب۔

(مسلم)

ان تینوں اوقات میں نہ نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی مردوں کو دفن کرنا جائز ہے۔ ان اوقات کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:-

۱۔ طلوعِ آفتاب
طلوعِ آفتاب اسے کہا جاتا ہے جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے اور جب تک وہ پوری طرح نکل کر روشن نہ ہو جائے اس وقت تک نماز جائز نہیں۔ طلوع کے بارے میں علمار کا کہنا ہے کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے اور اسکی مقدار کنارہ چمکنے سے بیس منٹ تک ہے۔

۲۔ نصفُ النّہار
نصف النہار کا مطلب سورج کا پورے عروج پر آنا ہے یہ وقت بھی سورج پرستوں کی پوجا کا ہے لہٰذا اس وقت بھی اسلامی عبادات ممنوع ہیں۔

۳۔ غروبِ آفتاب
یعنی اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے۔ قرصِ آفتاب ڈوب جانے تک۔ یہ وقت بھی بیس ۲۰ منٹ ہے۔

۲۔ ممنوع اوقات کے متعلق شرعی مسائل

۱۔ رواداری کے تحت اگر کوئی صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھ رہا ہو تو اسے نماز پڑھتے وقت منع نہ کیا جائے کیونکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ کہیں بالکل ہی نماز ترک نہ کر دے۔ اسی لیے حکم ہے کہ بعد نماز کہہ دیا جائے

فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ۔

کہ خوب غائب ہو اور نہ قصد کرو اپنی نمازوں کا آفتاب کے نکلنے کے وقت اور نہ غائب ہونے کے وقت۔ اس واسطے کہ آفتاب نکلتا ہے شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (متفق علیہ)

اس حدیث میں وہ اوقات بتائے گئے ہیں جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ طلوعِ اسلام کے وقت شرک عام تھا اور مشرکین میں آفتاب پرستی عام تھی۔ آفتاب پرستوں میں آفتاب کی پرستش کے خاص اوقات تھے۔ صبح کے وقت جب سورج اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوتا تو لوگ اس کی پوجا کرتے۔ پھر جب سورج اپنے پورے عروج پر آجاتا تو لوگ اس کی پوجا کرتے۔ پھر جب وہ غروب ہوتا تو اس وقت بھی اس کی پوجا کی جاتی۔ اسلام نے ان کے اوقات کی مخالفت کی اور ان اوقات میں نماز کو ناجائز قرار دیا اور اس حدیث میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ جب آفتاب کا کنارہ نکلے اور جب آفتاب غروب ہو رہا ہو تو اس وقت کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

ا۔ تین اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت

شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے تین وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰنَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا. حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے یا دفن کریں ہم ان میں اپنے مُردوں کو۔ وقت نکلنے آفتاب کے یہاں تک کہ ظاہر ہو، اور دوپہر کے قائم ہونے کے

نماز جنازہ و سجدہ تلاوت کی بھی اجازت نہیں ہے۔

۱۔ طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنتِ فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ یونہی نمازِ فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو، اگرچہ سنتِ فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو تو جائز نہیں۔

۲۔ اقامت سے ختمِ جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نمازِ فجر قائم ہو چکی اور سنتِ فجر نہیں پڑھی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ سنتِ فجر پڑھ کر شریک ہو۔ اور سنت کے خیال سے اگر جماعت ترک کر دی تو یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اتنی بھی اجازت نہیں۔

۳۔ عصر کی نماز کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نفل جائز نہیں۔

۴۔ غروبِ آفتاب سے فرضِ مغرب تک بھی نوافل پڑھنا منع ہے۔

۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا۔ اس وقت سے فرضِ جمعہ ختم ہونے تک، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی نہیں پڑھ سکتا۔

۶۔ عین خطبہ کے وقت، اگرچہ وہ عیدین ہوں، بلکہ اس وقت قضا بھی ناجائز ہے مگر صاحبِ ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ ہاں جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کر لے۔

۷۔ نمازِ عیدین سے پیشتر، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں پڑھے، نوافل پڑھنا جائز نہیں۔

۸۔ نمازِ عیدین کے بعد عیدگاہ یا مسجد میں، البتہ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

کہ نماز نہیں ہوئی۔ آفتاب طلوع ہونیکے بعد پھر قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔

۲۔ جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ تیار ہوتے ہوئے بھی یہاں تک تاخیر کی کر وقتِ کراہت آگیا۔

۳۔ ان اوقات میں قضا نماز بھی ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کر لی، تو واجب ہے کہ توڑ دے اور غیر مکروہ وقت میں قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔

۴۔ ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ نماز واجب ہوگئی مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں لہذا واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گنہگار ہوا اور اب قضا واجب نہیں۔

۵۔ ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔

۶۔ ان اوقات میں آیتِ سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدے میں اتنی دیر تاخیر کرلے کہ کراہت کا وقت جاتا رہے اور اگر وقتِ مکروہ ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر وقت غیر مکروہ میں آیت سجدہ پڑھی تھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۷۔ اس روز کی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبنے والا ہو تو نماز پڑھ لے مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، تو اگر گزرے ہوئے دن کی نماز عصر اس وقت قضا کرے گا صحیح نہ ہوگی۔

۳۔ نوافل پڑھنے کے اوقات

وہ اوقات جن میں نوافل پڑھنا منع ہے وہ حسبِ ذیل ہیں، ان اوقات

الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِہَا فَصَلُّوا الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِہَا فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُصَلِّیْ مَعَہُمْ قَالَ نَعَمْ

جاتا رہے گا۔ تم نماز وقت پر پڑھ لو۔ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لوں۔ فرمایا ہاں (ابوداؤد شریف)

وَعَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِیْ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوۃَ فَہِیَ لَکُمْ وَہِیَ عَلَیْہِمْ فَصَلُّوْا مَعَہُمْ مَا صَلُّوا الْقِبْلَۃَ۔

حضرت قبیصہ بن وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے حاکم ہوں گے جو نماز کو تاخیر سے پڑھیں گے پس وہ تمہارے لیے فائدہ ہے اور ان پر وبال ہے ان کے ساتھ نماز پڑھو جب تک وہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں۔ (ابوداؤد)

۲۔ ایک وقت میں دو نمازیں پڑھنا

شریعت اسلامیہ میں ہر نماز کی ابتداء اور انتہاء کا وقت مقرر ہے لہذا اس مقررہ وقت سے پہلے یا اس کے بعد تاخیر کی اجازت نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مسلمانوں پر مقررہ وقت پر نماز فرض کی گئی ہے۔ لہذا مقررہ وقت کو ترک کرنا جائز نہیں۔ مقررہ وقت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز اس کے مقررہ وقت میں پڑھی۔ البتہ ظہرین عرفہ اور عشائین مزدلفہ۔ یعنی عرفہ کی ظہر وعصر اور مزدلفہ کی مغرب وعشاء کے سوا دو نمازوں کا سفر یا حضر میں قصداً ایک وقت میں جمع کرنا ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآنِ عظیم واحادیث صحاح اس کی ممانعت پر سند ہیں۔ اور صحابہ کرام و اجلہ ائمہ تابعین واکابر تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی مسلک ہے

جمع بین الصلوٰتین یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت

۹۔ عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں اور ان کے درمیان کی اور بعد میں نوافل پڑھنا بہتر نہیں۔

۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب اور عشاء جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں ہاں بعد میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ نہیں۔

۱۱۔ فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنتِ فجر و ظہر مکروہ ہے۔

۱۲۔ جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کے غلبہ کے وقت۔ ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے مگر پھر پھیرے۔ یونہی کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو تو اس وقت خواہش کو پورا کرنے کے بعد نوافل پڑھے۔

۴۔ اوقات نماز کے متعلق دیگر مسائل

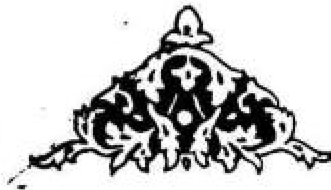
۱۔ نماز میں مقررہ وقت سے تاخیر کرنے کی ممانعت

نماز کو وقت پر ادا کر لینا زیادہ اچھا ہے کیونکہ دنیا کے کام کاج میں مصروف رہنے سے نماز کے قضا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حاکم اور امام آئیں گے۔ جو نماز کے اوقات میں تاخیر کریں اور ایسے ائمہ کو آپ نے پسند نہیں کیا۔ اس کے بارے میں آپ کی احادیث یہ ہیں:۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ اُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ اَشْيَاءُ عَنِ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد امراء ہوں گے ان کو بہت سی چیزیں مشغول رکھیں گی نماز سے یہاں تک کہ اس کا وقت

شدت یا غشی وغیرہا کے سبب قدرت نہ ملے ناچار سب مؤخر رہیں گی، جس طرح حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ خندق میں ظہر وعصر ومغرب وعشاء سب عشاء کے وقت پڑھیں۔ ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت جمع وقتی کی اصلاً اجازت نہیں۔ اگر جمع تقدیم کرے گا نماز یا خیر محض باطل ہو جائے گی اور جمع تاخیر کرے گا تو گنہگار ہو گا۔ عمداً نماز قضا کر دینے والا ٹھہرے گا۔ اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اتر جائے گا تو اس طرح اس مسئلے کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ نماز کو اس کے وقت پر ہی سالکین کے لیے ادا کرنا بہتر ہے کیونکہ اسی میں رضائے الٰہی ہے۔



یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں واقع ہو۔ مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقتِ عصر آگیا۔ اب فوراً عصر اول وقت میں پڑھ لی تو اس طرح دونوں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں مگر فعلاً و صورۃً مل گئیں۔ اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کو تھی اس وقت پڑھی، ادھر فارغ ہوتے ہی شفق ڈوب گئی، عشار کا وقت ہوگیا وہ پڑھ لی تو اس طرح سفر یا مرض میں کر لینا جائز ہے۔ ہمارے علمار کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں بلکہ جمع صوری کا جواز صرف مرض و سفر پر مقصور نہیں بلکہ بوقتِ شدتِ بارش بھی اجازت ہے۔ مثلاً ظہر کے وقت مینہ برستا ہو تو انتظار کر کے آخر وقت حاضرِ مسجد ہوں، جماعت ظہر ادا کریں اور وقتِ عصر پر، تعین ہوتے ہی جماعت عصر ادا کر لیں کہ شاید بارش کی شدت اور بڑھ جائے اور مسجد میں حاضری سے مانع آئے تو اس صورت میں جائز ہے۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے۔ پھر اس کی مزید دو صورتیں ہیں۔

جمعِ تقدیم کہ وقت کی نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اس کے ساتھ ہی متصلاً بلا فصل پچھلے وقت کی نماز مثلاً عصر یا عشار پیشگی پڑھ لی۔

اور جمعِ تاخیر کہ پہلی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت و اختیار اٹھا رکھیں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا، پچھلی نماز مثلاً عصر یا عشار کے وقت میں پڑھ کر اس وقت کی ادا کریں گے۔ یہ دونوں صورتیں بحالتِ اختیار صرف حاجیوں کو صرف عصرِ عرفہ اور مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں۔ اول میں جمع تقدیم، اور دوم میں جمع تاخیر۔

یا ظہر عصر وغیرہ کسی شے کی تخصیص نہیں جتنی نمازوں تک جہاد میں مشغولی یا مرض کی

پائی جاتی تھی اس لیے بارگاہِ نبوی میں قبول نہ ہوئے لیکن اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید کی کہ یہ خواب حق ہے۔ لہٰذا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا اس طرح اسلام میں نماز سے قبل اذان کا سلسلہ جاری ہوا اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یہ ہیں:۔

۱۔ ابتدائے اذان کی وجہ تسمیہ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ نَدْعُوْا بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَكَذَا الْاِقَامَةُ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے بجایا جائے تو مجھے خواب میں ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے دکھائی دیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے! تو یہ ناقوس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا تو اس کو لے کر کیا کریگا؟ میں نے کہا ہم نماز کے لیے بلائیں گے کہا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس سے بہتر ہے میں نے کہا کیوں نہیں، پس اس نے کہا تو کہہ اللہ اکبر آخر تک اور اسی طرح تکبیر۔ حضرت عبداللہ ابن زید کا کہنا ہے کہ صبح میں اٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے جو خواب دیکھا تھا بیان کیا آپ نے فرمایا۔ تحقیق یہ خواب حق ہے۔

باب ۶

آذان

اذان کا عام مطلب خبردار اور آگاہ کرنا ہے لیکن شریعتِ اسلامیہ میں مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی عام لوگوں کو اطلاع دینے کو اذان کہا جاتا ہے۔
پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے اذان کہنا ضروری ہے لیکن یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جس نماز کی اذان کہی جائے اس نماز کا وقت ہو۔ اذان سنت ہے لیکن اس کی تاکید فرض جیسی ہے۔

۱۔ حکمِ اذان

اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں ۱ھ میں ہوئی اس سے پہلے نماز اذان کے بغیر ہی پڑھی جاتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی۔ اس لیے ان کا جماعت کے لیے بغیر اطلاع کے جمع ہونا مشکل نہ تھا۔ لیکن جب مسلمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے لگا تو اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ شمولیتِ جماعت میں لوگوں کو اطلاع دینے کے لیے کونسا ذریعہ اپنایا جائے لہٰذا اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اذان کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اذان کی ابتداء کیسے اور کیونکر ہوئی اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام میں آپس میں مشورہ ہوا: بعض نے آگ جلانے کا مشورہ دیا۔ بعض نے نرسنگا اور ناقوس پھونکنے کے لیے کہا لیکن ان طریقوں میں مجوس اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت

بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِّثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ

دن انھوں نے اس کے متعلق بات چیت کی بعض نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بجاؤ اور بعض نے کہا یہودیوں کی مانند سینگ۔ عمرؓ نے کہا تم ایک آدمی کیوں نہیں بھیجتے جو نماز کی آواز دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز کے لیے آواز دو۔

(مسلم شریف)

۳۔ حکمِ قرآن

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حٰم سجدہ)

اور اس شخص سے احسن بات کس شخص کی ہے، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

اگرچہ قرآن پاک کی اس آیت میں اذان کا صریحاً حکم نہیں بلکہ اللہ کی طرف بلانے کا عام حکم ہے، لیکن بعض اہل بصیرت کے نزدیک اس آیت کا اطلاق اذان پر ہوتا ہے کیونکہ اذان خدا کی طرف واضح بلاوا ہے۔

۴۔ اذان کہنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ایک احادیث ایسی ہیں جن میں آپ نے نماز سے قبل اذان کہنے کا حکم دیا۔ لیکن سب سے زیادہ مشہور اور قوی حدیث حسب ذیل ہے:۔

وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت زیاد بن حارث صدائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صبح کی

اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ	اگر خدا نے چاہا۔ بلال کے ساتھ کھڑا ہو اور اس کو
عَلَیْہِ مَارَاَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ فَاِنَّہٗ	بتلا جو تو نے دیکھا ہے کیونکہ وہ تجھ سے بلند آواز
اَنْدٰی صَوْتًا مِّنْكَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ	ہے۔ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوا۔ میں اس کو
فَجَعَلْتُ اُلْقِیْہِ عَلَیْہِ وَیُؤَذِّنُ بِہٖ	بتلانے لگا، وہ اذان دیتے تھے، کہا۔ جب اس کو
قَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنا وہ اپنے گھر میں تھے
وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ یَجُرُّ رِدَآءَہٗ	باہر نکلے اپنی چادر کھینچتے تھے، کہتے تھے، اے
یَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ	اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو
بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَیْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ	حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ میں نے بھی اس کی
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	مانند خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔	نے فرمایا پس اللہ کے لیے تعریف ہے (سنن ابو داؤد)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اذان کا جو طریقہ ہمارے مذہب میں رائج ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ایک صحابی کو بذریعہ خواب مطلع فرمایا اور یہی طریقہ سب سے بہتر ہے کیونکہ اس میں اللہ کی بڑائی اور شان بیان کی جاتی ہے۔

۲۔ اذان کی ابتدا کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

مدینہ منورہ میں جب مسلمان آباد ہو گئے تو اس وقت نماز کے لیے لوگوں کو بلانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اذان کا سلسلہ جاری ہوا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جب مدینہ
حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ یَجْتَمِعُوْنَ	آئے، نماز کے لیے وقت کا اندازہ لگایا کرتے تھے
فَیَتَحَیَّنُوْنَ لِلصَّلٰوۃِ وَلَیْسَ یُنَادِیْ	اور کوئی بھی نماز کے لیے بلاتا نہیں تھا۔ ایک

يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ۔

اپنے بندے کو بخش دیا اور میں نے اس کو جنت میں داخل کیا۔ (ابوداؤد، نسائی)

بارگاہ رب العزت میں اذان کہنے والے کا بڑا مرتبہ ہے اور جو شخص اذان پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے لیکن اذان کہنے کے ساتھ دوسرے نیکی کے کام کرنے بھی ضروری ہیں۔ اذان کہنے والے کو دوسروں کی نسبت ذرا پہلے مسجد میں آنا پڑتا ہے پھر جب وہ دلی شوق کے ساتھ اذان کہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا اچھا لگتا ہے اور اس کی مثال مندرجہ بالا حدیث میں اس طرح دی گئی ہے کہ ایک چرواہا جب جنگل میں صرف خوفِ خدا کی وجہ سے پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا یہ فعل اللہ کے نزدیک بہت اچھا ہے تو اس کے بدلے میں اس طرح شوق سے اذان کہہ کر نماز پڑھنے والے کو بخش دے گا۔

۲۔ قیامت کے روز انعام خداوندی

اذان کہنے والے کو قیامت کے روز بہترین انعام دیا جائے گا جس کے بارے میں یہ حدیث ہے:۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ عَلٰی کُثْبَانِ الْمِسْكِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحَقَّ مَوْلَاہُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّھُمْ بِہٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ یُّنَادِیْ بِالصَّلٰوتِ الْخَمْسِ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے قیامت کے دن۔ ایک غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کا حق اور دوسرا وہ شخص کہ قوم کا امام ہے اور وہ اس سے راضی ہیں اور تیسرا وہ شخص کہ اذان دیتا ہے ہر دن اور رات پانچوں نمازوں کے لیے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُذِّنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ یُّقِیْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ۔

نماز کے لیے اذان کا حکم دیا۔ میں نے اذان کہی حضرت بلال نے اقامت کہنا چاہی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق صُداء بھائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی تکبیر کہے۔

(ترمذی شریف)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے نماز سے قبل اذان کہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے نماز سے پہلے اذان کہنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تکبیر اسی شخص کو کہنی چاہیئے جس نے اذان کہی ہو البتہ اس کی اجازت سے کوئی دوسرا آدمی بھی تکبیر کہہ سکتا ہے۔

۲۔ فضائلِ اذان

اذان کہنے اور سننے کے بے شمار فضائل ہیں اور اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں۔ جن میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:۔

اذان کہنے والے کی بخشش

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَاْسِ شَظِیَّۃٍ لِلْجَبَلِ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا رب بکریوں کے چرواہے سے تعجب کرتا ہے پہاڑ کی چوٹی میں نماز کے لیے اذان کہتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کی طرف دیکھو، مجھ سے ڈرتے ہوئے اذان کہتا ہے اور نماز پڑھتا ہے میں نے

حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی۔ یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے (متفق علیہ)

اذان کے کلمات میں ایسا رعب اور ایسی ہیبت ہے کہ جب شیطان اللہ تعالیٰ کی تعریف میں اذان کے رعب دار کلمات سنتا ہے تو دور بھاگ جاتا ہے، چونکہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس لیے اسے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا کہ اللہ کے بندے اللہ کی تعریف کریں۔ لہٰذا جب اذان کی صورت میں اللہ کی عظمت اور شان بیان ہوتی ہے تو اسے افسوس اور رنج ہوتا ہے تو اس طرح وہ ناگواری اور پریشانی کے عالم میں اس جگہ سے دور بھاگتا ہے جہاں اذان ہوتی ہے۔

۵۔ آگِ جہنم سے نجات

اذان ہمارے لیے وسیلۂ نجات ہے اس کے بارے میں حدیثِ پاک یہ ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِیْنَ مُحْتَسِبًا کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان کہی اس کے لیے آگ سے خلاصی لکھ دی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص سات برس تک مسلسل اذان دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس نیکی کے باعث عذابِ جہنم سے نجات دے گا کیونکہ جو شخص اذان دیتا ہے وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور نماز چونکہ ہمیں نیکیوں پر مائل رہنے کی ترغیب پیدا کرتی ہے تو اس طرح انسان مکمل طور پر اطاعت الٰہی میں آ کر آخرت میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔ اور یہی کامیابی عذابِ دوزخ سے خلاصی کا باعث بنے گی۔

مشک ایک خوشبو ہے جو انسان کے لیے باعثِ فرحت ہے۔ آخرت میں
س شخص کو یہ خوشبو انعام کے طور پر عطا ہوگی وہ اس کی کامیابی اور فلاح کی دلیل
گی، لہٰذا فرمایا گیا کہ قیامت کے روز تین شخصوں کو مقام فرحت حاصل ہوگا۔ اور
ہے ان کا مشک کے ٹیلوں پر بیٹھنا اور ان تینوں میں ایک شخص وہ بھی ہوگا، جو
روز اذان دیتا ہے۔

۱۔ قیامت کے روز اذان سرفرازی کا نشان ہوگا

قیامت کے روز اذان کہنے والے
ام لوگوں سے قدرے بلند اور سرفراز ہوں گے اس کے بارے میں رسول اکرم
لی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جو لوگ اذان کہتے
ں وہ قیامت کے روز دوسروں سے سربلند ہوں گے۔

۴۔ اذان سے شیطان کا دور بھاگنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ یَقُوْلُ اذْکُرْ کَذَا اذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اس کے لیے ناپسندیدہ آواز ہوتی ہے، اذان نہیں سنتا، جب اذان ختم ہو جاتی ہے آ جاتا ہے جب تکبیر کہی جاتی ہے پیٹھ دے کر بھاگتا ہے جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے آ جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، جو اس کو پہلے یاد نہیں ہوتی

شہادت کی انگلی ڈال کر اللہ اکبر چار مرتبہ، ایک آواز میں دو بار اور دوسری آواز میں دو بار کہنی چاہیئے۔ پھر شہادتین کو چار مرتبہ چار آوازوں کے ساتھ ادا کرے۔ پھر داہنی طرف کو منہ کر کے دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے۔ اسی طرح بائیں طرف منہ کر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو بار کہے۔ پھر ایک آواز میں دو بار تکبیر اور ایک آواز میں تہلیل کو ادا کر کے اذان کو مکمل کرے۔

بیٹھ کر اذان مکروہ ہے، اگر کہی اعادہ کرے مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہہ لے تو مکروہ نہیں لیکن اقامت اتر کر کہنی چاہیئے اگر سواری پر ہی کہہ لی تو ہو جائیگی۔

اذان قبلہ رُو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے اس کا اعادہ کیا جائے۔

اذان کہنے کی حالت میں بلا عذر کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر گلا پڑ گیا یا آواز صاف کرنے کے لیے ایسا کر لیا تو حرج نہیں۔

مؤذن کو حالتِ اذان میں چلنا مکروہ ہے اگر کوئی چلتا جائے اور اسی حالت میں اذان کہتا جائے تو اعادہ کریں۔

اثنائے اذان میں بات چیت کرنا منع ہے اگر کلام کیا تو پھر سے اذان کہے۔

کلماتِ اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یونہی اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ ایسے ہی کلماتِ اذان کو قواعد موسیقی پر گانا ناجائز ہے۔

سنت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے اذان مردوں کے لیے مسنون ہے عورتوں کے لیے نہیں۔

عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے، اگر عورت اذان کہے تو وہ گنہگار رہے اور اذان لوٹائی جائے گی۔

عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان واقامت مکروہ ہے۔

۳۔ کلماتِ اذان

۱۔ الفاظِ اذان کے متعلق حدیثِ مصطفٰی

جو الفاظ اذان میں ادا کیے جاتے ہیں حسبِ ذیل ہیں:۔

وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ قَالَ اَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّاْذِیْنَ ھُوَ بِنَفْسِہٖ فَقَالَ قُلْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اذان کہنا سکھلائی، خود اپنے نفس کے ساتھ فرمایا" اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ گواہ ہوں میں اس کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، گواہ ہوں میں اس کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، گواہ ہوں میں اس کا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہ ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ تم نماز پر، آؤ تم نماز پر، آؤ کامیابی پر، آؤ کامیابی پر، اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔" (مسلم)

اذان میں ہر کلمہ جفت کہا جائے اور سنت کے مطابق اذان کہنے کا یہی طریقہ ہے جو مندرجہ بالا ہے۔ لہٰذا اگر ان کلمات میں کوئی شخص اضافہ کرے تو وہ خلافِ سنت ہوگا۔

۲۔ اذان کہنے کا طریقہ

اذان کہنے والے کو مؤذن کہا جاتا ہے۔ اذان کہتے وقت قبلہ رخ کھڑا ہونا ضروری ہے اور اذان کھڑے ہو کر کہی جائے۔ بیٹھ کر اذان کہنا درست نہیں۔ اذان کہتے وقت دونوں کانوں میں

الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔ پس بیشک وہ جنت میں ایک درجہ ہے، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لیے وہ لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔ جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا میری شفاعت اس پر واجب ہو گئی۔ (مسلم)

اس کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہیئے اور اس دعا کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسبِ ذیل حدیث ہے:۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے جس وقت اذان سنتا ہے "اے اللہ! پروردگار اس پکار پوری کے اور نماز قائم کے، دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور بزرگی اور پہنچا ان کو مقامِ محمود پر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے" قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے (بخاری)

صبح کی اذان میں اضافے کے کلمات

صبح کی نماز میں "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے الفاظ کا اضافہ کرنا چاہیئے جس کے معنی یہ ہیں کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔

اگرچہ جماعت سے پڑھیں، کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔

اذان میں سات باتیں مستحب ہیں:۔

۱۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونا۔

۲۔ اذان کے کلمے ٹھہر ٹھہر کر کہنا۔

۳۔ اذان کہتے وقت شہادت کی انگلیاں کانوں میں رکھنا۔

۴۔ اذان مسجد سے باہر اونچی جگہ پر کہنا۔

۵۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃِ کہتے وقت دائیں جانب اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں جانب منہ پھیرنا۔

۶۔ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا۔

۷۔ بلند آواز سے اذان کہنا۔

چنانچہ ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان بلند آواز سے کہا کرو۔ کیونکہ نہ صرف جنّات اور انسان بلکہ کائنات کی ہر چیز جو مؤذن کی اذان سُنتی ہے قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔ (بُخاری)

۴۔ اذان کے بعد کی دُعا

اذان کے ختم ہوتے ہی فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا چاہیئے اور درود پڑھنے کی سند حسبِ ذیل حدیث سے ملتی ہے:۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کو سُنو۔ پس کہو جس طرح مؤذن

عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ وَالْاِقَامَۃُ مَرَّۃً مَرَّۃً غَیْرَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو دو بار اذن تکبیر ایک ایک بار، سوا اس کے کہ مؤذن کہتا قدقامت الصلوٰۃ، قدقامت الصلوٰۃ دوبار

(ابوداؤد، نسائی، دارمی)

۴۔ مسائلِ اقامت

اقامت مثلِ اذان ہے۔ یعنی احکامِ مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں۔ صرف بعض باتوں میں فرق ہے۔ اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دوبار کہیں۔ اس میں بھی آواز بلند ہو مگر نہ اذان کی مثل بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے اور اس کے کلمات جلدی جلدی کہیں اور درمیان میں سکتہ نہ کریں۔ نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا۔ اور صبح کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں۔ اقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں۔ اگر امام نے اقامت کہی تو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلے پر چلا جائے۔

۱۔ اقامت کہنے کے لیے مؤذن کی اجازت ضروری ہے اقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرے۔ اقامت کی سنیت اذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔ جس نے اذان کہی اگر موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے۔ اور مؤذن موجود ہے تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہوا تو مکروہ ہے۔

۲۔ مسافرت میں اقامت کہنے کا مسئلہ مسافر نے اذان و اقامت دونوں

وَعَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِيْ سُنَّةَ الْاَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِيْ قَالَ تَقُوْلُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَاِنْ كَانَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ۔

حضرت ابو محذورہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! مجھے اذان کا طریقہ سکھلائیں، کہا پس میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرا، کہا تو کہہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، بلند کر تو اس کے ساتھ آواز اپنی کر، پھر کہہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر۔ پھر اپنی آواز کو بلند کر کلماتِ شہادت کے ساتھ، یعنی کہہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، اگر صبح کی نماز ہے تو کہہ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔

(ابوداؤد)

۶۔ اقامت یا تکبیر میں اضافی الفاظ

تکبیر میں ”قد قامت الصلوٰۃ“ کے الفاظ کا اضافہ کرنا چاہیے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اذان رسول اللہ

عرض پیرا ہوا یارسول اللہ! مؤذن لوگ ہم لوگوں پر فضیلت لے گئے دینی انھیں اذان دینے کے باعث اور دں سے زیادہ ثواب ملتا ہے) آپؐ نے فرمایا تم بھی کہو جیسا کہ مؤذن کہتے ہیں۔ جب جوابِ اذان سے فارغ ہو تو دعا مانگو، تمھاری دعا مقبول ہوگی۔ رواہ ابوداؤد۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس طرح مؤذن کہے تم بھی اسی طرح کہو مگر حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھو، تو تمھیں بھی ان کا اصل ثواب حاصل ہوگا۔ آپ نے جواب کے علاوہ دعا کرنے کو جو فرمایا تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر مؤذن کا جواب دینے کے بعد دعا کروگے تو تم فضیلت میں اس سے بڑھ جاؤگے۔ بظاہر دعا سے دعائے وسیلہ مراد ہے۔

لاحول الخ پڑھنے میں راز یہ ہے کہ آدمی کی نگاہ رب عزوجل کے کرم وفضل شامل ورحمتِ کاملہ پر رہے اپنی طاعت وعبادت کو دھیان میں لائے۔ ورنہ شیطان اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالے گا کہ ہم بھی اللہ کے کامل عبادت گزار ہیں اور احکامِ الٰہی کو بجالانے والوں میں ہیں اور یہ غرور انسان کی ہلاکت کا سبب ہے۔

۷۔ اذان کے وقت ہر قسم کا کام موقوف کرلینا چاہیئے

جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام، کلام اور جوابِ سلام تمام اشغال موقوف کردے، یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کردے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے، یونہی اقامت میں۔ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔

۸۔ راستہ میں چلتے ہوئے اذان کا اقدام کرنا

راستہ پر چل رہا تھا، کہ

کہی یا اقامت نہ کہی تو مکروہ ہے اور اگر صرف اقامت پر اکتفا کیا تو کراہت نہیں۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ اذان بھی کہے اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔ بیرونِ شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اذان نہ کہی تو حرج نہیں مگر خلافِ اولیٰ ہے۔

۳۔ وہ حالت جس میں اقامت نہیں کہی جا سکتی

جنب و محدث کی اقامت مکروہ ہے مگر اعادہ نہ کی جائے گی بخلافِ اذان کہ جنب اذان کہے تو دوبارہ کہی جائے۔ اس لیے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبارہ نہیں۔

۴۔ آدابِ اقامت

اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا اچھا نہیں بلکہ بیٹھ جائے۔ جب حیّ علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یونہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں۔ اس وقت اٹھیں جب مکبّر حیّ علی الفلاح پر پہنچے۔ یہی حکم امام کے لیے ہے۔ اگر اقامت کے وقت لوگ کھڑے ہو جائیں تو اس میں حرج تو نہیں لیکن خلافِ سنت ہے۔

۵۔ اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ

اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے، اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے مگر مغرب میں وقفہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو۔ باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابندِ جماعت ہیں آ جائیں مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت مکروہ ہو جائے۔

۶۔ اذان اور اقامت کا جواب دینے کی فضیلت

ایک شخص بارگاہِ

میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ نہیں پھیرا جاتا۔

۵۔ مسائلِ اذان

۱۔ سُنتِ مؤکدہ فرض نمازیں اور نمازِ جمعہ جب جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کی جائے تو ان کے لیے اذان سنّتِ مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثلِ واجب ہے لہٰذا فرض نماز سے قبل اگر مسجد میں اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

۲۔ اہلِ جماعت کے لیے اذان کا حکم اگر کسی گروہ یا جماعت سے چند نمازیں قضا ہو جائیں تو انھیں چاہیئے کہ پہلی نماز کے لیے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقی نمازوں میں صرف اقامت پر اکتفا کریں۔ اگر اذان اور اقامت دونوں کہہ لیں تو یہ بھی بہتر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اذان کہیں۔

۳۔ مسجد میں اذان کے بغیر جماعت پڑھنا مکروہ ہے مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے جو کوئی گھر میں نماز پڑھے تو اس کے لیے وہاں کی مسجد کی اذان کافی ہے لیکن کہہ لینا مستحب ہے۔

۴۔ اذان، نماز کے وقت میں کہنے کا حکم وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔ قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے اذان کہنا شروع کر دی تو اس طرح اذان نہ ہوئی، اذان کا

اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے، سُنے اور جواب دے۔

۹۔ اقامت کے جواب کا طریقہ

اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا کہے۔

۱۰۔ وہ صورتیں جن میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے

مندرجہ ذیل صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے:۔

۱ نماز کی حالت میں ۲ پیشاب پاخانہ کی حالت میں ۳ جنسی اختلاط کی مشغولی کے وقت ۴ خطبہ سنتے وقت۔ خطبہ جمعہ کا ہو یا کوئی اور ۵ علم دین پڑھنے پڑھانے میں۔ مگر ان لوگوں کو چاہیئے کہ فراغت کے بعد اذان کے کلمات کہہ لیں۔ بشرطیکہ زیادہ دیر نہ گزری ہو۔ کھانا کھاتے ہوئے اذان کا جواب دیں تو جائز ہے لیکن ضروری نہیں۔

۱۱۔ اذان اور اقامت میں فرق

فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوتے وقت وہی کلمات جو اذان میں کہے جاتے ہیں اقامت میں بھی کہیں۔ اقامت کا جواب امام اور مقتدی سب دیں اور فارغ عن الصلوٰۃ بھی جواب دے۔

اذان اور اقامت میں فرق یہ ہے کہ ۱ اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اقامت پست آواز سے ۲ اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جاتی ہے اقامت تیزی کے ساتھ ۳ اذان مسجد کے باہر بلند جگہ پر کہی جاتی ہے لیکن اقامت مسجد کے اندر ۴ اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ اذان کے کلموں سے زیادہ ہے ۵ اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ بند نہیں کیے جاتے ۶ اقامت

۸۔ اعادۂ اذان کی ضرورت اگر اثنائے اذان میں مؤذن مرگیا یا اس کی زبان بند ہوگئی یا اُرک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بیہوش ہوگیا تو ان سب صورتوں میں نئے سرے سے اذان کہی جائے وہی کہے خواہ دوسرا۔

۹۔ اذان کہنے کے مختلف مواقع بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضبناک اور بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفنِ میت اور جنّ کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔ وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔

۱۰۔ جن نمازوں سے قبل اذان نہیں فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن رواتب، تراویح، استسقار، چاشت، کسوف، خسوف نوافل میں اذان نہیں۔

۱۱۔ جن حضرات کی اذان جائز ہے سمجھ والا بچہ اور غلام اور اندھے اور ولدالزنا اور بے وضو کی اذان صحیح ہے مگر بے وضو اذان کہنا مذموم ہے

۱۲۔ جمعہ کے دن ظہر کی اذان نہ کہی جائے جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔

۱۳۔ قضا نماز کے لیے اذان کا طریقۂ کار جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی تو اذان و اقامت سے پڑھیں

وقت مستحب وہی ہے جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اول وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشاء میں نصف وقت گزرنے کے بعد، مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اول وقت اذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی تو بھی سنت اذان ادا ہو جائے گی۔

۵۔ اوصافِ مؤذن

اذان کہنے کا اہل وہ ہے جو اوقاتِ نماز پہچانتا ہو اور جو وقت نہ پہچانتا ہو تو وہ اس ثواب کا مستحق نہیں جو مؤذن کے لیے ہے۔ مستحب یہ ہے مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار عالم بالسنۃ، صاحبِ وجاہت لوگوں کے احوال کا نگران ہو اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں ان کو زجر کرنے والا ہو۔ اذان پر مداومت کرتا ہو اور ثواب کے لیے اذان دیتا ہو۔ یعنی اذان پر اُجرت نہ لیتا ہو۔ اگر مؤذن نابینا، اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتا دے تو اس کا اور آنکھ والے کا اذان کہنا یکساں ہے۔

۶۔ اذان کے نااہل حضرات

خنثیٰ، فاسق، شرابی، پاگل، ناسمجھ بچے، جُنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔

۷۔ اعادۂ نماز میں دوبارہ اذان کہنے کی ضرورت نہیں

لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اذان کا اعادہ نہیں اور اگر وقت میں وقفہ نہ ہو تو اقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہوا تو اقامت کہے اور وقت جاتا رہا تو غیر مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

باب ۹

اجزائے نماز

نماز کے چند اہم جزو ہیں جن کا نماز میں ادا کیا جانا ضروری ہے جنھیں اجزائے نماز کہا جاتا ہے۔ ان اجزاء میں سے کچھ نماز سے قبل پورے کیے جاتے ہیں۔ جنھیں شرائطِ نماز کہا جاتا ہے اور کچھ نماز میں ادا کیے جاتے ہیں جنھیں ارکانِ نماز کہا جاتا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ چند چیزیں نماز کی ترتیب میں شامل ہیں جن کے بغیر نماز کی مکمل صورت نہیں بنتی جنھیں اجزائے ترتیبی کہا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجزائے نماز یہ ہیں۔ (۱) شرائطِ نماز (۲) ارکان نماز (۳) اذکارِ نماز (۴) واجباتِ نماز (۵) سننِ نماز (۶) مستحباتِ نماز۔

۱۔ شرائطِ نماز

شرائطِ نماز وہ امور ہیں جن کا نماز قائم کرنے سے پہلے پورا کرنا ضروری ہے۔ انھیں شرائطِ نماز اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے بغیر نماز درست نہیں، اسی لیے انھیں نماز کے صحیح ہونے کی شرائط بھی کہا جاتا ہے لہذا راہ حق کے متلاشیوں کو ان کا جاننا ضروری ہے تاکہ ان پر عمل کیا جا سکے۔ شرائطِ نماز سات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ طہارتِ جسم نماز کے لیے طہارتِ جسم شرطِ اول ہے اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہو جس کے لیے غسل ضروری ہوتا ہے تو اسے غسل کر لینا چاہیے اگر وضو کی ضرورت ہے تو نماز پڑھنے سے پہلے

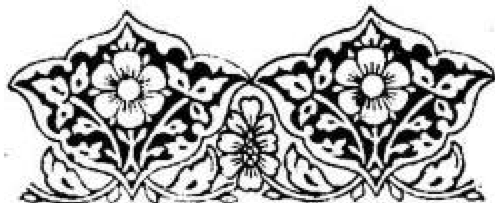
اور اکیلا بھی قضا کے لیے اذان واقامت کہہ سکتا ہے جبکہ جنگل میں تنہا ہو۔ کیونکہ قضا کا اظہار اچھا نہیں۔ مسجد میں قضا کے لیے اذان نہ کہے۔ ہاں اگر ایسے سبب سے قضا ہو گئی جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اذان کہیں۔

۱۴۔ ایک مقام کی اذان دوسرے مقام کی اذان کے لیے کافی ہے

اگر بیرونِ شہر و قریہ باغ یا کھیتی وغیرہ ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اذان کفایت کرتی ہے پھر بھی اذان کہہ لینا بہتر ہے اور جگہ قریب نہ ہو تو کافی نہیں۔ قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔

۱۵۔ گاؤں کی مسجد میں اذان واقامت

گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اذان واقامت ہوتی ہے تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اذان و اقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔



پاک کیے بغیر اگر کوئی نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

۴۔ حیض سے غسل فرض ہو جاتا ہے اس لیے حیض کی حالت میں ناپاک جسم سے نماز پڑھنے سے عورت گنہگار ہوگی۔

۵۔ نفاس کی صورت میں بھی جسم کو پاک کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔

۲۔ لباس کا پاک ہونا

نماز پڑھنے سے پہلے لباس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نماز پڑھنے والے نے جو کپڑے پہن رکھے ہوں وہ سب پاک صاف ہونے چاہیئیں۔ قمیص، شلوار، ٹوپی، کوٹ، شیروانی، چادر، کمبل، دستانے، جرابیں۔ غرض نمازی نے جو چیز بھی پہنی ہو اس کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو۔

اگر نمازی کا کپڑا یا جسم نماز کے دوران بقدر مانع ناپاک ہوگیا اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا نماز نہ ہوئی۔ اور اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کرلی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جدا کیا تو نماز نہ ہوگی۔

اگر کوئی کپڑا چوتھائی سے زیادہ نجس ہو اور دھونے کے لیے پانی نہ ملے۔ تو اس سے نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کے پاس کوئی اور پاک کپڑا نہیں ہے، تو اسی میں نماز پڑھ لینا جائز ہے اور بعد میں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

کسی کا کپڑا دھوبی کے پاس جاتا رہے اور دھوبی کسی دوسرے کا کپڑا اس کو بدل کر دے دے تو اس کپڑے کو لینا اور اس سے نماز پڑھنا اس صورت میں درست ہے جبکہ اپنا کپڑا جو گم ہوگیا اس کپڑے سے اچھا تھا یا مساوی، تو اس کو استعمال میں لاتا، اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اپنا خراب تھا اور یہ اچھا تو درست نہیں۔

وضو کر لینا ضروری ہے۔ لہٰذا میرے دوست! یاد رکھ کہ جسم جب تک نجاستِ حقیقی اور حکمی سے پاک نہ ہوگا، نماز پڑھنا درست نہیں۔

نماز پڑھنے والے کا جسم اگر نماز سے پہلے کسی جنب یا حیض و نفاس والی عورت کے جسم سے چھو جائے تو نماز ہو جائے گی۔

کسی شخص نے اپنے آپ کو بے وضو خیال کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی بعد میں معلوم ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہو گی۔

اگر نجاست قدرِ مانع سے کم ہے جب بھی مکروہ ہے پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور اس سے کم تو خلافِ سنت ہے۔

امام کی جیب میں کوئی ناپاک کپڑا، یا چیز ہو تو نماز ادا نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی اکیلے نماز پڑھے اور اس کی جیب میں ناپاک کپڑا یا چیز ہو تو اس کی بھی نماز نہ ہوگی۔

ان مسائل سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے پہلے طہارتِ جسم یعنی بدن کا پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ تقویٰ اور صوفیا اس شرط کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

پانچ طرح سے انسان کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے اور ان صورتوں میں غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرنا فرض ہے اگر کوئی ان صورتوں میں پاکیزگی حاصل کیے بغیر نماز پڑھ لے تو وہ گنہگار ہوگا۔

۱۔ بیداری کی حالت میں اگر انسان کے جسم سے ناپاک مادہ نکل کر جسم پر لگ جائے تو اس صورت میں نہا کر اپنے آپ کو پاک کرنا ضروری ہے۔

۲۔ جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے اگر کوئی اسی حالت میں ناپاک جسم سے نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔

۳۔ احتلام سے بھی انسانی جسم ناپاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس صورت میں بھی جسم

لیے صرف نماز والی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔ لیکن ایسی جگہ نماز پڑھنا اچھا نہیں جو پاک تو ہے لیکن اس کے قریب ہی غلاظت ہے اور اس کی بُو پھیل رہی ہو۔

پاک صاف جگہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ حدیث یہ ہے:۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبِنَآءِ الْمَسَاجِدِ فِی الدُّوْرِ اَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَیَّبَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدوں کے بنانے اور ان کو پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا (ابوداؤد)

ایک اور مقام پر حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یَاْمُرُ اَنْ نَّصْنَعَ الْمَسَاجِدَ فِیْ دُوْرِنَا وَنُصْلِحَ صَنْعَتَہَا وَ نُطَہِّرَہَا

ہم کو محلوں میں مسجدیں بنانے اور ان کی اصلاح کرنے اور انھیں پاک صاف رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے اگر ناپاک زمین پر کپڑا بچھا کر نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ جگہ ناپاک ہے۔ البتہ چھت تخت۔ برف اور پُل پر نماز پڑھ لینا جائز ہے اگر وہاں کی جگہ پاک ہو، ایسے ہی کشتی جہاز اور ریل پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ البتہ سات جگہوں پر نماز پڑھنا منع ہے ۱۔ ناپاک جگہ ۲۔ ذبح خانہ ۳۔ قبرستان ۴۔ سڑک اور شارع عام۔ ۵۔ غسل خانہ ۶۔ اونٹ بیٹھنے کی جگہ ۷۔ بیت اللہ شریف کے اوپر۔

اگر لکڑی کے تختے یا بچھی ہوئی اینٹوں یا پتھر پر یا ایسی ہی کسی موٹی یا سخت چیز پر نماز پڑھیں بشرطیکہ اس کا وہ رُخ جس پر نماز پڑھی پاک ہو تو نماز ہو جائے گی۔ دوسرا رخ ناپاک ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر پتلے کپڑے پر نماز پڑھی،

کامل تحقیق و تفتیش کے بعد بھی نشان نہ ملے تو اگر خود حاجت مند ہے تو استعمال کرے ورنہ صدقہ کر دے۔

مرد کا ریشمی لباس پہن کر یا مرد اور عورت میں سے کسی کا ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو، مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

اگر امام کے سر پر عمامہ کی بجائے ٹوپی ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی شخص بدون عمامہ کے گھر سے نہ نکلتا ہو تو ایسے شخص کے لیے نماز ہی بلا عمامہ مکروہ ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔ غرض کراہت اس کے لیے ہے جو بلا عمامہ مجمعوں میں نہ جاتا ہو اور جو بلا عمامہ جاتا ہو، اس کے لیے مکروہ نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے کپڑے کو دھویا جاتا ہے ۱۔ پاخانہ ۲۔ پیشاب ۳۔ قے ۴۔ خون اور ۵۔ منی سے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ حضرت خولہ بنت یسار نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا ہے، اسی میں حیض آتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکی کے بعد خون کی جگہ کو دھو کر اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔ میں نے عرض کیا، اگر اس کا داغ ختم نہ ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا پانی سے دھو لینا کافی ہے، اس کا نشان تمھیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔

۳۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا

نمازی کو نماز پڑھنے سے قبل اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ جس جگہ پر وہ نماز پڑھنے لگے اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی اس جگہ کوئی حکمی یا حقیقی غلاظت نہ لگی ہو۔ جگہ سے مراد زمین کا وہ حصہ ہے جو نمازی نماز پڑھتے وقت گھیرتا ہے۔ خالی زمین کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے اور اگر اس پر چٹائی یا مصلّی ڈالا گیا ہو تو جگہ کے ساتھ چٹائی اور مصلّی کا پاک ہونا بھی ضروری ہے اگرچہ نماز صحیح ہونے کے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لباس انسان کے لیے ضروری ہے اور پھر خاص کر نماز کے لیے ستر پوشی از حد ضروری ہے اس لیے بلاوجہ برہنہ نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیوں کہ تمہارے ساتھ وہ ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے، سوائے قضاء حاجت اور مباشرت کے وقت (ترمذی)

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا کہ برہنہ کوئی بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ (بخاری) اس سے معلوم ہوا کہ برہنہ رہنا اچھی بات نہیں۔

۱۔ مرد اور عورت کا ستر

مرد کے لیے ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصہ کو چھپانا فرض ہے کیونکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْهِ مِنْهُ شَیْءٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھوں پر اس سے کوئی چیز نہ ہو (مسلم)۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ اَصِیْدُ فَاُصَلِّیْ فِی الْقَمِیْصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْکَةٍ۔

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں شکار کھیلتا ہوں کیا ایک ہی قمیص میں نماز پڑھ لوں، فرمایا ہاں گھنڈی لگا لے اگرچہ کانٹے کے ساتھ (ابوداؤد)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یُصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک مرتبہ اپنی چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور وضو کر

اور اس کے دوسرے رخ پر نجاست تھی تو نماز نہ ہوگی۔

اگر کپڑا دُہرا ہوا اور دونوں تہیں آپس میں سلی ہوئی نہ ہوں اور اوپر والی اتنی موٹی ہو کہ نیچے کی نجاست کا رنگ یا بو محسوس نہ ہوتا ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر دونوں تہیں سلی ہوئی ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھیں۔

چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلی پر ... کھڑے ہونے میں سر کو لگیں جب بھی نماز نہ ہوگی۔

مصلی کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا، نماز ہو جائے گی۔

جس جگہ نماز پڑھے اس کے طاہر ہونے سے مراد موضع سجود و قدم کا پاک ہونا ہے۔ جس چیز پر نماز پڑھتا ہو اس کے سب حصہ کا پاک ہونا شرطِ صحتِ نماز نہیں اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا ناپاک ہے اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی، ہو گئی۔ ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۔ ستر پوشی

جسم پر لباس پہننے کو ستر پوشی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ جسم کو گرمی سردی اور بارش کے اثرات سے بچانے کے لیے چھپایا جائے۔ اس کے علاوہ ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے یہ شعور پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو چھپانا ضروری سمجھتا ہے کیونکہ لباس انسان کی زینت ہے لہٰذا لباس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

يَا بَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا — اے نسل آدم! ہم نے تمہیں لباس دیا تاکہ تم اس سے شرمگاہوں کو چھپاؤ اور یہ تمہارے لیے زینت ہو (اعراف)

نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے۔ اور ننگے نماز پڑھی بالاجماع نماز نہ ہوگی۔

۲۔ عورت کے لیے خلوت میں جبکہ نماز میں نہ ہو تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک، اور محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگرچہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو تمام بدن سوا پانچ عضو کے، جن کا بیان آئے گا، چھپانا فرض ہے بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا بھی منع ہے۔

۳۔ اتنا باریک کپڑا جس سے جسم نظر آئے ستر کے لیے کافی نہیں اس نے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی اگر دوپٹہ میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

۴۔ آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل کے لیے سارا بدن عورت ہے سوائے چہرہ ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔

۵۔ اتنا باریک دوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔

۶۔ خادمہ کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے۔

۷۔ دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا

فَتَوَضَّأَ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَكَ أَمَرْتَهُ اَنْ يَّتَوَضَّأَ قَالَ اِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَهُ ۞	وہ گیا اور اس نے وضو کیا ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم دیا ہے؟ فرمایا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے ازار لٹکائی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھے۔ (ابوداؤد)
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ ۞	حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر نہیں ہوتی (ابوداؤد، ترمذی)
وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّي الْمَرْاَةُ فِيْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ قَالَ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُّغَطِّيْ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا ۞	حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کیا عورت کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس میں تہبند نہ ہو۔ فرمایا جب کرتا پورا ہو اور اس کے قدموں کی پشت کو ڈھانکے۔ (ابوداؤد)

۴۔ ستر چھپانا

جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے اسے ستر کہا جاتا ہے۔ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔

اور عورت کے لیے ہتھیلی، پاؤں اور چہرے کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا فرض ہے۔ ستر کے مسائل حسبِ ذیل ہیں:۔

ستر عورت ہر حال میں واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے۔ بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالا جماع فرض ہے یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں

بعض وقعہ پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح نہ اذان ہوئی نہ نماز۔ بلکہ قبل از وقت جو اذان کہی گئی اس کا اعادہ کیا جائے۔

۲۔ اگر کوئی کم فہم آدمی صبح کی نماز سورج نکلنے کے وقت پڑھے اگرچہ اس وقت کوئی نماز جائز نہیں، مگر انھیں منع نہ کیا جائے بلکہ نماز کے بعد کہہ دیا جائے کہ نماز نہیں ہوئی، سورج بلند ہونے کے بعد پڑھیں۔

۳۔ نماز عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی سننا اچھا نہیں لیکن دینی باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ بعض دیہاتوں میں مرغ کی بانگ سن کر عام سیدھے سادے لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ صبح ہو گئی، ایسا سمجھ لینا درست نہیں۔ مرغ کی اذان کا کیا اعتبار؟ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے بلکہ جاڑوں کے دنوں میں بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ یونہی بول چال سن کر اور روشنی دیکھ کر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ غرض اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

۶۔ نماز کی نیت

نماز شروع کرتے وقت نماز کی نیت یعنی قصد کرنا ضروری ہے۔ نیت دل سے ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کام کرنے میں نیت کو بڑا دخل ہے۔ نیت کے بارے میں مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہو گئی۔ لیکن دلی ارادے کے مطابق زبان سے بھی نیت کرنی چاہیے۔

۲۔ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں، فارسی وغیرہ میں بھی ہو سکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو۔ مثلاً نَوَیْتُ یا نیت

ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے۔ ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اولیٰ ممانعت، بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔

۸۔ نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضروری ہے یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہو سکے۔ تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔

۹۔ اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی، پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا، نماز نہ ہوئی۔

۱۰۔ غیر نماز میں نجس کپڑا پہننا تو حرج نہیں اگرچہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں تو اسی کو پہننا واجب ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے۔ ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلاوجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔

۵۔ نماز کا وقت ہونا

نمازی کو نماز کے وقت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یعنی جس نماز کے لیے جو وقت مقرر ہے اس وقت کے اندر نماز پڑھی جائے۔ وقت سے قبل نماز پڑھی جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ اگر نماز وقت کے بعد پڑھی جائے وہ قضا ادا ہوگی۔ اوقاتِ نماز کے بارے میں مکمل مسائل پچھلے صفحات میں بیان کر دیے گئے لیکن ضروری احتیاطیں یہاں بھی درج کی جاتی ہیں:۔

۱۔ دیہاتوں میں بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے بہت ہی پہلے یعنی طلوعِ صبح صادق سے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی

۱۳۔ اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو وہ بدستور نماز میں ہے۔ جب تک کوئی فعل منافی نماز نہ کرے۔

۱۴۔ ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے تو پہلی جاتی رہی دوسری شروع ہو گئی ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض، دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض، اور یہ اس وقت ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے ورنہ پہلی بہر حال جاتی رہی۔

۱۵۔ مقتدی کو اقتدار کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیتِ امامتِ مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی، نماز ہو گئی۔ مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثوابِ جماعت نہ پائے گا اور ثوابِ جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کر لینا ضروری نہیں بلکہ وقتِ شرکت بھی نیت کر سکتا ہے۔

۱۶۔ مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔

۱۷۔ مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری، تو جائز ہے۔

۷۔ استقبالِ کعبہ

نماز پڑھتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کو استقبالِ کعبہ کہا جاتا ہے۔

قرآن و حدیث سے یہ حکم ثابت ہے کہ نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

کی میں نے۔

۴۔ تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی مثلاً کھانا پینا، کلام وغیرہ وہ امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں، نماز ہو جائے گی اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔

۵۔ وضو سے پیشتر نیت کی تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یونہی وضو کے بعد نیت کی اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا نماز ہو جائے گی۔ اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔

۶۔ تراویح میں تراویح کی اور باقی سنتوں میں سنت کی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے۔

۷۔ نیت میں تعداد رکعات کی ضرورت نہیں ہے لیکن تعداد میں کہنا افضل ہے اگر تعداد رکعات کہنے میں غلطی ہو جائے لیکن نماز پھر بھی ہو جائے گی۔

۸۔ فرض قضا ہو گئے ہوں تو ان کی نیت میں تعیینِ یوم اور تعیینِ نماز ضروری ہے مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز۔

۹۔ جمعہ میں فرضِ وقت کی نیت کافی نہیں۔ خصوصیت جمعہ کی نیت ضروری ہے

۱۰۔ نمازِ واجب میں واجب کی نیت کرنی چاہیئے جیسا کہ نماز عید الفطر، یا عید الضحٰی یا نذر۔ اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے۔

۱۱۔ یہ نیت کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے، شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو، لیکن کہنا بہتر ہے۔

۱۲۔ نماز بہ نیتِ فرض شروع کی۔ پھر درمیانِ نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیتِ نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے۔ اور اگر نماز بہ نیت فرض شروع کی اور درمیان میں نفل کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی تو نفل ہوئی۔

علیہ وسلم وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے لیکن آپ اس پر فرض نہ پڑھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں ایک سمت کی جدھر کعبہ ہونے کا گمان ہو، نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی۔

لیکن ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں نفل نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کو قبلے کی طرف کر کے اللہ اکبر کہتے پھر جس طرف سواری کو لے جانا ہوتا اسی طرف نماز پڑھتے۔

قبلہ رُخ نماز پڑھنے کے مسائل

مسئلہ ۱۔ خدا کو سجدہ نماز اللہ ہی کے لیے ہے لہٰذا مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق کعبہ کی طرف رُخ کر کے خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۔ عین کعبہ اور جہتِ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا مسئلہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم عام ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ خانۂ خدا کی طرف منہ ہو۔ جیسا کہ مکہ مکرمہ والے کرتے ہیں، یا اس جہت کی طرف منہ کرنا کافی ہے جیسا کہ خانۂ خدا سے دور رہنے والے کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمتِ خاص کی تحقیق کر سکتا ہے اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جبکہ چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لیے جہت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے۔

مسئلہ ۳۔ کعبہ کے اندر جس طرف چاہے منہ کرلے کعبہ کے اندر نماز پڑھتے

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ہے:۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

پس اپنے چہرہ کو بیت اللہ کی طرف پھیر لو، اور جہاں کہیں ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔

(پ ۲ : البقرہ)

۲۔ مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کرو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور نصرانیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ایمان لانے کے بعد ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔

۳۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم

حضرت برار بن عازب سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ۱۶ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا، ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر انصار کی ایک قوم کے پاس گیا اس نے کہا کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کیا۔ وہ لوگ یہ سنتے ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے پورا اور اچھی طرح وضو کر لو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔

۴۔ سفر میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی صورت

حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر نماز ادا فرماتے خواہ اس کا منہ جدھر بھی ہوتا، آپ صلی اللہ

دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا، ہوگئی ورنہ نہیں۔ جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا اس نے تحرّی کر کے نماز پڑھ لی، اب بعد نماز اس نے بتایا، نماز ہوگئی اعادہ کی حاجت نہیں اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں مگر ان کا اعتبار نہ کیا بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہولیا۔ یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کرلے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی، دونوں صورتوں میں نہ ہوئی۔ اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔

۲-ارکانِ نماز

ارکان، رکن کی جمع ہے اور رکن کا مطلب ضروری جزء ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ رکن ہی کو فرض کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اقامتِ نماز کے لیے فرائض کو ادا کرنا بہت ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی بھی رہ گیا تو نماز نہیں ہوگی اور یہ سات ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ آخری (۷) خروج بصنعہ۔

ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ا-تکبیر تحریمہ

نماز پڑھنے کے ارادہ سے کھڑے ہوکر سب سے پہلے جو اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہوجاتی ہے اور نماز کے شروع ہونے سے پہلے جو کام کیے جاسکتے تھے وہ سب حرام ہوجاتے ہیں

کے لیے جس طرف چاہے منہ کر لے کیونکہ کعبہ میں جس طرف منہ کرے گا، کعبہ سامنے ہوگا لیکن صرف حطیم کی طرف منہ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ جہتِ کعبہ کو منہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ منہ کی سطح کا جو کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ۴۔ مریض کا کعبہ رُخ منہ کرنا اگر کوئی مریض سخت بیمار ہو اور اس کے پاس اسے قبلہ رُخ کرنے والا نہ ہو اور وہ خود حرکت نہ کر سکتا ہو تو اس کا چہرہ جس جانب ہو، اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص ہو جو بیمار کو کعبہ رخ کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا منہ قبلہ رخ کر دے۔

مسئلہ۵۔ جنگل میں قبلہ رُخ تعیّن کرنا اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر ہو جہاں قبلہ کی سمت کا تعین نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی وہاں کوئی بتانے والا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی چیز نظر آئے جس سے سمتِ کعبہ کا اندازہ لگایا جا سکے تو اس صورت میں دل میں سوچ بچار کرنی چاہیے اور دل جس طرف گواہی دے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہیے اگر سوچ بچار کے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی اگرچہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ نماز قبلہ ہی کی طرف پڑھی تھی تب بھی نماز نہ ہوئی۔ اگر بتانے والا نہیں ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی اور بعد میں معلوم ہوا کہ جس طرف نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو پھر بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ۶۔ سمت جاننے والے سے پوچھنا چاہیے اگر کوئی جاننے والا موجود ہے تو اس سے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ پاکر نماز پڑھ لے تو وہ دوزخ اور نفاق سے بری ہو جائے گا۔ (ترمذی)

۵۔ امام اور مقتدی دونوں کو اللہ اکبر کہنا چاہیئے

تکبیر اولیٰ میں جماعت کی صورت میں دونوں یعنی امام اور مقتدی کو اللہ اکبر کہنا چاہیئے کیونکہ مسلم میں روایت ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔

۶۔ تکبیر تحریمہ اور قیام

جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا۔ نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ لیکن نفل کے لیے تکبیر تحریمہ بیٹھ کر کہنا جائز ہے لہٰذا اگر تکبیر تحریمہ رکوع کے وقت کہی جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۷۔ تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا ضروری ہے

تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا فرض ہے، لہٰذا جو شخص اللہ اکبر کہتے ہی رکوع میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر کھڑا نہ ہو تو اس طرح نماز درست نہ ہوگی۔

۸۔ امام سے قبل تکبیر تحریمہ کہہ لینے سے نماز نہ ہوگی

امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی۔ اگر اقتدا کی نیت سے ہے نماز میں نہ آیا ورنہ شروع ہو گئی مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی بلکہ اپنی الگ شروع ہو گئی۔ امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب

اور اس حرمت کی وجہ ہی سے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔

۱۔تکبیر تحریمہ کے بارے میں فرمانِ الٰہی

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر، اس سے مراد نماز کے وقت اللہ اکبر کہنا ہے۔

۲۔نماز کو تکبیر سے شروع کرنا

لفظ اللہ اکبر کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ - وَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔

نماز کو کھولنے والی طہارت ہے اور نماز کے اندر ہر چیز سے منع کرنے والی تکبیر ہے۔ اور کھولنے والا اسلام ہے (ترمذی)

۳۔تکبیر تحریمہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کرتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اس طرح آپ نماز کی ابتداء کیا کرتے تھے۔

وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

حضرت ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی طرف منہ کرتے۔ اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے اللہ اکبر (ابن ماجہ)

۴۔تکبیر تحریمہ کی فضیلت

جماعت کے ساتھ شامل ہو کر تکبیر تحریمہ کو پانا بہت افضل ہے اس کے بارے میں

بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ — برابر ہو جاتے (صحیح بخاری)

۲۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں اختلافی مسئلے کا حل

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں اس کے بارے میں ان کا جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پاک ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ آپ ہاتھ اس طرح اٹھاتے کہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ جب آپ ہاتھ اٹھاتے تو انگوٹھے کانوں تک پہنچ جاتے اور ہاتھ کے گھٹنے کندھوں کے برابر ہو جاتے۔

وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ۔

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے تحقیق اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ یہاں تک کہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے، اور اٹھاتے اپنے انگوٹھے کانوں کے برابر، پھر تکبیر کہتے۔ (ابوداؤد) ایک روایت میں ہے، انگوٹھے اٹھاتے اپنے کانوں کی لوؤں تک (مشکوٰۃ شریف)

نماز میں ہاتھ باندھنا

تکبیر تحریمہ کہہ کر زیر ناف ہاتھ باندھیں کیونکہ آپ کے ایک صحابی حضرت حجر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی، نہ ہوگی۔ اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہوگئی۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔ جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو۔ اس پر تلفظ واجب نہیں۔ دل میں ارادہ کافی ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

تکبیر تحریمہ سے نماز شروع کرتے وقت کھڑے ہو کر جب اللہ اکبر کہا جاتا ہے تو اس وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ یاد رہے کہ جس وقت تکبیر کہی جائے اسی وقت ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ چونکہ تکبیر کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

۱۔ کانوں تک ہاتھ اُٹھانا

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ

حضرت مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کے برابر لے جاتے اور جس وقت رکوع سے اپنا سر اٹھاتے پس کہتے سمع اللہ لمن حمدہٗ، اسی طرح کرتے۔ ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ کانوں کے اوپر کی جانب کے

صعود نماز میں موقوف ہو جاتا ہے۔

۲۔ قیام

نماز میں کھڑا ہونے کو قیام کہتے ہیں لیکن سیدھا کھڑا ہونا چاہیئے۔ فرض اور واجب نمازوں میں اتنا قیام ضروری ہے جس میں فرض قرأت پڑھی جا سکے۔ لیکن اگر کوئی شخص کمزوری، بیماری، خوف یا کسی اور وجہ کی بنا پر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے لیکن اس کے برعکس نفل نماز میں قیام فرض نہیں اس لیے بلا عذر بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے۔

۱۔ قرآن میں قیام کا حکم

قیام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۔ اللہ کے سامنے عاجزی سے کھڑے ہو جاؤ۔

۲۔ نماز میں کھڑا ہونے کے بارے میں حدیث

نماز میں قیام یعنی کھڑا ہونا ضروری ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صَلِّ قَآئِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ

کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو کروٹ سے لیٹ کر نماز پڑھ لو۔ (بخاری شریف)

۳۔ نمازوں میں قیام فرض ہے

فرض و وتر و عیدین و سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر اگر کوئی بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا نہ ہوں گی۔

۴۔ نوافل بیٹھ کر پڑھنا

طاقت کے باوجود بلا عذر نوافل میں نماز

مرد اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پہ ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو داہنی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے یعنی چھنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ کر کے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں اس پہ پھیلا دے۔ اور عورت اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر رکھ کر سینے پر باندھے۔

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھ باندھنے میں ایک نکتہ پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی لطیف حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کو شرف و بزرگی بخشا ہے۔ اس کو اپنی توجہ کا محل اور وحی کا مورد بنایا ہے اس کو زمین و آسمان میں اس طرح برگزیدہ بنایا ہے کہ اس کی یہ بزرگی روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی، ارضی بھی ہے اور سماوی بھی، انسان کو اس نے اپنی حکمت سے راست قد (چوپایوں کے خلاف) اور بلند و بالا بنایا ہے۔ دل سے لے کر اوپر تک یعنی دل سے اوپر کا حصہ اسرار آسمانی کا خزینہ ہے۔ اس طرح روحانی جذبات، نفس کے جذبات کے مقابلہ اور محاربہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس تصادم اور جنگ کی وجہ سے فرشتوں اور شیطان کے اثرات کی کش مکش جاری و ساری رہتی ہے۔ یہ مقابلہ اور کش مکش نماز کے وقت زیادہ شدید ہو جاتی ہے اس وقت ایمان اور طبیعت میں یہ کشاکش پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت نمازی کا دل جو سماوی بن گیا ہے فنا اور بقا کے درمیان آمد و شد میں مصروف ہوتا ہے۔ چونکہ نفسانی جذبات اپنے مرکز سے اوپر کی طرف صعود کرنا چاہتے ہیں اور اعضاء و جوارح کا ان باطنی کیفیات و تصرفات سے ایک طرح کا تعلق ہے اس لیے اس وقت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر گویا نفس کو مقید بنا لیا جاتا ہے اور نفسانی جذبات کو صعود سے روک دیا جاتا ہے۔ نفس کے مقید ہو جانے کا پتہ اس صورت میں چلتا ہے کہ اس کے بعد نفسانی تصورات کا

ہے اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے۔ جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں، تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے اگر کسی طور پر اس کی روک نہ کر سکے۔ یونہی کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کھل جائے گا یا قرأت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر بھی کچھ پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے، باقی بیٹھ کر۔ اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے۔ جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔

آدابِ قیام حضرت شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا ہے کہ قیام کے وقت سر جھکا دینا چاہیئے اور نظر کو سجدہ گاہ پر مرکوز رکھنا چاہیئے قیام میں سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ دورانِ قیام دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا چاہیئے کیونکہ دونوں ٹخنوں کا ملانا منع ہے اسی طرح ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ سے اونچا نہ کیا جائے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایسے ہی ایک پاؤں پر زیادہ زور دینا اور ایک پر کم زور دینا بھی مناسب نہیں ہے بلکہ دونوں پاؤں پر برابر زور دینا چاہیئے۔

۳۔ قرأت

قرآن مجید پڑھنے کو قرأت کہا جاتا ہے، نماز میں قرآن کی کم از کم ایک آیت پڑھنا امام یا اکیلے نماز پڑھنے والے پر فرض ہے اور سورۂ فاتحہ یعنی الحمد پڑھنا واجب ہے۔ سورۂ فاتحہ کو اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد شروع کریں، نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں، اس لیے

بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن جسم میں طاقت ہو تو نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں کیونکہ بیٹھ کر نوافل پڑھنے میں ثواب قدرے کم ہو جاتا ہے۔

۵۔ قیام ساقط ہونے کا عذر

کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے۔ یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قرأت سے مجبور محض ہو جاتا ہے یونہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہو گئی تو بیٹھ کر پڑھے۔ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

۶۔ کشتی پر سوار کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز ہے

کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ یعنی جب چکر آنے کا گمان غالب ہو، اور کنارے پر اتر نہ سکتا ہو۔

۷۔ نماز میں قیام پر قادر نہ ہونے کی مختلف صورتیں

ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ جو شخص سجدہ تو کر سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے۔ جب اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا۔

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے (متفق علیہ) مسلم کی ایک روایت میں ہے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو الحمد اور زیادہ نہ پڑھے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ اگر نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوگی اس سے پتہ چلا کہ نماز میں الحمد پڑھنا لازمی ہے۔

۲۔ چار رکعت فرض کی نماز میں آخری دو رکعت میں صرف سورت فاتحہ کا پڑھنا

چار رکعت فرض کی نماز میں آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی چاہیئے

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔ اس کے متعلق نبی اکرم ؐ کی حدیث یہ ہے:

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مَا لَا يُطِيْلُ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِی الصُّبْحِ۔

حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے کبھی ہم کو آیت سناتے، پہلی رکعت میں قرأت لمبی کرتے اس قدر کہ دوسری میں لمبی نہ کرتے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح صبح میں کرتے۔

(صحیح بخاری)

اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا پڑھنا بھی مقتدی کے لیے مسنون نہیں۔ البتہ جس مقتدی کی کوئی رکعت رہ گئی ہو تو جب وہ اپنی باقی ماندہ رکعت پڑھے تو اعوذ اور بسم اللہ پڑھے۔ تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے۔ اور بسم اللہ ہر رکعت کے اول میں مسنون ہے۔ اور فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نماز وتر اور سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا بھی واجب ہے۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا ہر نماز کی ہر رکعت میں خواہ وہ نماز فرض ہو یا واجب یا سنت یا نفل، سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اس کے متعلق احادیث نیچے ہیں۔

قرآن پاک میں قرأت کے بارے میں ربِّ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے:۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ — قرآن سے جو میسر آئے پڑھو۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ — جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

ان آیات کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے کسی خاص سورۃ یا آیت کے پڑھنے کا تعین نہیں۔ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے نماز میں خواہ نماز کے علاوہ اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب و لازم ہے۔ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے بارے میں ہے۔

ا۔ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا

نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ یعنی الحمد کا پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

باعثِ تکلیف ہو مکروہ ہے۔

۵۔ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیئے

جب امام قرأت کر رہا ہو تو اس وقت مقتدی کو خاموشی سے سننا چاہیئے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنُ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز سے پھرے جس میں قرأت جہر ہوتی ہے، آپؐ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے، ایک آدمی نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا میں کہتا ہوں کیا ہے کہ قرآن مجھ سے چھینا جھپٹی کرتا ہے۔ کہا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پڑھنے سے رک گئے، جن نمازوں میں قرأت جہر کی جاتی ہے۔ جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

۶۔ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

فرض کی ایک رکعت میں دو سورتیں نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔ اس کے بعد کوئی سورت نہیں پڑھی جاتی۔ اگر کسی نے سورت پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ فرض کی آخری دونوں رکعتوں میں سورت کا ترک کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۳۔ امام کے لیے بلند آواز سے قرأت کرنا

امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ منفرد یعنی تنہا پڑھنے والے کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ پڑھے۔ امام اور منفرد کو ظہر اور عصر کی کل رکعتوں میں، مغرب وعشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں قرأت آہستہ کرنی چاہیئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں آواز سے یا آہستہ پڑھنے کا اختیار ہے منفرد اگر فجر، مغرب اور عشاء کی قضا، دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ اگر رات کو قضا پڑھے تو منفرد آواز سے یا آہستہ پڑھنے کا مجاز ہے۔

۴۔ جہر اور آہستہ میں فرق

جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صف اول میں ہیں سن سکیں۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے اور حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے

کہ اللہ اس کا دل الٹ دے۔

اور بھول کر ہو تو نہ گناہ نہ سجدۂ سہو۔

اور بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عم خلافِ ترتیبِ قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۔ نوافل میں قرأت

دن میں نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے تو جہر واجب ہے۔

جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جبکہ ادا پڑھے۔

اور جب قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۱۔ نمازوں میں مسنون قرأت

نمازِ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے ان کے متعلق آپ کی احادیث حسبِ ذیل ہیں:۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ بَعْدُ تَخْفِيْفًا۔	۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قٓ والقرآن المجید، اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے اور آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم)
وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔	۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتِ فجر کی دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے۔ (صحیح مسلم)
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ	۳۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ

۷۔ مسنون سورتیں

سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشاء میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصارِ مفصل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔

حضر یعنی غیر سفر میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوالِ مفصل پڑھے اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصل اور مغرب میں قصارِ مفصل۔ اور ان سب صورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک حکم ہے۔

سورۂ حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں اس کے یہ تین حصے ہیں، سورۂ حجرات سے بروج تک طوالِ مفصل، اور بروج سے لم یکن تک اوساطِ مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصارِ مفصل۔

۸۔ ایک سورت کی مختلف آیات پڑھنا

فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں۔ اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں اگرچہ اسی سورت کی ہوں، تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا تو مکروہ ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔

۹۔ بے ترتیبی سورتیں پڑھنے کی ممانعت

قرآن مجید اُلٹا پڑھنا، کہ دوسری میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً پہلی میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَیْفَ۔ اس کے لیے سخت وعید آئی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو قرآن الٹ کر پڑھتا ہے کیا خوف نہیں کرتا

میں اَلَمْ تَرَكَيْفَ، یا تَبَّتْ شروع کر دی تو اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اِذَا جَاءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔

نمازِ جمعہ میں مسنون قرأت

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً سورت جمعہ کی تلاوت کرتے اور دوسری رکعت میں المنافقون پڑھتے اور اس کی تصدیق حسبِ ذیل حدیثِ پاک ہے۔

وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

حضرت عبیداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ مروان نے مدینہ پر ابوہریرہ کو خلیفہ کیا اور مکہ کی طرف نکلا ابوہریرہ نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری میں اذا جاءک المنافقون پڑھی اور کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے ان دونوں سورتوں کو جمعہ کے دن پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ تمام نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قرأت دوسری سے قدرے زیادہ ہو۔ یہی حکم جمعہ و عیدین کا بھی ہے۔

عید اور جمعہ میں مُشترک سورتوں کی قرأت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب کبھی عیدین اور جمعہ ایک ہی دن کو آجاتے تو آپ عموماً جو سورتیں نماز عیدین میں پڑھتے وہی جمعہ کی نماز میں پڑھتے۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَفِي رِوَايَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔

علیہ وسلم ظہر میں واللیل اذا یغشٰی، ایک روایت میں ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے اور عصر میں اس کی مانند اور صبح میں اس سے لمبی سورتیں۔ (صحیح مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔

۴۔ حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب میں سورۃ والطور پڑھ رہے تھے۔ (صحیح بخاری)

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ۔

۵۔ حضرت براء سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، عشاء کی نماز میں والتین و الزیتون پڑھ رہے تھے اور آپ سے زیادہ خوش آواز میں نے کسی کو نہیں سنا (صحیح بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی، تیسری میں ایک تہائی۔

دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں پوری قل اعوذ برب الناس پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے۔

بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا۔ پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو۔ مثلاً پہلی میں قل یا ایہا الکافرون پڑھی اور دوسری

سورت فاتحہ کے ختم ہوتے پر آمین کہنا

نماز میں امام جب سورت فاتحہ کی تلاوت کر لے تو اسے آمین کہنا چاہیئے۔ مقتدیوں کو بھی آمین کہنا چاہیے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّہٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت امام آمین کہے تم بھی آمین کہو، تحقیق جو شخص کہ موافق ہو اس کی آمین فرشتوں کی آمین کے اس کے پہلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

آمین بالاخفاء کہنا

جب یہ معلوم ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ ختم ہونے پر آمین کہنا بالاتفاق سنت ہے خواہ نماز پڑھنے والا منفرد ہو یا امام ہو یا جہری نمازوں میں مقتدی ہو۔ امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک آمین کا پکار کر کہنا سنت ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک آمین آہستہ دل میں کہنی چاہیئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پکار کر کہنے کا معمول ابتداء میں تعلیم کے لیے تھا۔ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان سیکھ گئے تو آمین آہستہ کہی جانے لگی۔ چنانچہ مسند امام احمد، مسند ابوداؤد طیالسی، مسند ابوالعلی، ترمذی، تہذیب الآثار، دارقطنی، معجم طبرانی، محلی، شرح موطا اور مستدرک حاکم میں باسنادِ صحیح یہ حدیث موجود ہے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ

حضرت وائل بن حجر حضرمی کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوتَيْنِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ پڑھتے تھے اور کہا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے ایک ہی دن۔ ان سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے۔

(صحیح مسلم)

عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز میں مسنون قرأت

مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عید الفطر اور عید الضحیٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت واقد لیثی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ قٓ اور اقتربت پڑھا کرتے تھے۔

وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔

حضرت عبید اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ نے ابو واقد لیثی سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید قربان اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ اس نے کہا دونوں میں سورۃ قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ پڑھتے۔

(صحیح مسلم)

جمعہ یا عید کی نمازوں میں جو سورت بھی امام پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے لیکن جن سورتوں کا ذکر اوپر کی احادیث میں بیان ہوا ہے ان کا پڑھنا مسنون ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے۔ مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو تبرکاً کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے۔ مگر ہمیشہ پڑھتے نہ رہنا چاہیئے کہ کوئی واجب گمان نہ کر لے۔

سوا اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ۔ میری قرأت میں کوئی چیز دخل انداز نہیں ہوتی ۔

۴۔ رکوع

رکوع بھی نماز کا رکن یعنی فرض ہے ۔ کیونکہ اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ۔ (رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) رکوع کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسبِ ذیل ہیں ۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود کو سیدھا کرو پس اللہ کی قسم ہے کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنے پیچھے سے (صحیح مسلم)

۲۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ۔

حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز قبول ہی نہیں ہوتی (ابو داؤد)

ان احادیث سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں ۔

(۱) اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں ۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ سیدھی پیٹھ بچھا دے ۔

(۲) کوزہ پشت یعنی کبڑا کہ اس کا کُب حدِ رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے ۔

وَلَاالضَّالِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِھَا صَوْتَہٗ ۔ پر پہنچے تو آپ نے آمین آہستہ کہی۔

حضرت شہاب الدین سہروردی کا بیان

حضرت شہاب الدین سہروردی کا نماز میں تلاوت اور قرأت کے بارے میں کہنا ہے کہ بندۂ حق کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کی تلاوت اس کی زبان کی ترجمانی ہے اور اس کے معنی اس کے دل کی ترجمانی ہیں۔ جس طرح ایک شخص جب کسی شخص سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنی زبان میں گفتگو کرتا ہے اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہے اور جہاں زبان سے بولے بغیر ہی کسی کو کچھ سمجھایا جا سکتا ہے تو ایسا بھی کیا جاتا ہے لیکن جہاں گفتگو کے بغیر کچھ سمجھانا ناممکن ہوتا ہے تو اس وقت پھر زبان ہی سے اس کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ لیکن اگر قلب کی موافقت کے بغیر زبان سے کچھ کہا جائے تو اس کے معنی ہیں کہ اس وقت زبان اس کی ترجمان نہیں ہے۔ اور نہ قاری متکلم ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ خداوند عالم کے سامنے اپنی ضرورت کا اظہار کرے اور نہ اس صورت میں وہ خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی باتیں سمجھتا ہے بلکہ اس کا دل اس بات سے ناواقف ہے جو کچھ وہ زبان سے ادا کر رہا ہے۔ بلکہ صرف وہ زبان کو حرکت دے رہا ہے۔ حالانکہ تقاضائے حال یہ تھا کہ اس کا کلام اس کے دل سے نکلے یا وہ توجہ سے سنے۔ خاصانِ بارگاہِ الٰہی کا کمترین درجہ یہ ہے کہ نماز میں تلاوت کے وقت ان کا دل ان کی زبان کا ساتھ دے یعنی دل اور زبان دونوں جمع ہوں۔ بارگاہِ ایزدی کے خواص کے دوسرے احوال اور بھی ہیں جن کی تفصیل بہت طویل ہے (اس لیے ان سے قطع نظر کی جاتی ہے)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نماز پڑھتا ہوں تو میں اپنی قرأت کے

مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ فِیْ رُکُوْعِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُکُوْعُہٗ وَ ذٰلِکَ اَدْنَاہُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُہٗ وَ ذٰلِکَ اَدْنَاہُ۔

ابن مسعود سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا رکوع کرے پس اپنے رکوع میں کہے سبحان ربی العظیم تین بار۔ پس تحقیق پورا ہے اس کا رکوع اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور جس وقت سجدہ کرے تو اپنے سجدہ میں یہ کہے سبحان ربی الاعلیٰ تین بار۔ تحقیق پورا ہوا سجدہ اس کا اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ رکوع میں کم از کم تین بار سُبحان ربّی العظیم کہنا اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھنا اور حالتِ رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا مرد کے لیے رکوع کی سنتوں میں سے ہے۔

مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدے سے سر اٹھا لیا تو مقتدی پر امام کی پیروی واجب ہے اور مقتدی نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہتِ تحریم کا مرتکب اور گناہ گار ہوگا۔

کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قرأت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے جبکہ اسے پہچانتا ہو۔ یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے۔ کہ نیکی پر اعانت ہے مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔

(۵) رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہٗ کہنا چاہیئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق کار تھا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

(۳) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی ہوئی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

(۴) رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔

(۵) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے۔ مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے۔

آج کل مرد رکوع کرتے وقت گھٹنوں پر محض ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے، یونہی اکثر لوگ رکوع میں اپنی ٹانگیں کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ کا وقفہ تقریباً برابر برابر ہوتا۔ یعنی آپ جتنا وقت رکوع میں لگاتے اتنا ہی وقت سجدے میں لگاتے، اس مسئلہ کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ ؂	حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور ان کا سجدہ اور ان کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے اٹھتے وقت کھڑے رہنے اور بیٹھنے کے سوا قریب برابر کے۔ (صحیح بخاری)

(۴) رکوع میں تسبیح پڑھنی چاہیئے، اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:۔

وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ	حضرت عون بن عبداللہ سے روایت ہے، اس نے

سجدے کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسبِ ذیل ہیں:۔

سجدے میں اللہ کی قربت

سجدے میں بندہ اللہ کے انتہائی قریب ہوتا ہے کیونکہ انسان جب عاجز ہو کر اپنے سر کو اللہ کے حضور زمین پر رکھ دیتا ہے اور پھر سجدے میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہے تو وہ اس کے بڑا قریب ہو جاتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا اپنے رب کے زیادہ قریب ہونا سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ پس دعا بہت کرو (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب العالمین کا قرب سجدے کے سوا کسی اور شکل میں ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اس حالت میں بندہ اللہ کے بڑا قریب ہو جاتا ہے اور جو چاہے اللہ سے مانگے۔

سجدہ اور رضائے الٰہی

سجدے کی دوسری فضیلت رضائے الٰہی کا حصول بھی ہے کیونکہ سجدہ ریز ہو کر جب رضائے الٰہی مانگی جاتی ہے تو بڑی جلدی حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سجدہ ریز ہو کر رضائے الٰہی اور بخشش طلب کی۔ اس کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت یہ ہے:۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھونے پر نہ پایا۔ میں نے آپ کو ڈھونڈا کر میرے ہاتھ آپ کے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ قَامَ حَتّٰی نَقُوْلَ قَدْ اَوْھَمَ ثُمَّ یَسْجُدُ وَیَقْعُدُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ حَتّٰی نَقُوْلَ قَدْ اَوْھَمَ۔

وسلم جس وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم کہتے تحقیق ترک کی ہے وہ رکعت، پھر سجدہ فرماتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک کہ ہم کہتے، تحقیق سجدہ کو ترک کیا (صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللہ لمن حمدہ کہنا اور مقتدی کے لیے اللّٰھم ربنا ولک الحمد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ ربنا لک الحمد سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ مگر واؤ ہونا بہتر ہے اور اللّٰھم ہونا اس سے بہتر اور سب سے بہتر یہ کہ دونوں ہوں۔

قومہ رکوع سے کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ رکوع سے کھڑے ہو کر کہیں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ (اللہ نے اس کا قول قبول کیا جس نے اس کی تعریف کی) اس کے بعد کہیں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو مقتدی کہیں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے) اور اگر اکیلا نماز پڑھتا ہو تو دونوں کہے۔

۵۔ سجدہ

سجدہ اللہ کو بہت پسند ہے اسی لیے نماز میں سجدہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور قرآن پاک میں سجدے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا (اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو)

شیطان کو ایک سجدہ نہ کرنے کی یہ سزا ملی ہے کہ وہ ہمیشہ مردودِ بارگاہِ رب العزت ہے اور جب وہ نسلِ آدم کو سجدہ ریز ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو افسوس ظاہر کرتا ہے اور اپنی کی ہوئی نافرمانی پر پچھتاتا ہے۔

سجدہ اور حصولِ بہشت

سجدہ حصولِ بہشت کا بہترین ذریعہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسبِ ذیل ہے:۔

وَعَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ۔

حضرت ربیعہ بن کعب سے روایت ہے کہ میں رات گزارتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ پس لاتا میں حضرت کے پاس وضو کا پانی اور حاجت کا پس مجھ کو فرمایا مانگ، میں نے کہا مانگتا ہوں بہشت میں آپ کی رفاقت یا اس کے سوا۔ میں نے کہا میرا یہی مطلب ہے جو میں نے عرض کیا۔ فرمایا میری مدد کر اپنی ذات پر بہت سجدے کرنے کے ساتھ

(صحیح مسلم)

خدا کو بندے کی عاجزی اور انکساری بہت پسند ہے، جب بندے نے اپنا سر زمین پر رکھ کر اپنے عجز اور انکساری کا مظاہرہ کیا تو رحمتِ خداوندی نے اس کو آغوش میں لے لیا اور اسے دنیا و آخرت میں سربلند کر دیا۔ لہٰذا جو شخص کثرت سے اللہ کے حضور سربسجود رہتا ہے۔ اللہ اسے آخرت میں بہشت میں داخل کرے گا۔

يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ۔

قدموں تک جا پہنچے کہ آپ سجدہ کی حالت میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے۔ آپ فرما رہے تھے یا الٰہی! بتحقیق میں تیری رضا مندی کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں تیرے غضب سے اور تیری عافیت کے ساتھ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ تجھ سے۔ تیری تعریف کو نہیں گن سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ذات کی تعریف کی (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور اپنی التجا کرتے، غضب اور عذاب سے پناہ مانگتے۔ اور اس چیز کو آپ کے بعد صحابہ رض اور اولیاء کرام رح نے اپنایا اور خدا کو راضی کیا۔ بڑی بڑی دیر تک اللہ کے بندے اللہ کے حضور سجدہ ریز رہتے ہیں۔

ابنِ آدم کو حکمِ سجدہ

قرآن پاک کا مشہور واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدے کا حکم دیا۔ وہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے:۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَتِيْ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ ۔

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس کہ ابنِ آدم کو سجدے کا حکم کیا گیا پس اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم کیا گیا۔ میں نے نافرمانی کی۔ میرے لیے آگ ہے (صحیح مسلم)

ملا دے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔

سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ

سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباس کی روایت یہ ہے :-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں۔ پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔

(بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ سجدہ کرنے وقت سات ہڈی والے اعضاء کو زمین پر لگانا ضروری ہے، ان ساتوں اعضاء میں پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور پاؤں کے پنجے شامل ہیں۔ یاد رہے کہ ناک کا جو حصہ زمین پر سجدے میں لگتا ہے اس میں ہڈی نہیں۔ سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ رکھے، اور اگر کسی عذر سے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے تو مضائقہ نہیں۔ پھر پیشانی زمین پر رکھے اس طرح کہ پہلے ناک رکھے پھر پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں ایسے طور پر رکھے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو اس طرح رکھے کہ سب قبلہ کی طرف متوجہ رہیں اور اپنی ناک کے اس مقام سے سجدہ شروع کرے جو سخت ہے۔

گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنے کی تاکید

سجدہ کرتے وقت اپنے گھٹنوں کو پہلے زمین پر

مسائلِ سجدہ

سجدہ نماز کے ارکان میں سے ہے اور ہر نمازی پر فرض ہے کہ ہر رکعت میں دو سجدے کرے اگر نماز میں سجدے چھوڑ دیے جائیں تو نماز نہ ہوگی، سجدہ سے مراد پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھنا ہے مگر پیشانی کا بیشتر حصہ زمین پر رکھنا واجب ہے۔ پورا سجدہ دراصل وہی ہے جس سے دونوں ہاتھ پوری طرح، دونوں گھٹنے دونوں پیروں کے سرے پیشانی اور ناک سجدہ میں رکھے جائیں، سجدہ خشک جگہ پر کرنا چاہیے تاکہ اعضاء اچھی طرح ٹک سکیں۔ سجدہ کے متعلق متفرق مسائل حسبِ ذیل ہیں:۔

ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور کہنیوں کو بلند کرنے کا حکم

سجدہ میں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا چاہیے اور کہنیوں کو بلند رکھنا چاہیے۔ حدیث یہ ہے:۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ ۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تو سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ اور اپنی کہنیوں کو بلند کر (مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ سجدہ کرتے وقت ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو بلند رکھنا ضروری ہے۔ مرد کے لیے سجدے میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے۔ اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے کہ اس سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف پہنچے گی۔ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے

پیشانی اور ناک مجروح ہونے کی صورت

اگر کوئی شخص کسی تکلیف کی بنا پر پیشانی زمین پر نہ لگا سکتا ہو تو اس صورت میں صرف ناک لگانا کافی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی کے ناک پر چوٹ لگ جائے اور وہ زمین پر ناک نہ لگا سکتا ہو تو اسے پیشانی ہی لگانا کافی ہے۔ اگر دونوں اعضاء زمین پر نہ لگا سکتا ہو تو اس صورت میں زمین کے قریب ہو کر سجدہ کی صورت پیدا کر لینا کافی ہے۔

کوئی چیز بچھا کر سجدہ کرنا

اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں خاک ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا تو مکروہ ہے۔

سجدہ کرتے وقت ضروری احتیاط

سجدہ کرتے ہوئے یہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے پیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے ہوئے ہے، سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ ہاں ان سب صورتوں میں جبکہ پھر پاک جگہ پر سجدہ کر لیا تو ہو گیا۔ عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔ ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا البتہ زمین اگر ڈھلوان ہو اور بلندی کی طرف سجدہ کرے تو مضائقہ نہیں۔ رخسارہ یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہو گا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر

رکھنا چاہیے پھر ہاتھ رکھے اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھانا چاہیے کیونکہ حضرت وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُكْبَتَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھا جس وقت سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جس وقت اٹھنے کا ارادہ کرتے تو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ سجدے میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔ سجدے میں گھٹنے ایک ساتھ رکھنے چاہئیں۔

سجدے میں ہاتھوں کو بچھانے کی ممانعت

سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیے اور ہاتھوں کو زمین پر کہنیوں سمیت بالکل بچھانا نہیں چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بلکہ ایسے کرنے کو آپ نے کتے سے مشابہت دی ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَیْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ ؕ

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سجدوں میں ٹھہرو اور نہ بچھاوے تم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں کو کتے کے بچھانے کی مانند۔ (بخاری)

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے خود کو اپنے بازوؤں میں چھپا لیا تھا۔

کبھی کبھی سجدہ کرنے والوں کو یہ کشف ہوتا ہے کہ وہ سجدے میں کون و مکان کی بساط کو طے کر رہا ہے۔ اور اس کا دل کشف و عیاں کی فضا میں آزاد پھر رہا ہے۔ چنانچہ جب وہ دل سجدے میں گرتا ہے تو اس کے ساتھ آسمان کے طبق بھی گر جاتے ہیں اس وقت اس کی قوتِ مشہود کے سامنے کائنات کے نقوش مٹ جاتے ہیں، اس دم وہ عظمتِ الٰہی کی چادر کے ایک گوشہ پر سجدہ ریز ہوتا ہے۔ (اس لیے کہ کون و مکان کی بساط تو وہ لپیٹ چکا ہے) یہ درجہ منتہائے کمال کا ہے جس کی طرف ہمتِ بشری پرواز کرتی ہے (ہمتِ انسانی کے طائر کی بس یہیں تک پرواز ہے) بہرحال مراتبِ عظمت میں اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرقِ مراتب موجود ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کی بنا پر ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق حصہ ملتا ہے کہ ایک اہلِ علم پر دوسرے صاحبِ علم کا درجہ بلند ہوتا ہے (جس درجہ تک انبیاء علیہم السلام پہنچ گئے ہیں اولیاء اللہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

بعض سجدہ کرنے والے ایسے ہیں جن کا ظرف وسیع ہوتا ہے اور جب عظمتِ الٰہی کی روشنی پھیلتی ہے تو وہ دونوں قسموں سے بہرہ مند ہوتا ہے اور دونوں بازوؤں کو کھولتا ہے۔ پہلے وہ اپنے قلب کے ذریعے خدا کی تعظیم کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی روح فضل و کرم کی بنا پر بلندی تک پہنچ جاتی ہے اس طرح ایسے لوگوں کو جن کے ظرف وسیع ہیں سجدے میں انس، ہیبت، حضور غیبت، قرار و فرار، اسرار و اظہار کے تمام مراتب حاصل ہو جاتے ہیں اس وقت وہ اپنے سجدے میں دریائے شہود میں شناوری کرتا ہے اور اس کا ایک ایک بال بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتا ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے

اگر عذر ہو تو اشارے کا حکم ہے۔

سجدے میں تسبیح پڑھنے کا حکم

سجدے میں تسبیح پڑھنی چاہیئے۔ اس کے متعلق ترمذی کی تحریر کردہ روایت یہ ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ وَسَاَلَ وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ ؎

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ تحقیق اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آنحضرت اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتے تھے اور اپنے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ اور نہیں آتے تھے کسی رحمت کی آیت پر مگر ٹھہرتے اور دعا مانگتے اور کسی عذاب کی آیت پر نہیں آتے تھے مگر عذاب سے پناہ مانگتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ سُبحان رَبِّیَ الاعلیٰ پڑھنا چاہیئے۔

سجدے میں حضورئ قلب

حضرت شہاب الدین سہروردی کا فرمان ہے کہ سجدے کے وقت حضورِ قلب ہونا چاہیئے۔ حاضر و بیدار ہو اور خشوع کرتا ہوا سجدے میں جائے اور یہ جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، سجدہ کس لیے کر رہا ہے اور کس کے واسطے کر رہا ہے؛

اس لیے کہ بعض سجدہ کرنے والوں کو یہ کشف حاصل ہوتا ہے کہ وہ سجدے میں زمین کی آخری حدوں تک پہنچ گئے ہیں اور مُلکِ الٰہی کے اجزاء میں ان کی ہستی گم ہو گئی ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ان کے دل حیا سے معمور اور ان کی روحیں خداوند قدوس کی عظمت اور کبریائی کو محسوس کرتی ہیں جیسا کہ منقول ہے

تمام نمازوں میں خواہ فرض ہوں یا واجب، سنت ہوں یا نفل، آخری قعدہ فرض ہے دونوں قعدہ میں التحیات کا پڑھنا واجب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلٰثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھتے تھے، تشہد میں بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ دائیں گھٹنے پر، اور اپنا ہاتھ بند کرتے ترپن کی گنتی پر اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرتے اور ایک روایت میں یوں ہے، جس وقت بیٹھتے تھے نماز میں تو اپنے گھٹنوں پر اپنے ہاتھ رکھتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ ہے اٹھاتے اس کے ساتھ دعا مانگتے اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر کھلا رہتے

(مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قعدہ خواہ درمیانی ہو یا اخیرہ، اس میں تشہد پڑھنا ضروری ہے۔ قعدہ اخیرہ کے متعلق دیگر مسائل حسبِ ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱:۔ چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا، پھر یہ گمان کر کے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہوگیا، پھر یاد کر کے کہ چار ہو چکیں، بیٹھ کر پھر سلام پھیر دیا اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدرِ تشہد ہوگیا، فرض ادا ہوگیا، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۲:۔ پورا قعدہ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدرِ تشہد بیٹھنا فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یونہی قیام، قرأت، رکوع، سجود میں اول سے آخر تک سوتا ہی رہا تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْھًا۔

یہ طوع یعنی انقیاد، فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہے (کہ وہ طوعًا سجدہ ریز ہوتے ہیں)، کہ ان میں وہ اہلیت و قابلیت موجود ہے اور کرہ یعنی ناگواری اور ناخوشی نفسِ انسانی کی طرف سے ہے کہ اس میں بیگانگی موجود ہے۔

دو سجدوں کے درمیان جلسہ

دو سجدوں کے درمیان نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھنے کو جلسہ بین السجدتین کہا جاتا ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر اس طرح بیٹھیں کہ دایاں قدم کھڑا رہے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے کم از کم بقدر ایک بار سبحان اللہ کہنے کے بیٹھنا ضروری ہے۔ البتہ عورت کو دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا چاہیئے۔

۶۔ قعدۂ اخیرہ

نماز کی آخری رکعت میں بیٹھنا نماز کے ارکان میں سے ہے اس کے چھوڑنے یا چھوٹ جانے سے نماز مکمل نہیں ہوتی۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا واجب ہے اور نماز کی آخری رکعت میں تشہد یعنی التحیات کے آخری الفاظ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا

نماز کو مکمل کرنے کا آخری طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد، درود اور دعا پڑھنے کے بعد پہلے دائیں جانب منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔ اور پھر بائیں جانب منہ پھیر کر سلام کہا جائے اس طرح نماز مکمل ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں اپنے دائیں اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے آخر میں سلام پھیرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی نمازی سلام نہ پھیرے، نماز کی حالت میں کسی سے بات کرے یا اٹھ کر چلا جائے یا کوئی اور کام کرے تو اس طرح فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ السلام علیکم کہہ کر نماز سے نکلنا واجب ہے اور واجب کو چھوڑنے پر نماز واجب ہے۔

نمازی کے اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے نکلنے کو فقہی لحاظ سے خروج بصنعہ کہا جاتا ہے۔ آخری قعدہ میں سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی فعل قصداً پایا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔ مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوا یا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہو گئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہو گئی، یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لا کر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں مگر اس کے کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا تھا

لوگ اس سے غافل ہیں خصوصاً تراویح میں، خصوصاً گرمیوں میں۔

مسئلہ ۳ :۔ پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ ۴ :۔ چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے، مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔

مسئلہ ۵ :۔ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدہ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا، قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہو گی۔

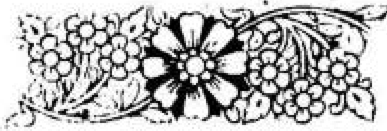
مسئلہ ۶ :۔ سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا مگر گناہ گار ہوا، اعادہ واجب ہے۔

قعدہ کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردی نے فرمایا ہے کہ نماز کے ختم پر التحیات و درود پڑھ کر اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگے۔ اگر نماز پڑھنے والا امام ہے تو صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے بلکہ اپنے اور تمام مقتدیوں کے لیے دعا مانگے۔ ہوشمند امام ایک ایسے دربان کی طرح ہے جس کو سلطان کے دربار کی خدمت سپرد ہے اور اس کے پیچھے تمام ضرورت مند موجود ہیں، وہ دربان سلطان سے ان ضرورت مندوں کے لیے سوال کرتا ہے اور ان سب کی ضرورتیں اس کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں تمام مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی مضبوطی کا باعث ہے۔

ہی نماز سے فراغت کی نیت بھی کرے ۔ اس وقت فرشتوں، تمام مسلمانوں اور جنات کو بھی سلام بھیجے ۔سلام کرتے وقت گردن کو اس طرح پھیرے کہ دائیں طرف کے لوگوں کو اس کا چہرہ نظر آجائے ۔ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام کرتے وقت قدرے وقفہ رکھے ۔ دونوں کو متصل کرنے کی ممانعت ہے ۔

صرف اسی مقام پر مواصلت منع نہیں ہے بلکہ پانچ مقام پر اس کی ممانعت آئی ہے ان میں سے دو کا تعلق امام سے اور دو کا مقتدی سے اور ایک کا امام و مقتدی دونوں میں مشترک ہے ۔

امام کے لیے ان دو کا اتصال منع ہے ایک یہ کہ امام تکبیر کے ساتھ قرأت کو نہ ملائے ، دوسرے رکوع کو قرأت کے ساتھ نہ ملائے (ان دونوں مقام پر قدرے فصل پیدا کرے) مقتدیوں کے لیے جن اتصال کی ممانعت ہے وہ یہ ہیں ۔ اول یہ کہ اپنی تکبیر تحریمہ کو امام کی تکبیر سے نہ ملائے دوسرے یہ کہ اپنے سلام کو امام کے سلام سے نہ ملائے اور وہ امر جو دونوں میں مشترک ہے ، یہ ہے کہ فرض کے سلام کو نفل کے سلام سے نہ ملایا جائے ۔



اب رکوع وسجود پر قادر ہوگیا یا صاحبِ ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحبِ ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدث ہوا اور اُمّی کو خلیفہ کیا یا نمازِ فجر میں آفتاب طلوع کر آیا، یا نمازِ جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہوگیا، یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہوکر وہ گر گئی یا صاحبِ عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہو سکتی ہے۔ یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آگیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی، اور آزاد ہوگئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو جائے گی۔

مقتدی اُمّی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد آگئی تو نماز باطل نہ ہوگی۔ قیام و رکوع و سجود و قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا۔ اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یونہی رکوع سے پہلے سجدہ کرتے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ ہوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا ہو گئی ورنہ نہیں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی نے فرمایا ہے کہ بہر حال جب کوئی نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے دائیں طرف سلام پھیرے لیکن اس کے ساتھ

رکوع یا سجدہ سے اٹھنے سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو سکے گا تو ثناء پڑھ لینی چاہیے ورنہ نہیں یعنی ثناء پڑھے بغیر شامل ہو جائے۔ ہر مسلک کے پیروکار تقریباً یہی دعا آغاز نماز میں پڑھتے ہیں۔

نماز میں ثناء کے علاوہ یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاکؐ جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے مگر یہ دعا بہت کم لوگ پڑھتے ہیں۔

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔ اِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّي وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِي جَمِيعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِي لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا ۔ لَا

میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا ہے۔ میں حق کی طرف متوجہ ہونے والا ہوں۔ دین باطل سے بیزار ہوں۔ مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری عبادت، میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا خاص رب العالمین کے لیے ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اسی توحید اور اخلاص کا مجھ کو حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ الٰہی! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے (بندگی اور اطاعت میں قصور کرنے کی وجہ سے) اپنی جان پر ظلم کیا۔ میں نے (تیرے اس فرمان پر کہ جو کوئی گناہوں کا معترف ہو کر میری درگاہ میں آئے ہیں اس کو بخش دیتا ہوں) اپنے گناہوں کا اعتراف کیا پس میرے تمام گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔ مجھ کو

باب ۱۰

اذکارِ نماز

اذکار نماز وہ دعائیہ اور تعریفی کلمات ہیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔ انھیں پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اور احادیث کے مطابق وہ اذکار حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دعائے استفتاح

ثناء کو دعائے استفتاح کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ تکبیر تحریمہ کے بعد آغاز نماز میں پڑھی جاتی ہے اس لیے اسے دعاء الافتتاح بھی کہتے ہیں۔ آغازِ نماز میں اس کا پڑھنا سنت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا کرتے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ	اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف
تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَ	تیری کے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیرا
لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ؛	رتبہ بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ثناء، فرض، سنت اور نوافل گویا ہر نماز کے شروع میں پڑھنا سنت ہے ہاں اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہو اور امام نے قرأت شروع کر دی ہو تو مقتدی کو ثنا نہیں پڑھنی چاہیے خواہ قرأت جہری ہو یا سری ہو۔ یعنی امام جب اپنی قرأت شروع کر دے تو مقتدی کے لیے ثناء پڑھنا مسنون نہیں۔ اگر جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام رکوع یا سجود میں تھا تو اگر یہ توقع ہو کہ

۳۔ تسمیہ پڑھنا

بسم اللہ شریف کو تسمیہ کہا جاتا ہے ہر رکعت کے شروع میں امام اور مقتدی کو بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔ خواہ نماز سری ہو یا جہری مقتدی تو قدرتی طور پر بسم اللہ نہ کہے گا کیونکہ حالت اقتداء میں اسے قرآن پڑھنا جائز نہیں۔

تسمیہ ثناء اور تعوذ کے بعد پڑھنی چاہیئے اگر تعوذ یاد نہ رہا اور پہلے بسم اللہ پڑھ لی تو ضروری ہے کہ تعوذ پڑھے اور اس کے بعد بسم اللہ پڑھے۔ اس کے برعکس اگر بسم اللہ یاد نہ رہا اور سورت فاتحہ شروع کر دی تو پھر بسم اللہ نہ کہے بلکہ اسے جاری رکھے اور سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد جب سورت ملائے تو اس وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھے کیونکہ بسم اللہ سورت کا جزو نہیں بلکہ قرآن کا جزو ہے اس لیے نماز میں سورت ملاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیئے تسمیہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمان رحیم ہے

۴۔ سورۃ فاتحہ

تسمیہ کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سورۃ فاتحہ کے نزول کے ساتھ مخصوص کر کے خصوصی احسان فرمایا ہے کیونکہ اس میں ثناء کو دعا پر مقدم رکھا گیا ہے تاکہ ثناء کے بعد جو دعا کی جائے وہ جلد قبول ہو جائے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے ذریعہ اپنے بندوں کو دعا مانگنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ اور سورہ فاتحہ کو سبع مثانی (سات دہرائی ہوئی آیات) بھی

يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَآ اِلَّآ اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

اچھی عادتوں کی راہ دکھا کہ اچھی عادتوں کی راہ تیرے سوا کوئی نہیں دکھاتا اور مجھ سے بُری عادتیں دُور کر تیرے سوا میری بُری عادتوں کو کوئی دور نہیں کر سکتا میں تیری خدمت اور بجا آوریِ حکم کے لیے حاضر ہوں۔ تمام بھلائیاں تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہیں تیری طرف برائی کی نسبت نہیں کی جاتی۔ میں تیری بخشی ہوئی قوت کے ساتھ قائم اور موجود ہوں اور میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں تو بابرکت اور بلند ہے۔ (یعنی کوئی عقل تیری کنہ ذات وصفات کو نہیں پہنچ سکتی) تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں

۲۔ تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا

تعوذ پڑھنا سنت ہے لہذا پہلی رکعت کے بعد تکبیر تحریمہ اور ثناء کے بعد تعوذ پڑھنا چاہیئے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

تعوذ پہلی رکعت کے علاوہ کسی اور رکعت میں نہ پڑھنا چاہیئے۔ خواہ کوئی امام ہو یا منفرد نماز پڑھ رہا ہو۔ البتہ اگر کوئی مقتدی مسبوق ہو یعنی امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو تو اب اُسے اعوذ باللہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

۵۔ سُورۂ اِخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اُس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اُس کے برابر کا نہیں ہے۔

۶۔ رکوع کی تسبیح!

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ۔

پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

۷۔ سجدہ کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ۔

پاک ہے میرا رب اونچی شان والا۔

۸۔ قعدہ میں تشہد پڑھنا

نماز میں دوسری رکعت کے اخیر میں بیٹھنے کا نام قعدہ ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنا داہنا پاؤں کھڑا کر کے اس کی اُنگلیاں بقدر استطاعت قبلہ رُخ کرے اور بایاں پاؤں بچھا کے اس کے اوپر بیٹھے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر اس طرح رکھے کہ اُنگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور ہاتھوں کی اُنگلیوں کو نہ تو کشادہ رکھے اور نہ بالکل ملائے، بلکہ تھوڑی سی کھلی رکھے اور عورت اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور زمین یعنی مصلے پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا کر رکھے۔

کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ٥	اور ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ٥ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ٥ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ٥ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اٰمِیْن	سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔ اُن لوگوں کے راستہ پر جن پہ تُو نے انعام فرمایا۔ اُن لوگوں کے راستہ پر نہیں جن پہ تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر۔ (قبول ہو)

پھر کوئی سورت پڑھے

بعض محققین فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں، جس مرتبہ بھی وہ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس میں دوسرا ہی فہم و مدعا تھا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس مرتبہ بھی اس کی تلاوت فرماتے ایک نیا مفہوم منکشف ہوتا تھا اور یہی حال آپ کی امت کے ان نمازیوں کا ہے کہ اس سورۃ سے ان پر عجیب عجیب اسرار منکشف ہوتے ہیں ہر بار ان کے معانی کے دریا سے نئی موتی ان کے ہاتھ آتے ہیں۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس سورۃ کا نام مثانی اس واسطے رکھا گیا کہ دوسرے رسولوں کو عطا نہیں کی گئی اور یہ سات آیات ہیں۔

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

پہلا قعدہ واجب ہے اس لیے اس کے ترک ہو جانے سے سجدہ سہو لازم آئے گا اور آخری قعدہ چونکہ فرض ہے اس کے رہ جانے سے نماز ہی نہ ہوگی اگر پہلے قعدہ کے چھوٹ جانے پر سجدہ سہو نہ کیا جائے گا تو نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

۹۔ رفع سبابہ یعنی تشہد میں اُنگلی اُٹھانا

تشہد میں اُنگلی اٹھانا سنت ہے جب تشہد میں لا الٰہ پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ والی اُنگلی اور انگوٹھے کا سرا ملا کر حلقہ بنا لیجئے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلیوں کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور لا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اُٹھائیے اور اِلَّا کے لفظ پر گرا دیجئے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ انگلی اٹھانے کا مطلب خدائے واحد کا اقرار ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ یَدْعُوْا وَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِهِ الْیُمْنٰی وَیَدَهُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِهِ الْیُسْرٰی وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهٗ عَلٰی اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰی وَیُلْقِمُ کَفَّهُ الْیُسْرٰی رُکْبَتَهٗ۔

حضرت عبد اللہ زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت بیٹھتے اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور اشارہ کرتے شہادت انگلی کے ساتھ اور اپنا انگوٹھا رکھتے بیچ کی انگلی پر اور پکڑتے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنا گھٹنا۔

(صحیح مسلم)

قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھنا ضروری ہے جس کی وجہ دلیل یہ حدیث پاک ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ ۔	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم نماز پڑھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہتے ہم سلام ہے اللہ پر اسکے بندوں پر سلام بھیجنے سے پہلے اور جبرئیل پر سلام ہے اور میکائیل پر فلانے پر سلام ہے پس جبکہ پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوئے فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو اس لیے اللہ خود سلام ہے پس جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے پس چاہیے کہ کہے بندگی منہ سے کہنے کی واسطے اللہ کے ہے اور بندگی بدن کی اور مال کی بندگی بھی اللہ ہی کے لیے ہے تم پر سلامتی ہے اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اوپر بندوں نیک اللہ کے۔ پس تحقیق جب نمازی یہ دعا کہتا ہے تو اس کی برکت ہر نیک بندے کو پہنچتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود قابل بندگی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر چاہیے کہ جو دعا اس کو خوش لگے پڑھے۔ پس دعا مانگے اللہ سے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں جس طرح نماز میں تشہد پڑھی جاتی ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ

نبی پر درود بھیجو۔

وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا اے خدا کے رسول کس طرح درود بھیجیں آپ پر پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو یا الٰہی رحمت بھیج محمد پر اور ان کی بیبیوں پر اور ان کی اولاد پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد پر اور ان کی بیبیوں پر اور ان کی اولاد پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

(بخاری ، مسلم)

درود کا جواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص درود بھیجتا ہے تو آپ اس درود کا جواب سلام کی صورت میں درود پڑھنے والے کو دیتے ہیں۔ اہلِ روحانیت ایسے سلام کی حقیقت کو جانتے ہیں اس کے آپ کی حدیث یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی کہ سلام بھیجے مجھ پر مگر کہ بھیجتا ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ میری روح یہاں تک کہ جواب دیتا ہوں اس پر سلام کا۔

(ابوداؤد شریف)

قبر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درود سنتے ہیں

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دور یا نزدیک سے درود پڑھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے سنتے ہیں اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے۔

۱۰۔ درود شریف

نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہ ہو گی۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ یعنی درود بھیجتے ہیں۔ لہٰذا اے ایمان والو تم بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔

۱۔ نماز میں پڑھا جانے والا درود

نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے حضرت کعب کا کہنا ہے کہ یہ درود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کو پڑھنے کے لیے بتایا۔ کیونکہ یہ درود دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے باطنی طور پر عنایت ہوا اور وہ درود یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اے اللہ رحمت بھیج محمدؐ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جیسے کہ تو نے رحمت بھیجی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بتحقیق تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر جیسے کہ تو نے برکت بھیجی ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر بتحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ (صحیح مسلم)

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ یا رسول اللہ ہم پر کس طرح درود بھیجیں تو آپؐ نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل الفاظ میں اللہ کے

کثرت سے درود شریف پڑھے اس کے بے شمار فضائل ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دس بار رحمت کا نزول

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا۔ (مسلم شریف)

رحمت الٰہی وہ نورانی تجلی ہے کہ جس سے سکون قلب اور راحت حاصل ہوتی ہے اور اس رحمت کے باعث بندوں کے معمولات میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ درود شریف حصولِ رحمت کا ذریعہ ہے لہٰذا جو شخص ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پہ دس مرتبہ اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

۲۔ درود پڑھنے والوں پر فرشتوں کا رحمت بھیجنا

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجا اللہ اور اس کے فرشتے ستر دفعہ رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (احمد)

اس حدیث پاک میں بھی مندرجہ بالا حدیث والی بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص ایک بار بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ اس پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میری قبر پر درود بھیجے میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے درود بھیجے پہنچایا جاتا ہوں اس کو روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

درود پڑھنے والے کے لئے نبی پاکؐ کی شفاعت جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر باقاعدہ درود بھیجتا ہے روز قیامت کو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی۔

وَعَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَقَالَ اللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔

حضرت رویفعؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محمدؐ پر درود بھیجے اور کہے یا اللہ آمار اس کو بیچ جگہ کے کہ مقرب ہے تیرے نزدیک قیامت کے دن واجب ہوتی ہے اس کے لیے شفاعت میری۔ (احمد)

۱۱۔ فضائلِ درود شریف

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا محبت کی دلیل ہے لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپؐ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا ذکر بہت پسند ہے اور اللہ ایسے لوگوں کو بھی بہت پسند کرتا ہے جو اس کے محبوب کا ذکر کرتے ہیں۔ درود شریف دراصل ذکر محبوب ہے۔ اس لیے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس سے پیار کرے تو اسے چاہیئے کہ اس کے محبوب سے پیار کرے اور

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ ۞

گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو بس تحقیق تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں بھی ہو۔ (نسائی شریف)

درود پاک جہاں بھی پڑھا جاتا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور اس حدیث پاک میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی گھروں میں عبادت کرو اور درود شریف پڑھو تاکہ اللہ راضی ہو۔

۱۲۔ نماز میں درود ابراہیمی کے بعد دعا

نماز کے آخری قعدہ میں درود کے بعد عربی زبان میں دعا پڑھنی چاہیے۔ یہ دعا وہ ہونی چاہیے جو مسنون ہیں۔ ان مسنون دعاؤں میں سے چند دعائیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ دعائے مغفرت

نماز میں عام طور پر جو دعائے مغفرت پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۞

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا دے۔ اے میرے رب! میری دعا قبول فرما۔ اے رب! قیامت کے دن میری اور میرے والدین کی اور اہل ایمان کی مغفرت فرما۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق کا بیان ہے کہ میں نے التماس کی یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے۔ جو نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا کہو۔

۳۔ حصولِ قربت کا ذریعہ

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً ٭

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے قیامت کے دن میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پہ زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھے گا۔ (ترمذی شریف)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق بڑی خوش بختی کی بات ہے اور یہ قربت درود شریف کے کثرت سے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا ہمیں عام اوقات میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہیئے۔

۴۔ بخل کی ایک صورت

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ ٭

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت بخیل ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر مجھ پہ درود نہ بھیجا۔ (ترمذی)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر درود شریف نہ پڑھنا ایک قسم کا بخل ہے۔

۵۔ درود پاک جہاں بھی پڑھا جائے رسولِ اکرمؐ کو پہنچتا ہے

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اپنے

الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ زندگانی اور مرنے کے فتنہ سے۔ (مسلم)

۵- دین و دنیا میں بھلائی حاصل کرنے کی دُعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے رب ہمارے، دے ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔



اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط رواہ البخاری

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ	یا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے عذاب قبر
الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ	سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ کانے دجال کے
الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ	فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی کے فتنہ سے
فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَفِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ	اور موت کے فتنہ سے یا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں
اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ	تیرے ساتھ گناہ سے اور قرض سے پس کہا واسطے
الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَہٗ قَائِلٌ مَا اَکْثَرَ مَا	اس کے ایک کہنے والے نے بہت تعجب ہے پناہ
تَسْتَعِیْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ ؕ	مانگنا تمہارا قرض سے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ وہ دعا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو سکھائی

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ	حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَلِّمُھُمْ ھٰذَا الدُّعَآءَ	علیہ وسلم سکھاتے تھے صحابہ اور اہل بیت کو یہ دُعا
کَمَا یُعَلِّمُھُمُ السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْاٰنِ	جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے فرماتے کہو یا الٰہی میں
یَقُوْلُ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ	پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ دوزخ کے عذاب سے
مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ	اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ قبر کے عذاب سے
عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ	اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں کانے دجال کے فتنہ سے

پڑھا کرتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی معبود نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے تو عطا کرے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضا کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا ۱۲ (مسلم)

۴۔ پناہ کی دُعا

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔

یا الٰہی تحقیق پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ تیرے نامردی سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے بخیلی سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے ناکارہ عمر سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے دنیا کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

۵۔ شرک سے بچنے کی دُعا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز کے ساتھ یہ دُعا پڑھتے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ

نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کے لیے ہے بادشاہت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں

باب ۱۱

نماز کے بعد کی دعائیں

نماز کے بعد دعا مانگنا ضروری ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔

۱۔ نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ ؕ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا میں پہچانتا تمام ہونا نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کا ساتھ کہنے اللہ اکبر کے۔ (بخاری)

۲۔ استغفار اور سلامتی کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ سلامتی کی دعا پڑھتے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ؕ

میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اے اللہ تو سراسر سلامتی ہے اور سلامتی تجھی سے ہے تو خیر و برکت والا ہے اے جلال اور اکرام والے۔

۳۔ اقرار توحید کی دعا

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد حسب ذیل دعا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔

۷۔ ہر نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سالارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ یہ ننانوے ہوئے پھر یہ کلمہ پڑھ کر سو پورے کرے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اس کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ مثل جھاگ دریا کے ہوں۔ (رواہ مسلم)

۸۔ گناہوں سے بخشش کی دعا

آپ نے نماز کے بعد یہ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ۔

الٰہی! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور وہ جو میں نے (اپنے نفس پر) زیادتی کی (گناہوں کے ارتکاب سے یا لوگوں کے حقوق دبانے سے) اور وہ گناہ جن کو تو میری نسبت زیادہ جاننے والا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے (یعنی مومنوں کا رتبہ) اور تو ہی (کافروں کو رتبہ میں) پیچھے ڈالنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

۹۔ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھا جانیوالا وظیفہ

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور صبح کے بعد

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ؕ

بازگشت گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر ساتھ اللہ کے ۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور نہیں عبادت کرتے ہم کسی کی مگر اسی کی اور اسی کے لیے ہے نعمت اور اسی کے لیے ہے بزرگی اور اسی کے لیے ہے تعریف نیک نہیں کوئی معبود مگر اللہ خالص کرنے والے ہیں ہم واسطے اس کے بندگی کو اگرچہ مکروہ رکھیں کافر۔

(بخاری)

۶۔ فقرائے مہاجرین کو بتائی جانے والی دعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فقرائے مہاجرین رضی اللہ عنہم بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ! اغنیاء بلند درجے لے گئے اور نعیم مقیم کے مستحق ہوئے لیکن ہمارا کیا انجام ہوگا؟ آپ نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے التماس کی اے اللہ کے رسول! اغنیاء بھی ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ مزید براں وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ غلام آزاد کرتے ہیں۔ ہم افلاس ناداری کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے اور ثواب سے محروم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو کوئی ایسی چیز بتا دوں جس کے باعث تم لوگ ان کے مدارج سے پالو۔ مالدار لوگوں میں سے کوئی شخص تم سے بہتر و برتر نہ ہے گا بجز اس شخص کے جو تمھارے جیسا عمل کرے۔ انھوں نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳۔۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ چند روز کے بعد فقرائے مہاجرین دوبارہ آستانِ نبوت میں حاضر ہوئے اور التماس کی یا رسول اللہ ہمارے غنی بھائیوں نے بھی وہ وظیفہ سن کر پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ ہم سے پھر گویا سبقت لے گئے ہیں آپ نے فرمایا

النَّسَائِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔ کبیر میں۔

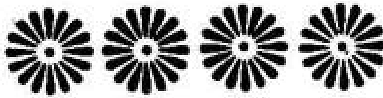
۱۲۔ نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا حکم

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا بہت اچھا ہے

کیونکہ آیت الکرسی پڑھنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے اس کی افادیت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْوَادِ ھٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ مَنْ قَرَاَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَاَھَا حِیْنَ یَاْخُذُ مَضْجَعَہٗ اٰمَنَہُ اللّٰہُ عَلٰی دَارِہٖ وَدَارِ جَارِہٖ وَاَھْلِ دُوَیْرَاتٍ حَوْلَہٗ۔ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ٭

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر لکڑیوں اس ممبر کے فرماتے تھے جو پڑھے آیۃ الکرسی پیچھے ہر نماز کے نہیں منع کرتی اس کو داخل ہونے بہشت کے سے مگر موت اور جو پڑھے اس کو اس وقت کہ جاوے خوابگاہ اپنی میں امن دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے گھر پر اور اس کے ہمسایہ کے گھر کو اور کتنے گھر گرد اس کے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔



بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے دس بار یہ دعا پڑھ لے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دعا اس کے لیے ہر برائی و شیطان رجیم سے حفظ ہے اور کسی گناہ کو حلال نہیں کہ اسے پہنچے سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے مگر وہ جو اس سے افضل کہے تو یہ بڑھ جائے گا دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

۱۰۔ ہر نماز کے بعد یہ دُعا پڑھنی چاہیئے

امام احمد ابوداؤد و نسائی روایت کرتے ہیں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا اے معاذ میں تجھے محبوب رکھتا ہوں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں بھی حضور کو محبوب رکھتا ہوں فرمایا تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا چھوڑنا نہیں رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ؛

۱۱۔ ہر نماز کے بعد معوّذات پڑھنا

ہر نماز کے بعد چاروں قل پڑھنا بہت بہتر ہے اس کے متعلق حضرت عقبہ بن عامر کی بیان کردہ روایت یہ ہے۔

وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَ

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھوں میں معوذات پیچھے ہر نماز کے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور بیہقی نے دعوات

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھا کرو تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی، سن لو میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں، اور میم کی دس نیکیاں، یہ تیس نیکیاں ہوئیں۔ حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کو سات حرفوں (قرأتوں) پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شفا عطا کرنے والا ہے۔ تلاوت قرآن پاک کے وقت مندرجہ ذیل آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

۱۔ باوضو پڑھنا

قرآن پاک کی تلاوت باوضو ہو کر کی جائے لباس بھی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہونا چاہیئے تلاوت کرتے وقت قبلہ رُخ ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔ تلاوت شروع کرتے وقت اعوذ پڑھنا واجب ہے اور سورۃ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی بات چیت کرنی پڑے تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ پھر پڑھ لینی چاہیئے۔

۲۔ قرآن پاک کو خوش کن آواز سے تلاوت کرنا

تلاوت اچھی آواز سے کرنی چاہیئے کیونکہ اچھا انداز اور خوش کن آواز اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور سننے والوں پر اثر انداز ہوتی ہے قرآن پاک کو خوش آواز سے پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَعَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ	انہیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

۳۔ تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل چاہے

تلاوت توجہ سے

باب ۱۲

آدابِ تلاوت

قرآن پاک کی تلاوت کرنا بڑا ہی افضل ہے نماز میں جس طرح قرآن پاک کی قرأت کرنی چاہیئے اس کے مسائل پہلے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن نماز کے باہر تلاوتِ قرآن پاک کے آداب اور مسائل کا جاننا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم پڑھتے رہا کرو۔ کیونکہ نہ پڑھنے سے قرآن مجید بھول جاتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ (متفق علیہ وزاد مسلم بِعُقُلِهَا)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بُری چیز ہے واسطے ایک ان کے یہ کہ کہے میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ کہے بھلایا گیا۔ قرآن کو یاد کرتے رہا کرو۔ کیونکہ وہ لوگوں کے سینہ سے جلدی جانے والا ہے اونٹوں کی بہ نسبت۔ روایت کیا بخاری اور مسلم نے زیادہ کیا مسلم نے اپنی رسی کے ساتھ بندھے ہوں۔

مراد یہ ہے کہ اگر اونٹوں کو نہ باندھا جائے تو وہ اِدھر اُدھر چلے جائیں گے ایسے ہی اگر قرآن مجید کو پڑھا نہ جائے تو وہ بھول جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تلاوت کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ

پڑھنا چاہیئے اگر بہت جلد پڑھیں گے تو صحیح طرح سے اَعراب ادا نہیں کر سکیں گے۔ اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین رات سے کم میں قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہیئے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْهُ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ۔ رواه الترمذي وابوداؤد والدارمي ؛

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا وہ اس کو سمجھا نہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے، ابوداؤد اور دارمی نے۔

۶۔ گا کر قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت

گا کر قرآن پڑھنا درست نہیں البتہ اچھی آواز اور قرأت کے ساتھ قرآن پاک مزین کرنا بہتر ہے۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ۔ رواه احمد وابوداؤد وابن ماجة والدارمي

براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کو مزین کرو۔ (روایت کیا اس کو احمد ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے)

؎

قرآن پاک کی تعظیم و تقدیس کے پیش نظر اس کو گویّوں کی طرح گا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ گا کر پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے تجاوز کر جاتا ہے یعنی مد اور ہمزہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جن حروف کو لمبا کر کے پڑھنا ہوتا ہے گانے کے طرز میں وہ مختصر ہو جاتے ہیں اور جنھیں مختصر کرنا ہوتا ہے وہ طویل ہو جاتے ہیں۔ اکثر حروف مدغم ہو جاتے ہیں۔

کرنی چاہیئے اور اس وقت کرنی چاہیئے جبکہ انسان کی طبیعت برداشت کرے اگر مجبوری یا طبیعت کے نہ چاہنے کی صورت میں تلاوت کی جائے تو توجہ اور خلوص میں کمی پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا فرمایا گیا ہے کہ تلاوت اس وقت کی جائے جب تک طبیعت مائل بہ تلاوت رہے۔

وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْہُ۔ (متفق علیہ)	حضرت جندبؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل چاہیں۔ جس وقت آپس میں مختلف ہوں تو اس سے کھڑے ہو جاؤ۔ (متفق علیہ)

۴۔ قرآن پاک پڑھ کر بھلانے کی سزا

جو شخص قرآن پڑھ کر اس کی تلاوت نہ کرے تو لامحالہ وہ کچھ عرصہ کے بعد بھول جائے گا۔ تو اس طرح بھلانا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کو پڑھ کر بھلا دے اسے قیامت کے روز کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرنا پڑے گی۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِیٍٔ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ یَنْسَاہُ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَجْذَمَ (رواہ ابوداؤد والدارمی)	سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو قرآن کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھول جائے مگر وہ قیامت کے دن کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرے گا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور دارمی نے)

۵۔ تین رات سے کم میں قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت

قرآن پاک کو مناسب وقت پر

پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ۔

جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علمِ دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ قرآن مجید سننا تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

۸۔ قرآن مجید کو صحیح قرأت سے پڑھنا

قرآن کو صحیح قرأت سے پڑھنا چاہیے۔ قرأت کے بارے میں بخاری میں درج شدہ روایت یہ ہے۔

وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ ؕ	حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ انس پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیونکر تھی۔ کہا لمبی قرأت تھی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ بسم اللہ کے ساتھ آواز لمبی فرماتے اور رحمٰن اور رحیم کے ساتھ آواز لمبی فرماتے۔

۹۔ ختم قرآن کب بہتر ہے

گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اوّل شب کو کہ حدیث میں ہے جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس میں ابتدائے شب میں ختم کیا صبح تک استغفار کرتے ہیں اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفارِ ملائکہ زیادہ ہوگی۔

کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک پڑھنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ س سے خوف خدا پیدا ہو، نصیحت کی باتیں سُن کر سامع کو نافرمانی سے ڈر لگے قرآنی دلائل و براہین، قصص اور امثال سُن کر عبرت حاصل ہو۔ اللہ تعالے کے ان وعدوں کا جو قرآن میں کیے گئے ہیں امیدوار بنے یہ تمام فوائد گا کر پڑھنے میں ختم ہو جاتے ہیں۔

ے۔ بلند یا پست آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت

تلاوت خواہ اونچی آواز سے کرو یا پست آواز سے کرو اس کے متعلق نبی پاک کا ارشاد فرمایا ہے کہ

وعن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة (رواه الترمذي و ابوداؤد والنسائي وقال الترمذي هذا حديث حسن غريب ‫:‬

عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو بلند آواز سے پڑھنے والا ظاہر صدقہ کرنے کی مانند ہے۔ قرآن کو آہستہ پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے اور ابو داؤد اور نسائی نے) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ ع بغرض سننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں ع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز ے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ے لوگ نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے

باب ۱۳

سجدۂ سہو

سہو کا مطلب بھول کر کسی بات کا رہ جانا چنانچہ نماز میں اگر بھول کر نسیان سے یا شک سے کچھ کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس کمی بیشی کی تلافی کے لیے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کرنے کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے یہ سجدہ واجب ہے اس کا جواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَآءَهُ الشَّیْطَانُ فَلَبَسَ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق ایک تمہارا جس وقت کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کے پاس شیطان آیا شبہ ڈالتا ہے اس پر یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی جس وقت کہ پاوے ایک تمہارا چاہیے کہ دو سجدے کرے اس حالت میں کہ وہ بیٹھا ہو۔

(صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو شیطان وسوسے کے ذریعے بھلا دیتا ہے جس سے نماز میں کمی یا بیشی کا گمان پیدا ہو جاتا ہے اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اس حال میں سجدہ سہو کر کے نماز درست ہو جاتی ہے۔

ا۔ سجدہ سہو کا طریقہ سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدے میں التحیات پڑھ لینے کے بعد دائیں طرف سلام پھیرے

اور جاڑوں میں راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہو گی۔

۱۰۔ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ غسل خانہ اور مواضع نجاست میں قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔

۱۱۔ غلط پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے

جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب کہ بتا دے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی کا مصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے بتا دینا واجب ہے۔

۱۲۔ بوسیدہ قرآن کو جلانا منع ہے

قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہ گیا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں۔ اور اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہیئے۔ (عالمگیری)

۱۳۔ قرآن پاک کا ادب کرنا چاہیئے

قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جائے۔ نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں۔ نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھیں۔ نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث و فقہ کی کتاب ہو۔ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ (غنیہ)

عصر میں بلند آواز سے قرأت کر لی اور مغرب، عشا یا فجر میں آہستہ قرأت کر لی۔

۳۔ مقررہ تعداد سے کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے کا طریقہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک مرتبہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ نماز پڑھی کہ اس کی رکعات میں کمی ہو گئی تو اس پر جتنی نماز کم ہوئی تھی اسے دوبارہ پڑھا گیا اور سجدہ سہو کیا گیا تو اس طرح نماز درست ہو گئی اس کے متعلق حضرت ابوہریرہؓ کی بیان کردہ روایت حسب ذیل ہے۔

وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْهُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَاَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتْ سَرَعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْبَكْرٍ

حضرت ابن سیرینؒ سے روایت ہے وہ ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی ایک دو نمازوں میں سے کہ بعد زوال کے ہیں کہا ابن سیرینؒ نے کہ تحقیق نام لیا اس نماز کا ابوہریرہؓ نے لیکن میں بھول گیا ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سلام پھیرا پھر لکڑی کی طرف کھڑے کہ عرض میں تھی مسجد میں اس پر تکیہ لگایا گویا کہ غصے تھے اور رکھا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اور انگلیاں انگلیوں میں ڈالیں اور رکھا خسار اپنا اوپر بائیں ہاتھ کی پشت کے اور نکلے جلد باز لوگ مسجد کے دروازہ سے اور کہا انھوں نے کہ کم ہو گئی ہے نماز اور صحابہ میں بھی مسجد میں جو باقی رہے ابوبکر اور عمر بھی تھے ڈرے دونوں حضرت سے

اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے سجدے میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھے، اطمینان سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے سجدے میں تسبیح پڑھے اس کے بعد یعنی دو سجدے مکمل کر لینے کے بعد اٹھے اور قعدے میں بیٹھ جائے اور حسب دستور پھر التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے اور اس طرح نماز مکمل کرے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهٰى فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ ٭ (ترمذی)	عمران بن حصین سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی لوگوں کو پھر بھول گئے پھر دو سجدے کیے پھر التحیات پڑھی پھر سلام پھیرا۔

۲۔ سجدہ سہو جن صورتوں میں ضروری ہے

(۱) نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

۲۔ کسی واجب کے ادا کرنے میں کچھ تاخیر ہو جانا چاہے یہ تاخیر بھول کر ہو جائے یا کچھ سوچنے کی وجہ سے ہو جائے مثلاً کوئی شخص سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموش کھڑا رہے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد سورت پڑھے۔

۳۔ کسی فرض کے ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے یا کسی فرض کو مقدم کر دیا جائے مثلاً قرأت کرنے کے بعد رکوع کرنے میں دیر کر لینا، یا رکوع میں جانے سے پہلے سجدہ میں جانے کی کوشش کر لینا۔

۴۔ نماز میں کسی چیز کو ضرورت سے زائد کر لینا مثلاً دو رکوع کر لینا۔

۵۔ کسی واجب کی کیفیت بدل دی جائے مثلاً سری نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کر لی جائے یا جہری نمازوں میں آہستہ قرأت کر لی جائے مثلاً ظہر

ادا کرنے سے نماز درست ہو جاتی ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے طرز عمل کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُحَیْنَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمُ الظُّھْرَ فَقَامَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ لَمْ یَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ حَتّٰی اِذَا قَضَی الصَّلٰوۃَ وَ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِیْمَہٗ کَبَّرَ وَھُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ ؛

حضرت عبداللہ بن بحینہ سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی صحابہ کو ظہر کی کھڑے ہوئے پہلی دو رکعت میں نہیں بیٹھے۔ کھڑے ہوئے حضرت کے ساتھ لوگ یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور منتظر ہوئے لوگ پھرنے کے تکبیر کہی حضرت نے اس حالت میں کہ آپ بیٹھے تھے پس دو سجدے کیے سلام پھیرنے سے پہلے پھر سلام پھیرا۔ (صحیح بخاری)

۵۔ شک کی صورت میں سجدہ کرنے کا حکم

نماز پڑھتے ہوئے اگر شک پیدا ہو جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا کہ چار تو اس صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو سجدوں کے ذریعے سے اس کا ازالہ کرنا چاہیئے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے وہ ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت شک کرے ایک تمہارا اپنی نماز میں نہ جانے کتنی نماز پڑھی ہے تین رکعت یا چار رکعت پس چاہیئے کہ دور کرے شک اور بنا کرے اس چیز پر کہ یقین رکھتا ہے پھر کرے دو سجدے سلام

وَعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَاتَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ اُخْرٰى لَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

کلام کرنے سے اور صحابہ میں ایک شخص لمبے ہاتھوں والا تھا اس کو ذوالیدین کہا جاتا تھا کہا اس نے اے اللہ کے رسول کیا بھول گئے آپ یا کم ہو گئی نماز ہیں فرمایا حضرت نے نہیں بھولا میں اور نہ کم ہوئی نماز پھر فرمایا کیا تم بھی کہتے ہو جیسے ذوالیدین کہتا ہے صحابہ نے کہا ہاں۔ آپ آگے بڑھے پھر نماز پڑھی جو کہ چھوڑ دی تھی پھر اس پر سلام پھیرا تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے معمول کے مطابق یا اس سے لمبا پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے معمول کے مطابق یا اس سے لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پس اکثر سوال کیا لوگوں نے ابن سیرین سے پھر سلام پھیرا پس کہتے تھے کہ خبر دیا گیا میں کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر سلام پھیرا متفق علیہ اور اس کے لفظ بخاری کے لیے ہیں۔ ان دونوں کے لیے ایک اور روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے لم انس ولم تقصر کے سب یہ نہ تھا۔ کہا ذوالیدین نے تھا کچھ اس میں سے اے اللہ کے رسول۔

۴۔ قعدہ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو

چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں اگر کوئی درمیانی قعدہ میں بیٹھنا بھول جائے تو اس صورت میں آخری قعدہ میں سجدہ سہو

كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَإِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو جس وقت میں بھول جاؤں یاد کرا دو مجھ کو اور جس وقت کہ شک کرے ایک تمہارا اپنی نماز میں چاہیئے کہ تعمد کرے صواب کا چاہیئے کہ پورا کرے اس پر سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

۷۔ مسائل سجدہ سہو

سجدہ سہو کے بارے میں فقہی مسائل مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ بھول کر سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھنا

اگر فرض نماز میں الحمد کو بھول کر دوبارہ پڑھ دے تو پہلے دوگانہ میں پڑھی ہے تو سجدہ سہو کرے اور دوسرے دوگانہ میں پڑھی ہے تو سجدہ سہو نہ کرے۔ (عالمگیری)

۲۔ سورہ فاتحہ پڑھتے وقت سہو ہونا

اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور واجب، سنّت اور نفل نماز کی کسی رکعت میں فاتحہ پڑھتے ہوئے سہو ہو جائے اور لوٹا کر پڑھے تو فاتحہ کا اکثر حصہ (کم از کم چار آیتیں) لوٹانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا، کم سے نہیں (شامی، دُرِمختار)

۳۔ واجب بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں اور واجب، سنّت اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لیے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔

۴۔ الحمد کے بعد التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو

اگر (پہلی رکعت) (میں) الحمد سے پہلے التحیات پڑھ دی

سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى تَمَامًا لِاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا وَفِيْ رِوَايَتِهٖ شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ ۞

پھیرنے سے پہلے اگر نماز پڑھی اس نے پانچ رکعت جفت کردیں گے یہ سجدے واسطے اس کے نماز اس کی اور اگر نماز پڑھی اس نے پوری چار ہوں گے یہ سجدے ذلت شیطان کے لیے. روایت کیا اسکو مسلم نے اور روایت کی مالک نے عطاء سے بطریق ارسال کے اور مالک کی ایک روایت میں ہے کہ جفت کردے گا نمازی ان پانچ رکعت کو ان دو سجدوں کیساتھ

۶ مقرّرہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو کرنیکا حکم

مقرّرہ تعداد سے اگر زیادہ رکعت پڑھی جائیں تو اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیئے یعنی چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی شخص پانچ رکعت پڑھ جائے یا دو رکعت والی نماز میں اگر کوئی بھول کر تین رکعت پڑھ جائے تو ایسی صورتِ حال میں سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی کیونکہ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا واقعہ خود یوں بیان فرمایا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی پانچ رکعت آپ کے لیے کہا گیا کیا نماز میں زیادتی کی گئی ہے فرمایا کیا سبب، صحابہ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے پس سجدے کیے حضرت نے سلام کے بعد دو سجدے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل آدمی ہوں.

اٹک جائے اور یاد نہ آتا ہو تو فوراً رکوع کر دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (شامی)

۹۔ نماز میں ایک سجدہ بھول جانا اگر نماز میں ایک سجدہ بھول جائے تو جب یاد آوے اسی وقت ادا کر لے۔ پھر جس رکن سے اس سجدہ میں آیا ہے اسی کی طرف چلا جاوے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ (ردّالمحتار)

۱۰۔ پہلے قعدہ میں التحیات لوٹا کر پڑھنا اگر کوئی (فرض، واجب یا سنّت مؤکدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کو بھولے سے لوٹا کر پڑھے تو آدھی یا آدھی سے کم التحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر آدھی سے زیادہ پڑھ دے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (خلاصۃ الفتاوٰی)

۱۱۔ قرأت میں زائد الفاظ کا ملانا درست نہیں اگر قرأت نماز میں کسی نے بھول کر (مثلاً) سورۂ بقرہ میں وَرُسُلِهٖ کے بعد وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں کیوں کہ یہ الفاظ خلافِ قرآن ہیں نماز نہ ہوگی۔

۱۲۔ سورت کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں سورۃ کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں ہے کیوں کہ اس کو لمبی قرأت سمجھا جاوے گا اور التحیات اگر پہلے قعدہ میں دوبارہ پڑھی ہے تو سجدہ واجب ہوگا اور اگر آخری قعدہ میں پڑھی ہے تو واجب نہ ہوگا۔

(ترجیح الراجح)

۱۳۔ التحیات کی بجائے الحمد شریف پڑھنے سے سجدہ سہو کا واجب ہونا اگر کوئی

توسجدہ سہو واجب نہیں چاہے پوری التحیات پڑھے یا ادھوری البتہ اگر اسوائے فرض کے دوسرے دوگانہ کے (کسی رکعت میں) الحمد کے بعد کم از کم زمین لفظ) التحیات للہ والصلوٰت پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

۵۔ الحمد سے پہلے کسی سورت کا پڑھنا

اگر بھولے سے نماز میں الحمد کی جگہ سورت پڑھ جائے یا سورۃ کی جگہ الحمد پڑھ دے یا درمیان کا قعدہ بھول جائے یا غیر نفل نماز کے درمیان کے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھ دے یا اخیر کے قعدہ میں کھڑا ہو جائے تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ (ردّ المختار)

۶۔ سورۃ فاتحہ سے کسی آیت کا رہ جانا

سورۃ فاتحہ کی ہر آیت کا پڑھنا واجب ہے اس لیے، فاتحہ سے اگر کوئی آیت یا حصۂ آیت پڑھنا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔ (طحطاوی)

۷۔ پہلے قعدہ میں بھول کر التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا

اگر فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں، التحیات کے بعد بھولے سے درود شریف کم از کم اللّٰھم صلِّ علٰی محمّد یا زیادہ پڑھ دے تو جہاں یاد آئے وہیں سے چھوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ (مراقی وغیرہ) اگر نماز میں کسی جگہ غلط کو درست کر کے صحیح پڑھ دیا تو نماز ہو گئی اور اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا (شرح نیہ) البتہ اس صورت میں اگر پوری فاتحہ پڑھ کر پھر تمام لوٹائے تو سجدہ سہو واجب ہے۔ (کبیری)

۸۔ سورت پڑھتے ہوئے رک جانیکی صورت

اگر الحمد کے بعد بقدرِ ضرورت قرأت کر چکنے پر سورت میں کہیں۔

میں بھولے سے دعاء قنوت لَوٹا کر پڑھنے یا دوبارہ پڑھ دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

۱۷۔ قعدہ میں ایک سے زائد مرتبہ التحیات پڑھنا

دو سے زیادہ رکعت نفل نمازیں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے اس لیے نفلوں (یا غیر مؤکدہ سنتوں) کے درمیانی قعدہ میں اگر کوئی بھولے سے درود شریف پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (ردّ المحتار)

۱۸۔ درمیانی تشہد بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو

اگر چار رکعت (سنتِ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ یا) نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیئے۔ اگر سجدہ کر لیا (اور درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھا) تو خیر تب بھی (چار رکعت ادا کرنے سے) نماز ہو گئی۔ اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔ (شرح تنویر)

۱۹۔ دو رکعت پڑھ کر کھڑا ہونے کی صورت وجوب سجدہ سہو

تین یا چار رکعت والی (فرض یا واجب) نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے، فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے

شخص (نماز کے کسی قعدہ میں التحیات کے بجائے الحمد پڑھ دے تو کم از کم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اور کچھ اور پڑھ دے تو کم از کم تین لفظ) پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

۱۴۔ فرض نماز میں سورت ملانا بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا چاہیئے

فرض نماز کی پہلی دُو رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پہلی دُو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا۔ نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں اور اخیر میں یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

۱۵۔ قرأت میں بلند یا آہستہ آواز میں سجدہ سہو کی ضرورت

اگر آہستہ آواز کی فرض نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اُس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے البتہ اگر اتنی تھوڑی قرأت کی جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو مثلاً دُو تین لفظ بلند آواز سے یا آہستہ نکل گئے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

۱۶۔ اذکار نماز کی بے ترتیبی

نیت باندھنے کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کی جگہ دعا قنوت پڑھنے لگا یا وتر میں دعا قنوت کی جگہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ دیا پھر جب یاد آیا تو دعا قنوت پڑھی یا فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگا یا الحمد کے ساتھ سورت ملا دی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ (عالمگیری) نمازِ وتر

۲۲۔ آخری قعدہ میں بھول کر کھڑے ہو جانا

اگر فجر کی سنت یا فرض اور عصر کی فرض نماز کا قعدہ آخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک رکعت اور پڑھ لی تب یاد آیا تو فوراً بیٹھ کر سجدہ سہو سے نماز درست کر لے (دُرِّ مختار) یا ایک رکعت اور ملا لے لیکن فجر و عصر کے فرض اور فجر کی سنتوں کے بعد (نفل کی ممانعت ہونے کی وجہ سے) اس موقع پر ایک رکعت مزید ملانا بہتر ہے (شامی) اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں پہنچ کر التحیات پڑھی پھر درود یا دعا کے دوران خیال آیا کہ فلاں بات پر سجدہ سہو کرنا تھا جو یاد نہیں رہا تو اب یاد آتے ہی فوراً ایک طرف سلام پھیر کر (اور سلام پھیرتے ہوئے یا دونوں طرف پھیر کر یاد آئے تو بھی اس کے بعد) دو سجدے کرے پھر التحیات، درود اور دعا پڑھ کے سلام پھیر دے (فتویٰ)

۲۳۔ فرض نماز کی چوتھی رکعت میں بیٹھ کر کھڑے ہو جانا

اگر فرض نماز کی آخری (مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آوے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کرلے چار فرض ہو گئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے۔ اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا۔ چار فرض ہوئے اور ایک رکعت بے کار گئی۔ (ردالمحتار) اسی طرح دو یا تین رکعت والی فرض یا واجب اور دو یا چار رکعت والی سنت مؤکدہ نماز کے لیے سمجھ لیں۔

۲۴۔ چار کی بجائے تین رکعت پڑھ جانا

اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور تین پر سلام پھیر دیا اور پھر

بعد پھر لوٹ آئے گا اور تین آیت پڑھے گا اگر اٹھ گیا تو سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔ (ردّالمحتار)

۲۰۔ نماز پڑھتے ہوئے رُک جانا

اگر نماز پڑھتے پڑھتے درمیان میں کسی جگہ رُک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں کم ازکم تین دفعہ سبحان اللہ، کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی تو اخیر میں سجدہ سہو کرے اگر چار رکعت والی نماز میں بھولے سے پہلی یا تیسری رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھ گیا اور تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی یا کم ازکم التحیات للہ والصلوٰت پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم بیٹھا یا پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

۲۱۔ امام کا قعدہ اولیٰ میں بھول جانا

اگر امام یا اکیلا آدمی فرض یا واجب نماز کی آخری مثلاً چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جاوے اور التحیات درود شریف وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا ہو تب بھی بیٹھ جاوے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ کے سجدہ سہو کرلے البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو نماز پھر سے پڑھے، یہ نماز نفل ہوگئی، ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ کرلے سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت نہیں ملائی، پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت بے کار گئی (شرح تنویر) لیکن اگر سنت مؤکدہ کے قعدۂ اخیرہ کو بھول کر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا پھر ایک رکعت اور ملا کے سجدہ سہو کیا تو چار سنتِ مؤکدہ صحیح ہوجائیں گی اور زائد دو رکعتیں نفل ہوجائیں گی۔ (امداد الفتاویٰ)

تھا اور کسی نے تشہد کے بعد جان کر یا بھولے سے ادا نہ کیا یہاں تک کہ درود یا دعا پڑھنے لگا تو اب سجدہ سہو کرے (عالمگیری مراقی)

۲۸۔ ایک سے زائد سہو پر ایک سجدہ سہو

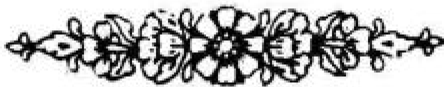
اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو جائیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سہو سب کی طرف سے ہو جائے گا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا (ردّ المحتار)

۲۹۔ سلام پھیرتے وقت سجدہ سہو کا یاد آنا

سجدہ سہو واجب تھا اور کسی نے جان کر یا بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے (ردالمحتار) ایسی صورت میں بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو کرے، اگر سجدہ سہو نہ کرے گا تو نماز کو لوٹانا واجب ہے۔ (امداد الفتاوے)

۳۰۔ سجدہ سہو کے بعد سجدہ سہو والا فعل ہونے سے پہلا سجدہ سہو کافی ہو گا!

سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے، اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔



کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا یا سینہ قبلہ سے پھر گیا تو دو رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک بے کار گئی وہ نماز پھر سے پڑھے۔ (ردّ المحتار)

۲۵۔ چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھکر سلام پھیرنا

اگر تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر بھولے ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے یاد آنے پر فوراً کھڑے ہو کر باقی رکعت پڑھ لے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ (ردّ المحتار) اگر نماز پوری ہو چکنے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کسی نمازی کو گمان ہوا کہ اُس کی فرض کی چار رکعتوں کے بجائے تین رکعتیں ہوئی ہیں اور وہ اس خیال سے باقی رکعت پڑھنے کھڑا ہو گیا پھر اسی رکعت کے دوران یاد آیا کہ نہیں تمام رکعتیں ٹھیک ہو کر نماز پوری ہو چکی ہے تو وہ (رکوع کے بعد یاد آنے اور یہ نماز عصر کی نہ ہونے کی صورت میں) اُس زائد رکعت کو پوری کر کے ایک رکعت اور ملالے۔ اُس کی چار رکعتیں پوری ہو جائیں گی اور دو نفل۔ اس صورت میں اُسے اخیر میں سجدہ سہو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور اگر یاد آنے پر اُسی وقت سلام پھیر کے نماز سے نکل آئے تب بھی فرض نماز درست ہو جائے گی۔ (فتوے)

۲۶۔ دعاءِ قنوت پڑھنا بھول جانا

اگر وتر کی تیسری رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اب لوٹ کر دعاءِ قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کرے (ردّ المحتار) اگر رکوع میں جانے کے بعد پھر لوٹ کر دعاءِ قنوت پڑھے گا تو گنہگار ہو گا اور سجدہ سہو اب بھی واجب ہے۔ (شرح الہدایہ)

۲۷۔ آخری قعدہ میں جب سجدہ یاد آئے تو کرلے

سجدہ سہو واجب ہو گیا

واجب ہے۔

۷۔ سورت فاتحہ کے آخر میں اور سورت سے پہلے آمین کہنا۔

۸۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ کو اچھی طرح اطمینان سے ادا کرنا۔

۹۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھ جانا لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک رکوع اور سجود کی طمانینت اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان سے ٹھہرنا۔ یہ چاروں فرض ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے نماز درست نہیں ہوتی۔

۱۰۔ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ نفلوں میں بھی قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔

۱۱۔ قرأت، رکوع میں سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ ترتیب رکعات کی صورت یہ ہے کہ مثلاً چار رکعتوں میں اگر کسی کو صرف آخری رکعت ملی تو اب وہ کھڑا ہو کر پہلے قرأت والی دوگانہ کو، پھر بلا قرأت والی کو ادا کرے۔

۱۲۔ دونوں قعدوں میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا۔

۱۳۔ امام کو نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور ظہر اور عصر اور دن کے نفلوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۴۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز سے علیحدہ ہونا۔

۱۵۔ نماز وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا۔

۱۶۔ نماز عیدین یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا واجب ہے۔

۱۷۔ ہر جہری نماز یعنی مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر، جمعہ، عیدین،

باب ۱۴

متعلّقاتِ نماز

متعلقات نماز وہ امور ہیں جن کا تعلق داخلی یا خارجی طور پر نماز سے ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ واجباتِ نماز

واجبات نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عمل رہ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً کوئی واجب چھوڑا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ واجب کا ترک کر دینا اچھا نہیں۔ قصداً واجب چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔ واجبات نماز حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔

۲۔ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

۳۔ سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے لیکن فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت پڑھنا واجب نہیں۔ سورت کی بجائے ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیات بھی ملا کر پڑھ سکتے ہیں۔

۴۔ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا واجب ہے۔

۵۔ الحمد کو دوسری سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔

۶۔ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا اور پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا

۲۔ نماز کی سنتیں

نماز میں جو امور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب سے کم ہے انھیں سنت کہا جاتا ہے۔ ان امور میں اگر کوئی کام سہواً چھوٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی انسان گنہگار ہوتا ہے اور نہ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے البتہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے لہٰذا اہلِ تقویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کی سنتوں پر ضرور عمل کریں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود عمل کیا ہے۔ نماز کی سنتیں حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔

۲۔ تکبیر کے وقت ہتھیلیوں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا یعنے نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

۳۔ ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو رکھنا سنت ہے۔

۴۔ بوقت تکبیر سر نہ جھکانا سنت ہے۔

۵۔ تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا۔ یو ہیں تکبیر قنوت و تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے۔ اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔

۶۔ امام کا بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَر اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سلام کہنا۔ جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا بہتر نہیں۔ مقتدی و منفرد کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے کی حاجت نہیں صرف اتنا ضروری ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ خود سن سکے۔

تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں کی ہر رکعت میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

۱۸۔ ہر رکوع کو ایک بار کرنا ہی واجب ہے۔

۱۹۔ آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔

۲۰۔ قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا واجب ہے۔

مسائل واجبات

مندرجہ بالا واجبات کے علاوہ واجبات کے مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱:۔ کسی قعدہ میں تشہد کا کچھ حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۲:۔ آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۳:۔ سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد۔ یا الحمد و سورت کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۴:۔ الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ ۵:۔ ایک رکعت میں تین سجدے کئے یا دو رکوع یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ ۶:۔ جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس فرض یا واجب کو ادا کر کے امام کا ساتھ دے مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی پر واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو۔

مسئلہ:۔ سنت میں امام کی متابعت سنت ہے۔

سنت ہے۔

۲۳۔ سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہنا سنت ہے۔

۲۴۔ سجدے میں ہاتھ زمین پر رکھنا سنت ہے۔

۲۵۔ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک اور پھر پیشانی رکھنا سنت ہے۔

۲۶۔ سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس کرنا یعنی پہلے پیشانی اٹھانا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا سنت ہے۔

۲۷۔ سجدے میں بازو کروٹوں سے جدا رکھنا اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھانا مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جُدا نہ ہوں گے۔

۲۸۔ دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھنا۔ اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو تو پہلے داہنا رکھے پھر بایاں۔

۲۹۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ میں مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں پاؤں بچھانا اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھنا۔ اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سنت ہے۔ لیکن انگلیوں کے سرے قبلہ رُو رہیں۔

۳۰۔ سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر اس طرح لگانا کہ سرے قبلہ رُو رہیں۔

۳۱۔ سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھنا سنت ہے۔

۳۲۔ دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سُرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا سنت ہے۔

۳۳۔ حالتِ تشہد میں داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو کرنا سنت ہے۔

۷۔ تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ یوں باندھے کہ مرد ناف کے نیچے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے۔ چھنگلی اور انگوٹھا کلائی کو پکڑیں اور باقی انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر بچھا دے۔

۸۔ ثنا یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الی آخرہ پڑھنا سنت ہے۔

۹۔ پھر تعوذ یعنی اعوذ باللہ اور پھر تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا چاہیئے۔

۱۰۔ قرادت سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔

۱۱۔ ثناء تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

۱۲۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

۱۳۔ رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا سنت ہے۔

۱۴۔ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھنا سنت ہے۔

۱۵۔ حالتِ رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا سنت ہے۔

۱۶۔ ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی ر کو جزم پڑھنا سنت ہے۔

۱۷۔ رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھنا یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

۱۸۔ رکوع سے اٹھ کر ہاتھ نہ باندھنا بلکہ لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔

۱۹۔ رکوع سے اٹھنے میں امام کے لئے سمع اللہ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا سنت ہے۔

۲۰۔ مقتدی کے لئے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا سنت ہے۔

۲۱۔ منفرد کو دونوں کہنا یوں کہ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے۔

۲۲۔ سجدے کے لئے اور سجدے سے اٹھتے وقت اللہُ اَکْبَرُ کہنا

چھوڑنے پر کوئی ناپسندی بھی نہیں، اس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں۔ نماز میں کچھ امور ایسے ہیں جو مستحبات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مرد اگر چادر وغیرہ اوڑھے ہوئے ہوں تو تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت چادر وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا اور عورتوں کو دوپٹے کے اندر ہی سے ہاتھ باہر نکالے بغیر تکبیر تحریمہ کہنا مستحب ہے۔

۲۔ حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں قدموں کی بیٹھ پر اور جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر، اور سلام کے وقت اپنے مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

۳۔ اگر نمازی اکیلا ہے تو رکوع اور سجدہ میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا مستحب ہے لیکن تعداد میں طاق عدد کا لحاظ رکھے مثلاً پانچ سات یا نو مرتبہ کہے۔ اور اگر امام رکوع و سجود میں کافی دیر ٹھیرتا ہو تو مقتدیوں کو بھی تین سے زیادہ مرتبہ تسبیحات پڑھنا مستحب ہے۔

۴۔ جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکنے کی کوشش کرے کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔

۵۔ جمائی میں منہ بند رکھنا اور کھل جائے تو حالتِ قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت سے اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے یا دونوں حالتوں میں آستین سے منہ ڈھانکنا۔ منہ بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں اور خارج نماز کے جمائی لینا مکروہ ہے اور کھڑے ہونے میں داہنا ہاتھ اس لئے کہا کہ ایک ہی ہاتھ میں حرکت ہو۔ نچلے ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبانے سے جمائی عموماً رک جاتی ہے۔ اگر ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبا کر جمائی روکنے کی کوشش نہ کی تو مکروہ ہوگا۔

۳۴۔ حالتِ تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پہ رکھنا اور انگلیوں کو اپنی اصلی حالت میں اس طرح چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی ہوں۔

۳۵۔ انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونے چاہئیں۔

۳۶۔ تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا، جسے سبابہ کہا جاتا ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں کلمۂ شہادت پر پہنچتے تو انگلی سے اشارہ کرتے حرکت نہ دیتے (ابو داؤد۔ نسائی) اور ترمذی ونسائی و بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا تو فرمایا توحید کر، توحید کر یعنی ایک انگلی سے اشارہ کر۔

۳۷۔ قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے زمین پر ہاتھ رکھے بغیر گھٹنوں پہ زور دے کر اٹھنا لیکن حالتِ عذر میں اس کی بھی اجازت ہے۔

۳۸۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

۳۹۔ درود کے بعد مسنون دعا پڑھنا سنت ہے۔

۴۰۔ پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ دوبار کہنا۔ اور امام کے لئے سنت یہ ہے کہ دونوں سلام بلند آواز سے کہے مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کی پست آواز سے کہے۔

۴۱۔ امام کے لئے سلام کہتے وقت تمام مقتدیوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا سنت ہے۔

۳۔ مستحباتِ نماز

مستحب وہ فعل ہے جس کے کرنے کو شرعی لحاظ سے پسند کیا گیا ہے لیکن

۲۔ سلام کا جواب دینا

نماز میں کسی کے سلام کا جواب نہیں دینا چاہیئے کیوں کہ جواب دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور نہ ہی کسی کو سلام کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی اگر بھول کر وعلیکم کہا تھا اور السلام نہ کہنے پایا تھا کہ یاد آ گیا کہ نماز میں سلام نہ کرنا چاہیئے اور چپ ہو گیا تب بھی نماز جاتی رہے گی۔

۳۔ یرحمک اللہ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا

نماز میں چھینک آنے پر اگر کوئی دوسرا یرحمک اللہ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر خود کو چھینک آئی اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ ایسے ہی تعجب انگیز خبر سن کر سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بری خبر کے جواب میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہے گی۔

۴۔ خوشی کی خبر پر الحمد للہ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا

نماز میں خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمد للہ کہنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہے بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے نماز میں ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی ایسے ہی اگر کوئی حیران کن چیز دیکھ کر جواب کے ارادہ سے سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے زور سے الحمد للہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ پڑھا تو اس طرح نماز فاسد نہ ہو گی۔

۵۔ تکلیف کی وجہ سے چیخ و پکار کرنا

کسی تکلیف کی وجہ سے نماز میں چیخ و پکار کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ایسے ہی آہ۔ اوہ۔ اف وغیرہ کے الفاظ اگر اونچی آواز سے نماز میں نکالے جائیں تو

۶۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (میں نے سپرد کیا اپنے چہرہ کو اس ذات کے لئے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، یکسو ہو کر اور نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا، نہیں شریک اس کے لئے اور ساتھ اسی کے مجھے حکم ملا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں) پڑھ لینا مستحب ہے۔

۴۔ مفسداتِ نماز

ایسے امور جن کا نماز میں کرنا منع ہے کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے انہیں مفسدات صلوٰۃ کہا جاتا ہے ان مفسدات کا دوسرا نام نواقض نماز بھی ہے نماز ٹوٹ جانے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے۔ مفسدات نماز حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کلام کرنے سے نماز کا ٹوٹنا

نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نماز میں خاموش رہو اور کسی سے بات چیت نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ نماز میں کلام مت کرو۔ نیز فرمایا کہ نمازوں میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر یا سہواً کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کلام کم ہو یا زیادہ، ہر صورت میں نماز جاتی رہے گی۔

١٠۔ نماز توڑنے والے کام

نماز پڑھتے وقت اگر نمازی مندرجہ کاموں میں سے کوئی کام کرے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

لہٰذا نماز توڑنے والے افعال حسب ذیل ہیں۔

١۔ نماز میں ادھر ادھر اس طرح دیکھنا کہ سینہ قبلہ سے پھر جائے۔ ایسے ہی اگر کوئی گردن پھیر کر دیکھے اور اس کے ساتھ ہی سینہ پھر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

٢۔ نماز میں دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

٣۔ امام سے آگے بڑھ جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

٤۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنے سے نماز مفسد ہو جاتی ہے۔

٥۔ ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار ٹھہرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

٦۔ حدث کے بعد نمازی کا مقام حدث پر ایک رکن کے وقفے کے برابر ٹھہرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

٧۔ نماز میں کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

٨۔ قصداً ہو یا بھولے سے کھانے پینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

٩۔ نماز میں عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑے ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جانے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

١٠۔ امام کا حدث یعنی بے وضو ہونے کے بعد کسی کو خلیفہ کئے بغیر مسجد سے نکلنا مقتدیوں کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

١١۔ امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں، مثلاً کسی دیوانے یا نابالغ بچے یا عورت کو اپنی جگہ امامت پر متعین کیا تو سب کی

نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اگر مریض کی زبان سے بے اختیار کوئی ایسا لفظ نکل جائے تو اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

۶۔ قرأت میں کوئی فحش غلطی کرنا

اگر قرأت میں کوئی غلطی ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ قرآن پاک کو درست طریقے سے پڑھنا ضروری ہے اس لئے نماز میں غلط قرآن پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی نماز کے دوران آہ، اوہ یا اُف کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۷۔ اذان کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دوران اذان ہوتی ہوئی ختم ہو جائے تو اس کی اختتامی دعا پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ نماز مکمل کرنے کے بعد اذان کی اختتامی دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

۸۔ نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

نماز میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے سے نماز مفسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر محراب میں قرآن پاک کی کوئی لکھی ہوئی آیت ہو تو اسے دیکھ کر بھی نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۹۔ امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا

مقتدی نماز میں اگر امام کے علاوہ کسی دوسرے کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی جس کو لقمہ دیا ہو وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا تنہا پڑھنے والا ہو یا کسی اور امام کو، سب صورتوں میں لقمہ دینے والے کی نماز جاتی رہی۔ امام کا اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر اس کے بتاتے ہوتے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں تو نماز ادا ہو جائے گی۔

اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ حلق سے اتار لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نمازی نے کوئی میٹھی چیز کھائی۔ پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کی کچھ مٹھاس باقی ہے اور لعابِ دہن کے ساتھ حلق میں جاتی ہے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اگر منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ٹوٹی۔

۵۔ نماز توڑنے کی جائز صورتیں

نماز پڑھنے والے تجھے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ نماز شروع کرنے کے بعد اسے بلاعذر اور بغیر کسی مجبوری کے توڑنا حرام ہے لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں نماز توڑنا جائز ہے اور نماز توڑنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

ا۔ کسی کی جان بچانے کیلئے نماز توڑنا نمازی کے قریب اگر کوئی شخص زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو یعنی کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہے یا جل رہا ہے یا کسی حادثہ میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کی جان خطرے میں ہے یا کسی پر کسی درندے نے حملہ کر دیا ہو تو اس صورت میں نماز توڑ کر اس کی جان بچانا فرض ہے۔ اگر ایسی صورت میں کوئی نماز پڑھتا رہے اور مرنے والے کی مدد نہ کرے تو گنہگار اور مجرم ہوگا۔

۲۔ اپنی جان بچانے کیلئے نماز توڑنا اگر نمازی کی اپنی جان کسی وجہ سے خطرے میں پڑ جائے مثلاً چھت گرنے کے فوراً آثار پیدا ہو جائیں یا درندہ حملہ کر دے، نماز پڑھتے ہوئے سانپ آجائے، نماز پڑھنے والی جگہ پر یکدم سیلاب آجائے یا شدید طوفان آجائے یا فوراً ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ جس سے موت کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں نماز

نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۲۔ بچے نے اگر مصروفِ نماز ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ ہاں خالی تین چسکیوں کے ساتھ نماز ٹوٹ جائے گی، دودھ پستان سے نکلے یا نہ نکلے۔

۱۳۔ عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس کا شوہر اس کا بوسہ لے لے، تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی، گو مرد اس وقت بلا شہوت ہی ہو اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہ۔

۱۴۔ جنون اور بیہوشی کا عارضہ ہونے سے نماز فاسد ہو جائے گی مقتدی کے کسی رکن کو امام سے پہلے ادا کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۵۔ اس رکن کو دوبارہ ادا نہ کرنا جس کو نیند میں ادا کیا ہو۔

۱۶۔ بلا عذر کھنکارنا یا گلا صاف کرنا بھی نماز کا مفسد ہے۔ اگر عذر ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ عذر یہ ہے کہ نمازی احتراز و اجتناب کی طاقت نہ رکھے۔ اگر طبیعت کا تقاضہ ہو یا علتِ مرض متقاضی ہو تو یہ چھینک یا ڈکار کے حکم میں ہے۔ اگر امام یا مقتدی تحسینِ صورت کے لئے کرے یا امام سے غلطی ہو گئی اور مقتدی اس لئے کھنکارتا ہے کہ درست کر لے یا اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۱۷۔ حالتِ نماز میں کھانا پینا مطلقاً مفسدِ صلوٰۃ ہے، یعنی تھوڑا ہو یا بہت، دانستہ ہو یا بھول کر۔ اگرچہ بھول کر ایک تل ہی کھائے یا پانی کا ایک قطرہ پیئے۔ البتہ نمازی کے دانتوں میں کھانے کے ریزے ہوں اور وہ ان کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ ان ریزوں کا مجموعہ چنے سے کم ہو۔

کے لئے نماز کو توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر سواری کا جانور بھاگ جائے یا نفل پڑھتے وقت جنازہ آگیا اور نمازی کو خدشہ ہے کہ نماز نفل پوری کرنے میں نماز جنازہ نہ ملے گا تو نفل کو توڑ کر نماز جنازہ میں شریک ہو جائے۔ اور نفل کو قضا کرلے۔ اور اگر فرض نماز پڑھتے وقت جنازہ آگیا اور خوف ہے کہ نماز فرض سے فراغت پانے سے پہلے نماز جنازہ فوت ہو چکے گی تو فرض کو قطع نہ کرے کیونکہ وہ نماز جنازہ سے قوی تر ہے۔

۶۔ جماعت میں شامل ہونے کیلئے نماز توڑنا

اگر کوئی شخص اکیلا فرض نماز پڑھنا شروع کر دے لیکن اسی دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو اسے داہنی طرف سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ بشرطیکہ پہلی رکعت کا ہنوز سجدہ نہ کیا ہو۔ اور اگر نمازِ فجر یا مغرب میں پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو بھی نماز توڑ کر امام کی اقتداء کرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز ہے تو وجوباً ایک رکعت اور ملا کر توڑے اور اقتداء کرے تاکہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور جماعت بھی ہاتھ سے نہ جائے اور اگر نماز فجر و مغرب میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو اب اسی کو پورا کرے اور اقتداء نہ کرے۔

۶۔ مکروہاتِ نماز

مکروہاتِ نماز سے مراد وہ امور ہیں جن سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جاتی ہے اس لئے ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مکروہات دو طرح کے ہیں۔ ایک تنزیہی اور دوسرے تحریمی۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

توڑنا فرض ہے۔

۳۔ نماز توڑنے کی واجب صورت

نماز توڑنے کی واجب صورت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے والدین کسی مصیبت میں ہوں یا سخت بیمار ہوں یا دہ اچانک گر جائیں اور وہ بلائیں تو نماز توڑ کر ان کی مدد کرنا واجب ہے لیکن اگر کوئی دوسرا ان کی مدد کرنے والا موجود ہو تو نماز توڑنا ممنوع ہے۔ نماز توڑنے کی واجب صورت یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو بجلی کا کرنٹ لگ جائے اور نمازی کے کان میں اس کی پکار یا رونے چیخنے کی آواز پڑ جائے تو نماز توڑ کر اس کی صورتِ حال پہ مدد کرنا واجب ہے۔ اگر نمازی کے قریب آگ لگ جائے جس سے کسی دوسرے یا اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں بھی نماز توڑنا واجب ہے۔

۴۔ نماز توڑنے کی مستحب صورت

پیشاب یا خانہ قابو سے باہر معلوم ہوا۔ یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے۔

۵۔ نماز توڑنے کی مباح صورتیں

ان صورتوں میں فرض نماز توڑ دینا مباح ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر نماز پڑھتے وقت ریل گاڑی چل پڑی اور گاڑی میں اپنا اسباب یا اہل و عیال ہیں تو نماز توڑ کر گاڑی میں بیٹھنا جائز ہے یا جوتی دروازے پہ اتاری تھی اور کسی جوتی چور نے جوتی اٹھالی ہے یا رات کو مرغی کھلی رہ گئی تھی، بلی اس کی طرف جھپٹی ہے۔ یا نماز کی حالت میں دودھ جوش کھا کر پتیلی سے باہر نکلنے لگا۔ یا ہانڈی ابلنے لگی تو ایک درہم (ساڑھے تین ماشہ چاندی) تک کے نقصان سے بچنے

۱۳۔ بلاعذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا۔

۱۴۔ تلوار، کمان یا بندوق وغیرہ حمائل کئے ہوئے نماز پڑھنا جبکہ ان کے ہلنے جلنے سے دل کا خیال بٹتا اور توجہ میں فرق آتا ہو۔

۱۵۔ لہو لعب زینت اور نقش و نگار وغیرہ اشیاء کے سامنے جو نمازی کا دل اپنی طرف جذب کریں، نماز پڑھنا۔

۱۶۔ سجدہ میں کپڑے سے پیروں کو ڈھکنا۔

۱۷۔ امام یا مقتدی کا آیۂ رحمت پر درخواست کرنا اور آیۂ عذاب پر پناہ مانگنا مکروہ ہے۔ اور اگر مقتدیوں کو شاق ہو تو امام کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ انفرادی حیثیت سے نفل نماز میں ایسا کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

۱۸۔ نماز میں کبھی ایک طرف کو جھکنا کبھی دوسری طرف کو۔ نماز تراویح میں تھک کر تراوح (یعنی طلبِ راحت) کے لئے دونوں پیروں پر باری باری بوجھ ڈالنے میں کوئی کراہت نہیں۔

۱۹۔ آگ کے سامنے نماز پڑھنا۔ شمع یا چراغ کے سامنے پڑھنے میں کراہت نہیں۔

۲۰۔ زرِ نقد ہاتھ میں لے کر نماز پڑھنا۔ لیکن اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں اس کے بغیر حفاظت محال ہو تو مکروہ نہیں۔

۲۱۔ الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

۲۲۔ جماعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑنا۔

۲۳۔ حالتِ سجدہ میں عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا۔

۲۴۔ مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے مخصوص کر لینا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن شبل انصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوّے کی طرح ٹھونگ مارنے

مکروہاتِ تنزیہی

مکروہاتِ تنزیہی نماز میں وہ مکروہ فعل ہے جنھیں شرعِ اسلامیہ میں ناپسند کیا گیا لیکن ایسے امور پر سختی نہیں اور نہ ہی وعید ہے۔ مگر ان سے بچنا بہتر ہے۔ حسب ذیل امور مکروہات تنزیہی ہیں۔

۱۔ کام کاج کے عام کپڑے جو ناپاک تو نہیں ہوتے لیکن ان پر گرد اور میل جمی ہو اور دوسرے لوگ ان سے کراہت کرتے ہوں بشرطیکہ اس کے پاس اور کپڑے بھی ہوں تو ایسے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۲۔ سجدے یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۔ نماز میں انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا اچھا نہیں۔

۴۔ نماز میں ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔

۵۔ نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے جلسہ مسنون ترک ہو جاتا ہے۔

۶۔ سجدہ کو جاتے وقت بلا عذر گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔

۷۔ ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا اچھا نہیں۔

۸۔ رکوع میں سر کو پشت سے اونچا نیچا کرنا اچھا نہیں۔

۹۔ مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا۔

۱۰۔ سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا۔

۱۱۔ ثناء۔ تعوذ۔ بسم اللہ اور ثناء کا بالجہر پڑھنا یا اذکار کو ان کے موقع و محل سے ہٹا کر پڑھنا۔

۱۲۔ سجدہ وغیرہ میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا۔

اطمینان سے ثناء نہ پڑھ سکیں۔

۳۴۔ قرأت بالجہر شروع ہوجانے کے بعد مقتدی کا ثناء پڑھنا۔ مقتدی پر واجب ہے کہ قرأت سنے۔ اگر بوجہ دور ہونے یا بہرہ ہونے کے امام کی آواز نہ سنے تو بھی قرأت شروع ہونے کے بعد ثناء پڑھنا ممنوع ہے۔

۳۵۔ سجدے کی جگہ پر پھونک مارنا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک غلام کو جسے افلح کہتے ہیں دیکھا کہ سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا ہے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا۔ افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود کر۔ رواہ الترمذی۔ یعنی پھونک نہ مار۔ اگر چہرہ راہ خدا میں خاک آلود ہوگا۔ تو اس میں بڑا ثواب ہوگا۔

۳۶۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں سے اوپر اٹھانا۔ یا مونڈھوں سے نیچے رکھنا۔

۳۷۔ نماز میں پیشانی سے مٹی یا تنکے چھڑانا جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش و تکدر نہ ہو۔ مکروہ ہے۔ اگر تکلیف دہ ہوں، یا ان کی وجہ سے خیال بٹتا ہو تو ان کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں اور فراغت نماز کے بعد پیشانی پونچھ ڈالنے میں تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ بلکہ ان کا چھوڑ دینا اچھا ہے تاکہ نمازی ریا میں ملوث نہ ہو۔ اسی طرح حاجت کے وقت پسینہ پونچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل جو نمازی کے لئے آرام دہ اور فائدہ بخش ہو۔ جائز اور غیر مفید مکروہ ہے۔

۳۸۔ خاک سے پیشانی کی حفاظت کے لئے آستین بچھا کر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور براہ تکبر و خود بینی ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ ادھر گرمی سے بچنے کے لئے کپڑے پر سجدہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

۳۹۔ نماز میں دامن یا آستین سے اپنے آپ کو عمل قلیل کے ساتھ دو ایک بار جھلنا

اور درندے کی طرح پاؤں پھیلانے سے منع فرمایا اور اس کی بھی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص مسجد میں نماز کے لئے اس طرح جگہ کو مخصوص کر لے۔ جس طرح اونٹ کسی جگہ کو مقرر کر لیتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی)۔

۲۵۔ جماعت اُولیٰ کے امام کا مسجد کی ایک طرف یا زاویہ میں کھڑا ہونا۔ سنت یہ ہے کہ امام محراب کے سامنے وسط میں کھڑا ہو۔ وسط مسجد کو چھوڑ کر ایک جانب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگرچہ صف میں امام کے دونوں طرف مقتدی برابر تعداد میں ہوں۔

۲۶۔ مونڈھوں کا کپڑے سے خالی ہونا حضرت ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک کپڑا پہن کر ہرگز اس طرح نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔ رواہ البخاری ومسلم۔

۲۷۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست کا گمان ہو۔

۲۸۔ جماعت میں سجدہ کے وقت بازوؤں کا کروٹوں سے جدا کرنا جو دوسرے نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے

۲۹۔ گھٹنوں کو ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر رکھنا جس کی وجہ سے کہنیاں جو گھٹنوں سے باہر ہوتی ہیں دوسرے نمازیوں کی کہنیوں سے جا ٹکراتی اور ان کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔

۳۰۔ قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کرنا یا بالکل ملا دینا۔ انگلیوں کو ان کی حالت پر چھوڑنا چاہیئے کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی ہوں۔

۳۱۔ صفیں سیدھی ہوئے اور مقتدیوں کو مونڈھے ملائے بغیر امام کا تکبیر تحریمہ کہدینا۔

۳۲۔ امام کے پہنچے بغیر مقتدیوں کا نماز کے لئے کھڑا ہونا۔

۳۳۔ تکبیر تحریمہ کے بعد امام کا اتنی عجلت سے قرأت فاتحہ شروع کر دینا کہ مقتدی

کی بجائے سر کے دائیں اور بائیں لٹکا لے تو وہ خلاف شرع ہوگا۔ ایسے ہی چادر یا کمبل اپنے کندھوں پر اس طرح ڈالے کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں تو وہ بھی مکروہ تحریمی ہے البتہ مفلر کا ایک سرا گلے میں ڈال کر دوسرا اگر سینے پر لٹک جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر کسی معذوری کی بنا پر کیا جائے تو وہ مکروہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ ؎ ایک اور دفعہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا جو تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا، آپؐ نے اسے وضو کرنے کے لئے کہا وہ وضو کر کے واپس آگیا کسی نے عرض کی یا رسول اللہؐ! کیا ہوا کہ آپ نے اسے وضو کا حکم دیا آپؐ نے فرمایا کہ وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔ ؎ ان دونوں احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز میں کپڑا لٹکانے کو ناپسند کیا گیا ہے لہٰذا اس طرح کرنے سے بچنا بہتر ہے۔

۲۔ کپڑے کو سمیٹنا درست نہیں

کپڑوں اور بالوں کو نماز میں سمیٹنا اچھا نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَ اَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَ لَا نَکْفِتَ الثِّیَابَ وَلَا الشَّعْرَ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں کو بالوں کو اکٹھا نہ کریں ؎ (صحیح بخاری)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے یا سجدے سے کھڑے

مکروہ ہے۔ اور تین بار کھجلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح نماز میں پنکھا جھلنا بھی مفسدِ نماز ہے۔

۴۰۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر جھکانا۔

۴۱۔ امام کا زائد از ضرورت بلند آواز سے اللہ اکبر یا سمع اللہ لمن حمدہ یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔

۴۲۔ امام کی آواز پہنچنے کے باوجود کسی مقتدی کا بلا ضرورت بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا۔

۴۳۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے لاکر ہاتھ باندھنے کی بجائے ہاتھ نیچے گرانا اور پھر اٹھا کر باندھنا۔

۴۴۔ نماز میں بلا عذر ہاتھ پر سے مکھی اڑانا۔

۴۵۔ رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو خوب کشادہ رکھنے کی بجائے باہم ملا کر رکھنا اور سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ کرنا۔ سجدہ میں ہاتھ کی انگلیاں ملی رہنی چاہئیں تاکہ سب کے سر قبلہ رُخ ہوں۔

مکروہاتِ تحریمی

مکروہاتِ تحریمی شرعی نقطۂ نظر سے وہ ناپسندیدہ کام ہیں جن کے کرنے سے نماز ٹوٹتی تو نہیں لیکن ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا انھیں معلوم کر کے ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ نماز میں مندرجہ ذیل کام مکروہاتِ تحریمی ہیں۔

۱۔ خلافِ دستور کپڑا لٹکانا	نماز میں سر پر یا کندھوں پر خلافِ دستور کپڑا لٹکانا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر کوئی شخص سر پر رومال باندھنے

عملِ قلیل سے آستین نماز کے اندر ہی اتار لے کیونکہ عمداً آستین چڑھانا مکروہ ہے۔

۵۔ نماز میں کمر یا کولہے پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے

حالتِ نماز میں کمر پر یا کولھے پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کولھے پر ہاتھ رکھنے سے دوسرے نمازیوں سے انفرادیت پیدا ہوتی ہے جسے اسلام نے ناپسند کیا ہے اس کے متعلق حدیثِ پاک یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ...... نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوةِ۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا۔ (صحیح مسلم)

۶۔ نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے توجہ کم ہو جاتی ہے اور نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر دنیا کی طرف لگانا اچھا نہیں اس لئے نماز میں ادھر اُدھر مڑنا مکروہ ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَیَّ اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِيْضَةِ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے میرے بیٹے! نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو اس لئے کہ ادھر ادھر دیکھنا نماز میں ہلاکت کا سبب ہے پس اگر ہو تو ضرور کرنے والا تو نفلوں میں نہ فرضوں میں (ترمذی شریف)

اگر کسی شخص کا کوئی سامان پڑا ہوا اور وہ با حفاظت نہ ہو تو گردن موڑے بغیر اگر کوئی آنکھ سے اسے دیکھ لے تو وہ مکروہ نہ ہوگا لیکن بہتر یہی ہے کہ خواہ کوئی چیز

ہوتے ہوئے آگے یا پیچھے سے دامن یا کسی اور پہنے ہوئے کپڑے کو سمیٹتے ہیں تو ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے البتہ اگر لباس بہت تنگ ہو اور پہنے ہوئے کپڑے کو تھوڑا اوپر کیئے بغیر نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو اس صورت کراہت نہیں۔ وگرنہ حالتِ نماز میں آگے یا پیچھے سے کپڑے کو اونچا کرنا مکروہ ہے۔

۳۔ نماز میں کپڑوں یا داڑھی سے کھیلنے کی ممانعت

نماز میں کپڑوں، بدن یا داڑھی سے کھیلنا منع ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مکروہ جانتا ہے۔ (۱) نماز میں کھیل کرنا۔ (۲) روزے میں بیہودہ بکواس کرنا۔ (۳) قبرستانوں میں ہنسنا۔ اس[1] سے معلوم ہوا کہ نماز میں کوئی خلاف شرع حرکت کرنا درست نہیں۔ البتہ ضرورت کے وقت جسم پر کھجانا مکروہ ہیں۔ مثال کے طور پر جسم پر خارش کی وجہ سے کھجلی کی یا پسینے کو جو چہرے پر تکلیف دے رہا ہو پونچھ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی حالت میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی ہوتا۔[2] لہٰذا اپنے ہاتھ سے لباس یا داڑھی وغیرہ کے ساتھ بے فائدہ حرکتیں کرنا یا اسی طرح کا کوئی اور بے ضرورت کام کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ آستین چڑھانا مکروہ ہے

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ کھلی کہنیاں رکھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے آستین چڑھانے میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ آستین کسی اور کام کے لئے یا وضو کے لئے چڑھائی تھی اور رکعت پانے کے لئے جلدی میں آستین اتارنے کا موقع نہ ملا اور شریک جماعت ہو گیا۔ ایسی حالت میں افضل یہ ہے کہ

ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ منہ کرنے والا دور ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا بیٹھنے والے اور نماز پڑھنے والے دونوں کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی آدمی منہ کر کے بیٹھا ہو اور دوسرا آکر اس کے سامنے نماز پڑھنے لگے تو اسے فوراً چاہیئے کہ اپنا چہرہ قبلہ رد کر لے اور پشت نمازی کی طرف کر لے تاکہ نماز پڑھنے والے کی نماز مکروہ نہ ہو۔ ایسے ہی نماز پڑھنے والے کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ اسے اس آدمی کے سامنے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

۱۰۔ نماز میں کھڑے پاؤں پر بیٹھنا مکروہ ہے

نماز میں دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ لہٰذا نماز میں سجدہ کے درمیان جلسہ اور قعدہ میں بیٹھتے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کھڑے پاؤں پر نہ بیٹھا جائے۔ لیکن اس امر میں رعایت ہے کہ اگر کوئی آدمی بہت زیادہ موٹا ہو اور اسے بیٹھنے میں شدید دقت ہوتی ہو تو وہ اگر کھڑے پاؤں بیٹھ جائے تو کوئی کراہت نہیں۔ کیونکہ یہ امر مجبوری ہے۔

۱۱۔ منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ منہ میں ڈالی ہوئی چیز قرأت کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے لہٰذا کسی چیز کا منہ میں ڈال کر نماز پڑھنا بالکل اچھا نہیں اور اگر منہ میں ڈالی ہوئی چیز بالکل مانع قرأت ہو اور منہ سے قرأت کے الفاظ نہ نکلیں تو نماز بالکل فاسد ہو جائے گی۔

۱۲۔ قمیض پہنے بغیر نماز پڑھنا

قمیض یا چادر ہوتے ہوئے نہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ شلوار یا تہبند سے ستر کو ڈھانپا ہوا ہو۔ البتہ ستر ڈھانپنے والے کپڑے کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر قمیض پہنے بغیر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔ لباس انسان کا زیور ہے اس لئے بہتر یہی ہے

ہوسپردِ خدا کر کے پوری توجہ نماز ہی میں رکھی جائے۔

۷۔ نماز میں آسمان کی طرف نہ دیکھیں

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس کے متعلق حدیثِ پاک یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَنْتَھِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِھِمْ اَبْصَارَھُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ اِلَی السَّمَاءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُھُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں دعا کے وقت لوگوں کو آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ کریں گے تو ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔ (صحیح مسلم)

۸۔ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے

جب کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے چاہیئے کہ پہلے اس سے فارغ ہو جائے اور بعد میں نماز پڑھے کیوں کہ حاجت کی صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ صحابی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلاء جانا ہو تو پہلے بیت الخلاء کو جائے ۔ اور فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے ۔ اس کے لئے ایسی حالت میں نماز پڑھنا حلال نہیں جب کہ پیشاب کو جاتا ہو ۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہو جائے۔

۹۔ جو نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے

اگر کوئی آدمی کسی نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا

لیکن قصداً جمائی لینے کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَفِی اُخْرٰی لَهٗ وَلِابْنِ مَاجَةَ فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰی فِيْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں جمائی لینا عمل شیطان سے ہے پس جب وقت جمائی لے ایک تمہارا پس چاہیئے کہ روکے جب تک کہ ہو سکے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ ترمذی کی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیئے کہ اپنا ہاتھ رکھے اپنے منہ پر۔ (مشکوٰۃ شریف)

۱۷۔ ہاتھوں سے کنکریاں دور کرنا مکروہ ہے

دورانِ نماز اپنے آگے سے یا سجدہ گاہ سے کنکریوں کو ادھر ادھر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر کوئی تکلیف دہ چیز جیسے شیشے کے ٹکڑے وغیرہ پڑے ہوں یا کوئی کیڑا مکوڑا سجدہ کرنے کی جگہ پر آجائے تو اسے ہٹانا جائز ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے نماز میں غفلت طاری ہو گی لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے کنکریاں ہٹانے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب وقت کھڑا ہو ایک تمہارا طرف نماز کی پس نہ دور کرے ہاتھوں سے کنکری کو پس تحقیق رحمت سامنے ہوتی ہے اس کے۔ (نسائی شریف)

اس حدیث میں کنکریاں نہ ہٹانے کی وجہ دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ نماز پڑھنے

کر جو پاکیزہ لباس میسر ہو وہ نماز کے وقت پہن لینا چاہیئے۔

۱۳۔ نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے حالتِ نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے ایسے ہی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا جسے تشبیک کہا جاتا ہے بھی مکروہ ہے۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

.... لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَكَ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ — نماز میں انگلیاں مت چٹخاؤ (ابن ماجہ)

اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَاِنَّهٗ فِيْ صَلٰوةٍ — جب تم میں سے کوئی اچھا وضو کر کے مسجد کی طرف جائے تو اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ جاؤ کیوں کہ وہ نماز میں ہے (ترمذی)

۱۴۔ سر اور منہ چھپانا سر اور منہ کو بالکل چھپا کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے ایسے ہی اپنے ہاتھوں کو کسی چادر یا کپڑے میں لپیٹ لینا مکروہ ہے۔ جس سے ہاتھ نہ نکالا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آتش پرست لوگ عبادت کے وقت ایسا کرتے ہیں فقہاء کی اصطلاح میں اسے اشتمال الصماء کہا جاتا ہے پس اگر کسی کے پاس ایک ہی چادر ہو تو تہبند بنا کر باندھ لینا چاہیئے۔

۱۵۔ حالتِ نماز میں اعتجار مکروہ ہے ارد گرد کسی چیز کو باندھ کر درمیان سے لٹکا رکھنے کو اعتجار کہا جاتا ہے لہٰذا رومال پگڑی یا کسی چادر کو سر پر اس طرح باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ سر درمیان میں سے ننگا رہے۔

۱۶۔ جمائی لینا مکروہ ہے نماز میں منہ کھول کر جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے اگر جمائی خود بخود آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اگر نہ رک سکے تو اس میں کراہت نہیں۔

۲۱۔ کسی کی خاطر ارکانِ نماز کو طول دینا مکروہ ہے

نماز میں کسی کے انتظار کی خاطر نماز کے کسی رکن کو معمول سے زیادہ لمبا کرنا بھی مکروہ ہے۔ البتہ دوسروں کے جماعت میں شامل ہونے کے لئے قرأت کو تھوڑا سا طویل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے پہلی رکعت میں قدرے لمبی سورت پڑھنا بہتر ہے۔

۲۲۔ ترتیب سے قرآن مجید نہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

نماز میں قرآنی ترتیب کے برعکس قرآن پڑھنا مکروہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سورت یا آیات پہلی رکعت میں پڑھی گئی ہوں، دوسری رکعت میں ان سے پہلے کی سورت یا آیات پڑھی جائیں۔ اس طرح ایک ہی سورت کا کسی رکعت میں بار بار پڑھنا یا دونوں رکعت میں ایک ہی سورت کا پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ اس کے علاوہ بھی سورتیں یاد ہوں۔

۲۳۔ امام کا تنہا چبوترے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے

امام کو مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑے نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو بلند جگہ پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے البتہ اگر امام ایسی بلند جگہ پر کھڑا ہو جہاں مقتدیوں کی بھی ایک دو صف کھڑی ہو سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۴۔ کھلے سینے نماز پڑھنا مکروہ ہے

نماز میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا قمیض کے بٹن کھول کر کھلے سینے سے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے اسی طرح کوٹ یا شیروانی کے نیچے اگر قمیض وغیرہ نہ ہو تو ان کے بٹن بند کئے بغیر کھلے سینے سے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

والے کے سامنے حالت نماز میں اللہ کی رحمت ہوتی ہے کنکریاں ہٹانے سے اس میں خلل آئے گا۔

۱۸۔ سجدے کی جگہ سے مٹی برابر کرنا مکروہ ہے

سجدے کی جگہ سے بار بار مٹی کو برابر کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے البتہ ایک بار کرنے میں کوئی حرج نہیں اس کی وجہ یہ ہے اس طرح کرنے سے توجہ ہٹتی ہے لہٰذا نبی پاک نے اسے منع کر دیا ہے۔

وَعَنْ مُعَيْقِيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔

معیقیب سے روایت ہے انھوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ حق ایک شخص کے کہ برابر کرتا ہے مٹی سجدے کی جگہ میں فرمایا اگر ہے تو کرنے والا ضرور پس کر ایک بار۔ (صحیح بخاری)

۱۹۔ جمعہ کا خطبہ شروع ہونیکے بعد سنتیں پڑھنا

جب امام جمعہ کا خطبہ شروع کر دے تو اس وقت سنت یا نفل پڑھنا یا قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ توجہ سے خطبہ سننا فرض ہے اگر خطبہ نہ سنا جائے تو نماز جمعہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے دوران خطبہ ہر قسم کا کام جو خطبے سے توجہ ہٹاتا ہو مکروہ ہے۔

۲۰۔ امام سے پہلے رکوع وسجود کرنا

امام کے رکوع یا سجدہ کرنے سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجود میں جانا مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی امام سے پہلے رکوع یا سجود سے سر اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا کسی مقتدی کو کوئی فعل امام سے قبل نہیں کرنا چاہیئے۔

کیونکہ اس ممانعت کی شہ پا کر وہ ادائے نماز سے دست بردار ہو جائیں گے۔ اور بالکل ادا نہ کرنے کی نسبت مکروہ وقت میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

۲۸۔ تصویر کے احکام

تصویر کے ساتھ ہوتے ہوئے یا سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ ایسے ہی اگر تصویر نمازی کے سر پہ یعنے چھت میں ہو یا معلق ہو یا سجدہ کرنے والی جگہ پہ ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہو گی۔ ایسے ہی نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ ان تینوں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے داہنے بائیں معلق ہو یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو اگر فرش میں ہے اور اس پہ سجدہ نہیں تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے جیسے دریا پہاڑ وغیرہ کی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۲: اگر تصویر ذلت کی جگہ پہ ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پہ کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پہ کہ زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں نہ اس سے نماز میں کراہت آئے جبکہ سجدہ اس پہ نہ ہو (درمختار)

مسئلہ ۳: جس تکیہ پہ تصویر ہو اسے منصوب کرنا اعزاز تصویر میں داخل ہو گا۔ اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔ (درمختار)

مسئلہ ۴: اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پہ چھوٹی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ

۲۵۔ سات مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ نجاست پڑنے کی جگہ پہ۔ مذبح خانے میں۔ مقبرہ میں۔ راہ کے بیچ میں۔ حمام میں۔ اونٹوں کے بندھنے کی جگہ پہ۔ خانۂ کعبہ کی چھت پر۔ ایسے ہی مندرجہ ذیل مقامات پہ نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ قبرستان میں۔ شارع عام پہ۔ کوڑے کرکٹ کی جگہ۔ مویشی خانے میں۔ حمام یا غسل خانہ۔ اصطبل میں۔ بیت الخلاء میں۔ بیت الخلاء کی چھت پر۔ گھاٹ پہ جہاں مویشی پانی پی کر بیٹھتے ہوں۔ صحرا میں بلا سترہ جبکہ لوگوں کے آنے جانے کا خدشہ ہو۔

۲۶۔ جان بوجھ کر نماز کے آخری وقت تک تاخیر کرنا مکروہ ہے

نماز کے آخری وقت تک عمداً تاخیر کرنا مکروہ ہے یعنی نمازِ عشاء کی تاخیر نصف شب سے زیادہ، نماز عصر کی تاخیر آفتاب کے زرد ہونے تک اور نماز مغرب کی تاخیر تاروں کے چھٹک جانے تک مکروہ تحریمی ہے۔

۲۷۔ مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

طلوعِ آفتاب کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی ہے۔ قضا ہو یا واجب۔ نفل ہو یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت۔ یاد رہے کہ جب تک آفتاب بقدر نیزہ بلند نہ ہو وہ طلوع کے حکم میں ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہے وہ طلوع میں داخل ہے۔ اس وقت تک نماز حلال نہیں۔ پھر آنکھ آفتاب کے دیکھنے سے عاجز ہو۔ تو نماز حلال ہو گئی اور یہی صحیح ہے۔ لیکن عوام الناس کو اس وقت نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے۔

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی تصویریں ہوں۔ نوٹ یا سکے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں، امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور ہمارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے یہ احکام تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت و ضرورت وغیرہما مستثنیٰ ہیں۔ رہا تصویر بنانا یا بنوانا بہر حال حرام ہے۔ خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں کا ایک حکم ہے۔[1]

۲۹۔ تعدیلِ ارکان کو ملحوظِ خاطر نہ رکھنا مکروہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایسے وقت میں نماز ادا کی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف فرما تھے۔ اس نے نماز میں تعدیل ارکان اور قومہ و جلسہ کی طمانینت کو نظر انداز کر دیا تھا۔ جب وہ فارغ ہو کر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ پھر پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے دوبارہ پڑھی اور جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ تین چار بار ایسا ہی ہوا۔ آخر وہ کہنے لگا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ بتا دیجئے۔ چنانچہ آپ نے اسے نماز پڑھنے کی پوری ترکیب بتائی۔ جس میں فرمایا کہ رکوع میں اطمینان سے ٹھیر و۔ پھر پوری طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدے میں جاؤ اور کامل اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر پورے اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اس طمانینت کے بعد دوسرا سجدہ بھی کامل اطمینان سے کرو اور ساری نماز اسی سکون و اطمینان سے ادا کرو۔[2]

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی نماز کفایت نہیں کرتی اور مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع

[1] بہار شریعت
[2] بخاری و مسلم

چھوٹی تصویر ہو یعنے اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل دکھائی دے یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۵ تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا ہو تو اس میں کراہت نہیں (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے ہنوز جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے مثلاً کپڑے پر تصویر تھی اس کی گردن پر سلائی کر دی کہ مثل طوق کے بن گئی۔ (ردالمحتار)۔

مسئلہ مٹانے میں صرف چہرے کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے اگر آنکھ یا بھوں یا ہاتھ پاؤں جدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت میں نہ ہو اور اس پر پردہ نہ ہو تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر مصلی کے آگے قبلہ کو ہو پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو یا پیچھے دیوار یا پردہ پر ہو۔ یہ احکام تو نماز کے متعلق ہیں، رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ

باب ۱۵

رکعات نماز

فرض کی رکعات دن بھر میں سترہ ہیں لیکن ہر نماز میں فرض کم سے کم دو یا زیادہ سے زیادہ چار ہیں۔ صبح کی نماز کے دو فرض ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار اور مغرب کے تین فرض ہیں۔

نماز میں تعین رکعات کے بارے میں محققین کا کہنا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں تو نمازوں کی رکعات سوائے مغرب کے ایک جیسی تھیں یعنی ہر نماز دو رکعت کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شروع میں نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار رکعتیں کر دی گئیں لیکن سفر کی نماز پہلے کی طرح رہی اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں مکہ میں ہر نماز دو رکعتوں کی تھی لیکن جب مدینہ طیبہ میں مسلمان آکر آباد ہوئے تو سوائے فجر اور مغرب کے باقی نماز کی رکعتوں میں اضافہ ہو گیا۔

اہل علم کا قیاس ہے کہ نماز میں کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتوں کی مصلحت یہ ہے کہ نماز کی رکعتیں اتنی مختصر نہ ہوں جو کہ پڑھتے وقت دل پر اثر پیدا نہ کر سکے اور نہ اتنی لمبی ہو کہ انسان بوجھ محسوس کرے اگر نماز کی ایک رکعت ہوتی تو یہ اتنا مختصر وقفہ ہے کہ اس میں دل پوری طرح اللہ کی طرف مائل ہوتے ہوتے وقت ختم ہو جاتا۔ اور چار رکعت سے طویل فرض نماز کی رکعات کمزوری یا بڑھاپے میں ذہن میں دیر لگنے کا خیال پیدا کرتیں اس لئے فرض نماز کی رکعات

وسجود میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی و ابن ماجہ والدارمی۔ اور ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ صحابہؓ عرض پیرا ہوئے یارسول اللہؐ! نماز میں چوری کیونکر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ نماز کا رکوع وسجود پوری طرح نہ کرے[1]۔

۳۰۔ قبرستان میں نماز پڑھنے کا بیان

قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیوں کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے قبر کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑے اگر قبر پیچھے کی جانب ہو یا اوپر ہو یا جہاں نماز پڑھی جارہی ہو اس کے نیچے ہو تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں۔ واضح رہے کہ کراہت اسی صورت میں ہے جبکہ قبرستان میں نماز کے لئے کوئی مخصوص جگہ ایسی مہیا نہ ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو اگر ایسا ہے تو نماز مکروہ نہیں لیکن انبیاء کرامؑ کے مقبرے اس سے مستثنیٰ ہیں وہاں قبر سامنے بھی ہو تب بھی نماز مکروہ نہیں[2]۔



[1] مسند امام احمد [2] کتاب الفقہ جلد اول

۲۔ سُنّت رکعات کا بیان

سنّت وہ فعل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضائے الٰہی کی خاطر کیا۔ نماز میں اس سے مراد وہ رکعتیں ہیں جو نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم فرضوں سے پہلے یا بعد میں پڑھا کرتے تھے اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ سُنّتِ مؤکّدہ سنّتِ مؤکّدہ وہ فعل ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور عذر کے بغیر کبھی ترک نہ کیا۔ البتہ بیانِ جواز کے لئے کبھی ترک بھی فرمایا ہو تو ترک کرنے والے کو کسی قسم کی تنبیہ نہ کی ہو۔ لہٰذا جو شخص اسے بلا عذر ترک کرے تو وہ مستحقِ ملامت ہے اگر ترک کی عادت ڈالے تو فاسق اور گنہگار ہے۔

بعض ائمہ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور وہ گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اس کا تارک کہ معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنّت کو ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔ سنّتِ مؤکّدہ کو "سُنَنُ الہُدیٰ" بھی کہتے ہیں۔

۲۔ سُنّتِ غیر مؤکّدہ سنّتِ غیر مؤکّدہ وہ فعل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا لیکن لبسا اوقات بغیر کسی عذر کے بھی ترک کر دیا۔ اس کے کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والے پر کوئی وعید یا شرعی گرفت نہیں۔ اس کو سنّت زائد اور سنّت عادیہ بھی کہا جاتا ہے۔

کی تعداد بڑی مناسب مقرر کی گئی ہیں جنھیں ہر انسان بڑے احسن طریقے سے نبھا سکتا ہے۔

پنج گانہ نماز کی رکعات مندرجہ ذیل ہیں۔

فجر کی نماز میں (چار رکعتیں) ۲ سنّتِ مؤکدہ ۲ فرض

ظہر کی نماز میں (بارہ رکعتیں) ۴ سنّتِ مؤکدہ ۴ فرض

۲ سنّتِ مؤکدہ ۲ نفل

عصر کی نماز میں (آٹھ رکعتیں) ۴ سُنّتِ غیر مؤکدہ ۴ فرض

مغرب کی نماز میں (سات رکعتیں) ۳ فرض ۲ سنّتِ مؤکدہ ۲ نفل

عشاء کی نماز میں (سترہ رکعتیں) ۴ سُنّتِ غیر مؤکدہ ۴ فرض

۲ سنّتِ مؤکدہ ۲ نفل ۳ وتر ۲ نفل (در مختار)

جمعہ کی نماز میں (چودہ رکعتیں) ۴ سُنّتِ مؤکدہ ۲ فرض

۴ سنّتِ مؤکدہ ۲ سنّتِ مؤکدہ ۲ نفل (غنیہ، کبیری)

۱۔ فرض رکعات کا بیان

ہر نماز کی فرض رکعات وہ ہیں جن کا پڑھنا از حد ضروری ہے ان کی تعداد کے بارے میں فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ صبح کی نماز کی فرض رکعات دو ہیں۔ ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار فرض ہیں اور مغرب کی نماز میں تین فرض ہیں۔ فرض رکعات کی یہ تعداد منشائے ایزدی کے مطابق مقرر ہے اگر کوئی شخص اس تعداد سے کمی یا بیشی کرے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر کے بعد کی پھر عشاء کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور اصح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا کہ جو انھیں ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲ فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳ طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴ فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لئے تو اب سنتوں کی قضا نہیں، البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔ (غنیہ) اور طلوع سے پیشتر بالاتفاق ممنوع ہے۔

مسئلہ ۵ قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لئے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔ (غنیہ)

مسئلہ ۶ فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔ سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھنا سنت ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ ۷ جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں، سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں بلکہ اپنے

نماز سے قبل یا بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعات، فرض رکعات کے علاوہ ادا کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنا دیتا ہے یعنی چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر فرض سے پہلے یا بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنتیں پڑھی ہیں جن کا مفصل بیان حسب ذیل ہے۔

نمازِ فجر کی سنتیں

فجر کی نماز میں دو فرضوں سے پہلے دو سنتیں پڑھنا بہت ضروری ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سنتیں پڑھا کرتے تھے جس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث یہ ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں بہت محافظت اور مداومت کرتے تھے۔ (بخاری مسلم)

۱۰۹۶ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

اسی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعت سنت دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں (صحیح مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتیں ضروری پڑھنی چاہئیں۔ صبح کی سنتوں کے متعلق فقہی مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۃً یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلا شبہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی ولہٰذا یہ سنتیں

ظہر کی سنتوں کا بڑا درجہ ہے اس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں پڑھنے سے انسان کے اعمال بارگاہِ ربّ العزت میں مقبول ہو جاتے ہیں اور اللہ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ السَّائِبِ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔

حضرت عبد اللہ رض صائب سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے ظہر سے پہلے اور فرماتے تحقیق یہ وقت ہے کہ کھولے جاتے ہیں اس میں دروازے آسمان کے۔ دوست رکھتا ہوں میں یہ کہ چڑھیں میرے اس میں نیک عمل۔ (ترمذی)

ظہر کی سنتوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ ظہر کی سنتیں تہجد کی نماز کے مثل ہیں۔ یعنی جس طرح نماز تہجد بارگاہِ ربّ العزت میں بڑی مقبول ہے ایسے ہی ظہر کی سنتیں بھی اللہ کو بہت پسند ہیں۔

عَنْ عُمَرَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلٰوةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَءَ يَتَفَيَّؤُ ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا

حضرت عمر رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے چار رکعتیں پہلے ظہر کے پیچھے دوپہر کے حساب کی جاتی ہیں ساتھ چار رکعت کے جو نماز تہجد میں پڑھی جاویں نہیں کوئی چیز مگر وہ تسبیح کرتی ہے اللہ کی اس وقت پھر پڑھی یہ آیت پھرتے ہیں سائے ہر چیز کے داہنی طرف اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے

گھر پڑھے یا بیرونِ مسجد کوئی جگہ قابلِ نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے آجکل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کرے خواہ کوئی سنت ہو (غنیہ)

۲۔ ظہر کی سنتیں

نمازِ ظہر میں فرضوں سے پہلے ۴ سنت اور ۲ سنت بعد میں ہیں اس کے متعلق حضرت عبداللہ کی روایت یہ ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَقِيْقٍ رض قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ	حضرت عبداللہ رض بن شقیق سے روایت ہے کہا میں نے عائشہ رض سے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلی نماز کے بارہ میں۔ کہا عائشہ رض نے تھے حضرت نماز پڑھتے میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پھر نکلتے نماز پڑھاتے لوگوں کو پھر داخل ہوتے نماز پڑھتے دو رکعت اور تھے نماز پڑھتے لوگوں کے ساتھ مغرب کی پھر داخل ہوتے پھر نماز پڑھتے دو رکعتیں۔ پھر نماز پڑھاتے لوگوں کو عشاء کی اور داخل ہوتے میرے گھر میں نماز پڑھتے دو رکعتیں اور تھے نماز پڑھتے رات کو۔

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا۔

اس شخص پر جو پڑھے پہلے عصر کے چار رکعت۔ (احمد، ترمذی اور ابوداؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے عصر کے پہلے چار رکعتیں فرق کرتے ان کے درمیان سلام کرنے کے ساتھ مقربین فرشتوں پر اور جو ان کے تابع ہیں مسلمانوں میں سے اور ایمان والوں میں سے۔ (ترمذی)

۵۔ نمازِ مغرب کی سنتیں

مغرب کے تین فرضوں کے بعد دو سنتیں ہیں کیونکہ حضرت حذیفہ رضؓ کی روایت ہے کہ

وَعَنْ حُذَيْفَةَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فَكَانَ يَقُوْلُ عَجِّلُوا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَاِنَّهُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوْبَةِ رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الزِّيَادَةَ عَنْهُ نَحْوَهَا فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔

حذیفہ رضؓ سے روایت ہے مانند اس کی اور زیادہ کہا کہ حضرت فرماتے تھے جلدی پڑھو دو رکعتیں بعد مغرب کے اس لئے کہ دونوں اٹھائی جاتی ہیں فرضوں کے ساتھ رزین نے ان دونوں کو روایت کیا اور بیہقی نے روایت کیا اس زیادتی کے ساتھ حذیفہ سے اس کی مانند شعب الایمان میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ فرضوں کے فوراً بعد دو رکعت سنت پڑھنا ضروری ہے اور جلد پڑھ لینا مستحب ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بات کرنے سے پہلے مغرب کے بعد کی دو رکعتیں پڑھیں فرشتے اس شخص کی یہ نماز علیین میں لے جاتے ہیں۔

لِلّٰہِ وَھُمْ دَاخِرُوْنَ ۔ ؂ — اللہ کے لیے اور وہ ذلیل ہیں (ترمذی)

۳۔ نمازِ جمعہ کی سنتیں

نمازِ جمعہ ظہر کا نعم البدل ہے اور جمعہ کے روز ظہر کی جگہ نمازِ جمعہ یعنی دو رکعت فرض پر اس لئے زور دیا گیا ہے تاکہ علاقے کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے سے ان میں اجتماعیت پیدا ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور مروت پیدا ہو۔ تو نمازِ جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جس کے بارے میں حضرت ابوھریرہؓ کی روایت یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مُصَلِّیًا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ فَلْیُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ اُخْرٰی لَہٗ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیُصَلِّ بَعْدَھَا اَرْبَعًا ۔ ؂

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہو تم میں سے جمعہ کے بعد نماز پڑھنے والا اسے چاہیئے کہ چار رکعت پڑھے روایت کیا اس کو مسلم نے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جس وقت نماز پڑھے ایک تمہارا جمعہ کے بعد چاہیئے کہ چار رکعت پڑھے۔

۴۔ نمازِ عصر کی سنتیں

نمازِ عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں اگر یہ پڑھی جائیں تو ان کا بہت اجر ہے۔ نہ پڑھنے پر کوئی وعید نہیں۔ اہلِ تقوٰی اور صوفیاء ان کی بڑی پابندی کرتے ہیں احادیث میں ان کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کرے اللہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ وَّرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے تو اس کے لئے بہشت میں گھر تیار کیا جاتا ہے چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت پیچھے اس کے اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر کی نماز سے پہلے۔

سُنّتوں کے متعلقہ مسائل

۱۔ جو سنّتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں یہ نہیں کہ دو دو پر سلام پھیریں اگر کسی نے ایسا کیا تو سنّتیں ادا نہ ہوئیں۔

یونہی اگر چار رکعت کی منّت مانی اور دو دو کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔

(درمختار وغیرہ)

۲۔ عشاء وعصر سے پہلے چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے۔ (تنویر الابصار)

اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشاء کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یونہی ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرما دے گا۔"

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہو گا

ایک ایسی بھی روایت آئی ہے جن سے ان دونوں رکعتوں کا طویل پڑھنا مستحب ثابت ہوتا ہے ، حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی رکعتیں اس قدر طویل پڑھتے تھے کہ تمام اہلِ مسجد متفرق ہو جاتے تھے ۔ (اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے) ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ۔ (رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُد)	حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے لمبی قرأت کرتے دو رکعتوں میں مغرب کے بعد یہاں تک کہ متفرق ہوتے مسجد والے ۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے ۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعتیں گھر میں پڑھنا مستحب ہے ۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی دو رکعتیں میرے گھر میں ادا فرماتے تھے ۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے ۔ حضرت سہیل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے ، جب امیر المؤمنین مغرب کی نماز کا سلام پھیرتے تھے تو میں کسی کو بعد کی دونوں رکعتیں مسجد کے اندر پڑھتے نہیں دیکھتا تھا ۔ سب لوگ جلد سے جلد مسجد کے دروازے کی طرف جاتے ، اور اپنے اپنے گھر میں پہنچ کر یہ دو رکعتیں ادا کرتے تھے ۔

۵ ۔ عشاء کی سنتیں

عشاء سے قبل ۴ سنت پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے اور فرضوں کے بعد دو سنت مؤکدہ ہے ۔ عشاء کے بعد دو سنتوں کے بارے میں حضرت ام حبیبہؓ کی روایت یہ ہے ۔

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَؓ قَالَتْ	ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ

نہیں ہوتی۔ البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہر اس کام کا ہے جو منافیٔ تحریمہ ہے۔ (تنویر)

۷۔ اگر بیع و شرا یا کھانے میں مشغول ہوا تو اعادہ کرے۔ ہاں سنتِ بعدیہ (بعد والی سنّت) میں اگر کھانا لایا گیا اور بدمزہ ہو جانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلا عذر سنت بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگرچہ ادا ہو جائے گی۔ (ردالمحتار)

۸۔ عشاء کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے۔ وہ سُنتِ مستحبہ جو فوت ہوئی۔ ادا نہ ہوئی۔ (درمختار)

۹۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چاروں پوری کرے۔ (درمختار)



اور اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور جو اس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اس کے فریق کو راضی کر دے گا۔

یا یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس کے لئے بشارت ہے کہ سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔

۳۔ ظہر و مغرب و عشاء کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنّت مؤکدہ داخل ہے۔ مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہوگئیں اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے۔ (فتح القدیر)

۴۔ جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے۔ اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے۔

اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل (جن میں عصر و عشاء کی سنّتیں بھی شامل ہیں) کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَکَ اور اعوذ بھی پڑھے۔ بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ کافی ہے۔ منّت کی نماز کے بھی قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھے اور تیسری میں ثناء و تعوّذ۔ (درمختار)

۵۔ ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سُنّت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے فرض کے بعد پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنّتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔ (فتح القدیر)

۶۔ سنّت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنّت باطل

لیے ضروری ہے۔

ا۔ فضائلِ مسجد

اسلام میں مساجد کو بہت زیادہ عظمت اور احترام حاصل ہے۔ کیونکہ مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہونے کی وجہ سے ایسی فضیلت اور برتری حاصل ہے جو دوسرے مقامات کو حاصل نہیں۔ مساجد کے فضائل کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

(۱) إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ۔ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (پ، توبہ: ۱۸)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

(۲) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (پ، اعراف: ۳۱)

اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

(۳) قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ (پ، اعراف: ۲۹)

تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اسکی عبادت کرو، نرے اس کے بندے ہو کر، جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مساجد کی تکریم و تعظیم کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

باب ١٦

احکامِ مسجد

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، اسے اللہ کے ہاں دوسرے مقامات کی نسبت برتری کا شرف حاصل ہے جو عام جگہوں کو حاصل نہیں کیونکہ مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔ اور اس مناسبت سے اللہ کو مسجد عام جگہوں سے زیادہ پسند ہے۔ شرعاً مسجد سے مراد وہ جگہ یا مکان ہے جو نماز باجماعت کے لیے مقرر کردی جائے، اس لیے مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں مسجد کو مرکزیت، اور شعائرِ اسلام کی حیثیت حاصل ہے۔

اے اللہ کے بندے! تجھے معلوم ہے کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد تو عبادتِ الٰہی ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور عبادت کی بہترین صورت نماز اور ذکرِ الٰہی ہے۔ نماز ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ پھر یہ ایسی عبادت ہے جو روزِ اول سے چلی آ رہی ہے تو اس عبادت کی انجام دہی کے لیے جو اللہ کا گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ ہے خانہ کعبہ، اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہی خانہ کعبہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے، وہ مبارک ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خانۂ خدا اللہ کی مقبول ترین مسجد ہے تو جب مساجد اللہ کو محبوب ہیں تو ان کے فضائل اور ان میں آنے جانے کے آداب جاننا بھی ہر مسلمان کے

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْیَھُوْدِ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَیْرٌ فَسَکَتَ عَنْہُ وَقَالَ اَسْکُتُ حَتّٰی یَجِیْئَ جِبْرِیْلُ فَسَکَتَ وَجَآءَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَاَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰکِنْ اَسْاَلُ رَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰہِ دُنُوًّا مَّا دَنَوْتُ مِنْہُ قَطُّ قَالَ وَکَیْفَ کَانَ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُھَا وَخَیْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُھَا۔ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے۔ حضرت جواب دینے سے چُپ رہے اور اپنے دل میں کہا کہ میں چپ رہوں گا یہاں تک کہ جبرائیل آئے۔ آپ چپ رہے اور جبرائیل علیہ السلام آئے۔ حضرت نے پوچھا، اس نے کہا جس سے پوچھا گیا ہے اس کو پوچھنے والے سے زیادہ علم نہیں لیکن میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے سوال کروں گا۔ پھر جبریل نے کہا۔ اے محمدؐ! میں اللہ کے اس قدر نزدیک ہوا کہ آج تک کبھی اتنا نزدیک نہیں ہوا۔ حضرتؐ نے کہا کیسے اے جبریلؑ! کہا میرے اور اس کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے بدترین جگہیں بازاریں ، اور بہترین جگہیں مسجدیں ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر سے۔

۳۔ مساجد اللہ کو بہت محبوب ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مکانوں میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب مساجد ہیں۔ جیسا کہ بندوں میں جو شخص اللہ کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ وہ اس کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ویسے ہی وہ جگہ جس جگہ پر اللہ کا بندہ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتا ہے وہ جگہ بھی اللہ کے نزدیک محبوب بن جاتی ہے، مساجد میں

احادیث میں مساجد کے بیشمار فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مساجد جنت کے باغ ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو جنت کے باغوں سے کہا ہے۔ کیونکہ جنت کے باغوں میں سکون، راحت، سکھ چین ہوگا اور اس راحت کے سبب انسان اللہ کا شکر گزار ہوگا تو ایسے ہی انسان اگر سچے دل سے مساجد میں جا کر نماز پڑھے تو وہ سکون حاصل ہوتا ہے جو دولت میں نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرو پس میوہ کھاؤ، کہا گیا اللہ کے رسول! جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا مساجد، کہا گیا اور میوہ کھانا کیا ہے اے اللہ کے رسول: فرمایا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

(ترمذی)

۲۔ مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں

مساجد بہترین جگہ ہیں۔ کیونکہ غلاموں کے لیے بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جسے مالک پسند کرے لہذا ہم اپنے مالک کے غلام ہیں اور ہمیں بھی مساجد کو اتنا اچھا اور بہترین جاننا چاہیئے جتنا کہ اللہ نے حکم دیا ہے یاد رہے کہ آقا کے نزدیک بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جہاں اس کا تذکرہ ہو، لہذا مساجد میں ہر وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لیے مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں۔

تَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ۔

محبت رکھتے ہیں اللہ کے لیے اس پر اکٹھے ہوں اور اس پر جدا ہوتے ہوں اور ایک وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے پس اس کی آنکھیں بھر پڑتی ہیں اور ایک وہ آدمی کہ اس کو ایک صاحبِ حسب و جمال عورت اپنی طرف بلاتی ہے وہ کہتا ہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ آدمی جو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہے اس کو چھپاتا ہے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ (متفق علیہ)

۵۔ دُور سے مسجد میں آنے کا ثواب

وہ لوگ جو دور سے چل کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آتے ہیں، ان کو نزدیک والوں سے زیادہ ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ بھی احترامِ مسجد میں شامل ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں بڑا از روئے ثواب کے وہ شخص ہے جو ان کا دور کا ہے پس دُور کا ہے از روئے چلنے کے اور جو شخص انتظار کرتا ہے نماز کی یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس شخص کے جو نماز پڑھے اور سو رہے۔

(متفق علیہ)

چونکہ لوگ اللہ کی عبادت اور ذکر کرتے ہیں اس لیے اللہ کو مساجد بہت محبوب ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ کی طرف مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ برے مکانوں میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں (مسلم)

۴۔ مساجد سے لگاؤ کا اجر

مسجد سے لگاؤ اور دلچسپی رکھنا بھی اللہ کے ہاں ایک مقبول فعل ہے یعنی بندوں نے نماز بہر حال مسجد میں پڑھنی ہی ہے لیکن ان میں وہ شخص جو مسجد سے زیادہ محبت اور الفت رکھتا ہو اس کا دل ہر وقت مسجد کے کاموں کی طرف ہو تو ایسا شخص اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے اور قیامت کے روز ایسے شخص کو اللہ کی خاص قربت حاصل ہوگی اور یہ قربت اللہ کے سایے کی صورت میں حاصل ہوگی۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص ہیں اللہ تعالٰی ان کو اپنے سایہ میں رکھے گا کہ اس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ امام عدل کرنے والا اور جوان آدمی کہ اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں خرچ کرے اور وہ شخص کہ اس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی طرف پھر آوے اور وہ شخص کہ

الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لایا۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۲۔ آدابِ مسجد

مسجد چونکہ ایک بابرکت اور باعظمت مقام ہے اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے مسجد کے تقدس اور احترام کو قائم رکھنے کے لیے چند آداب بتائے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعائیں

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنی چاہئیں:۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ اِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا مسجد میں داخل ہو پس چاہیئے کہ کہے اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جس وقت نکلے پس چاہیئے کہ کہے اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ (مسلم)

۲۔ مسجد کو صاف ستھرا رکھنا

مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لیے مسجد میں بدبو دار اشیاء کھا کر نہ جائیں کیونکہ وہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جس سے ناگوار ماحول پیدا

مسجد میں جانے سے مہمانیِ جنت کا شرف حاصل ہونا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا

قول ہے کہ جو شخص دن کے پہلے حصے میں یا پچھلے حصے میں خلوصِ دل کے ساتھ مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مہمانی تیار کرتا ہے یعنی مسجد میں جانا گویا ضیافت خانے میں جانا ہے اور اللہ تعالیٰ وہاں آنے والوں کو اپنی عطا سے محروم نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اللہ کریم کی شان کے خلاف ہے کہ اس کے گھر آنے والے محروم رہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اول روز یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔ جب بھی صبح صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (متفق علیہ)

خدمتِ مسجد، گواہیِ ایمان ہے

مسجد کی دیکھ بھال کرنا، اس کی خبرگیری کرنا، اس کی مرمت کروانا، اس میں نماز ادا کرنا، اس میں ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا انسان کی صاحبِ ایمان ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جس کے ایمان میں جتنی زیادہ استقامت ہو گی وہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرے گا جس سے اللہ راضی ہو تو مساجد کی خدمت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اللہ ہر مسلمان کو مسجد کی خدمت کی توفیق دے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاهَدُ

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبرگیری کرتا ہے اس کے ایمان کی

طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ مکروہ نہیں ہے البتہ متکلف کے لیے بحالتِ مجبوری ایسا کرنا جائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تجارت کو اچھا نہیں تصور کیا۔ اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّبِیْعُ اَوْیَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَاِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَّنْشُدُ فِیْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْكَ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم دیکھو کسی شخص کو کہ وہ بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں، کہو، اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص اپنی گمشدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے، کہو اللہ تجھ پر نہ لوٹائے۔ (ترمذی شریف)

۵۔ شعر گوئی کی ممانعت

مسجد میں دنیاوی قسم کے شعر پڑھنا جس میں محبوب مجازی کے حُسن و جمال کا ذکر ہو، سخت منع ہے ایسے ہی مسجد میں گانا وغیرہ بالکل نہ گایا جائے۔ گانا تو ویسے ہی خلافِ اسلام ہے تو پھر اسے مسجد میں گانے سے زیادہ گناہ ہوگا۔ لہٰذا ریڈیو، ٹی وی وغیرہ مسجد میں رکھنا آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔ البتہ مسجد میں حمد و ثناء اور نعت خوانی کی اجازت ہے کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف ہوتی ہے۔

وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّسْتَقَادَ فِی الْمَسْجِدِ وَاَنْ یُّنْشَدَ فِیْهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِیْهِ الْحُدُوْدُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ فِیْ سُنَنِهٖ

حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مسجد میں قصاص لیا جائے اور یہ کہ اس میں اشعار پڑھے جاویں اور یہ کہ اس میں حدیں قائم کی جائیں۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور صاحبِ

ہوتا ہے بلکہ مسجد میں جاتے ہوئے خوشبو لگانی چاہیے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ۔

حضرت جابر رضی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ فرشتے ایذا پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسان ایذا پاتے ہیں (متفق علیہ)

۳۔ ہنسی مذاق اور دنیاوی باتوں کی ممانعت

مسجد میں صرف خدا کی عبادت کی جائے لہٰذا وہاں کوئی لغو بات نہ کی جائے نہ کسی کی برائی بیان کی جائے اور نہ ہی وہاں دنیا کی باتیں کی جائیں کیونکہ دنیاوی باتوں میں حسد، بغض، غیبت وغیرہ جیسی باتیں آجاتی ہیں جو آداب مسجد کے خلاف ہے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

حضرت حسن سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا ان کی باتیں مسجدوں میں ہوں گی دنیا کے متعلق۔ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان میں اللہ کو کچھ حاجت نہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۴۔ مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت

مسجد میں خرید و فروخت نہ کی جائے کیونکہ دنیاوی امور انسان کو یاد الٰہی اور توجہ سے ہٹاتے ہیں اس لیے مسجد میں کاروبار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسجد کے اندر لین دین کرنا، خرید و فروخت کے معاملات کا

بنتی ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیئے۔ مسجد میں جھگڑا بری بات ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپس میں اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے لوگ باہم اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے، یہی وجہ ہے کہ مسجد میں حلقہ بندی کر کے بیٹھنا منع ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِى الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَاَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے مسجد میں شعر پڑھنے سے۔ اور خرید و فروخت کرنے سے اور یہ کہ لوگ جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھیں روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے

۸۔ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

مسجد میں تھوکنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا مسجد کو تھوک اور ریت سے پاک رکھنا واجب ہے۔ اگر تھوک یا بلغم مسجد کے فرش، دیوار، یا چٹائی کے اوپر یا نیچے لگ جائے تو اسے صاف کرنا ضروری ہے لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تھوکنے سے منع کیا ہے بلکہ آپ نے فرمایا ہے کہ مسجد میں تھوکنا برے اعمال میں سے ہے۔

وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَىَّ اَعْمَالُ اُمَّتِىْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِىْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا

حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کیے گئے اس کے نیک اور اس کے برے۔ میں نے اس کے نیک عملوں میں پایا ہے

صَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِيْهِ عَنْهُ ... جامع الاصول ... معاد

عَلَيْهِمْ وَفِي الْمَصَابِيْحِ عَنْ جَابِرٍ۔ — مصابیح میں جابر سے۔

۶۔ مسجد میں بلند آوازے کسنے کی ممانعت

مسجد میں خاموشی سے بیٹھا جائے آہستہ بات کی جائے

زیادہ وقت ذکر واذکار میں گزارا جائے۔ مسجد میں کسی مجبوری کے بغیر مباح گفتگو بھی درست نہیں۔ اگر کوئی ضروری بات کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو وہ کر لیں اس کے علاوہ مسجد میں بلند آوازے کسنے کی بھی ممانعت ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَ مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؏

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے۔ میں مسجد میں سویا ہوا تھا، مجھ کو ایک شخص نے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا اچانک وہ عمر بن خطاب تھے، کہا جا ان دو شخصوں کو میرے پاس لا۔ میں ان دونوں کو لایا پس کہا تم کن لوگوں میں سے ہو یا فرمایا تم دونوں کہاں کے ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو تکلیف دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔

(صحیح بخاری)

۷۔ مسجد میں حلقے بنانا یعنی گروہ بندی کی ممانعت

مساجد میں گروہ بندی کرنے کی اجازت

نہیں کیونکہ ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی، لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ

وہ کام مسجد میں کر لیتے ہیں جس کا کرنا جائز نہیں۔

۱۱۔ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسجد کو بند کرنا

مسجد چونکہ خانۂ خدا ہے اس لیے اس کا کھلا رہنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ جب نماز کا وقت نہ بھی ہو تو اس وقت بھی مسجد کو بند رکھنا مکروہ ہے۔ اگر سامان کے چلے جانے کا اندیشہ ہو، تو مکروہ نہیں۔

۱۲۔ مسجد میں کھانا اور سونا

مسجد میں کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ مسجد میں کھانے پینے سے گند پڑتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ مسجد میں کوئی چیز نہ کھائی جائے بلکہ فقہاء نے مسجد میں کھانے کو مکروہ تنزیہی کہا ہے اور بودار چیز جیسے پیاز وغیرہ کا کھانا تو مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی مسجد میں سونا بھی اچھا نہیں لیکن بوقت ضرورت سونے میں کوئی حرج نہیں۔ حالتِ اعتکاف میں مسجد میں سونے اور کھانے پینے کی اجازت ہے ایسے ہی اگر کوئی مسافر ہو تو اس کے لیے مسجد میں سونا جائز ہے۔ عام لوگوں کے لیے بھی قیلولے کے طور پر دن کے وقت تھوڑا آرام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ہمیشہ کے لیے مسجد کو ٹھکانا بنا لینا جائز نہیں۔

۱۳۔ مسجد میں اپنے لیے جگہ متعیّن کرنا

مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لیے مخصوص کر لینا اور وہاں دوسروں کے بیٹھنے سے ناگواری محسوس کرنا منع ہے۔ کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ بعض لوگ کپڑا رکھ کر دوسروں کے لیے جگہ رکھ لیتے ہیں، ایسا کرنا درست نہیں۔

اَلْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُ	ایذا کہ دور کی جائے راستہ سے اور میں نے اس کے
فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِہَا النُّخَاعَۃَ تَکُوْنُ	برے اعمال میں پایا تھوک کہ مسجد میں ہو جسے دفن
فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ	نہیں کیا جاتا۔ (مسلم)

۹۔ پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

کچا پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنا منع ہے۔ ایسے ہی کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیئے، اسی طرح حقہ سگریٹ وغیرہ پی کر بغیر منہ صاف کیے مسجد میں آنا اچھا نہیں۔

وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ	حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	سے روایت کرتے ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نَہٰی عَنْ ہَاتَیْنِ الشَّجَرَتَیْنِ یَعْنِی	نے ان دونوں درختوں کے کھانے سے منع کیا ہے
الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَکَلَہُمَا	یعنی لہسن اور پیاز، اور فرمایا جو شخص ان دونوں کو
فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ کُنْتُمْ	کھائے ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر
لَا بُدَّ اٰکِلِیْہِمَا فَاَمِیْتُوْہُمَا طَبْخًا۔	تم نے ضروری طور پر ان کو کھانا ہے تو پکا کر کھاؤ۔

(ابوداؤد)

۱۰۔ مسجد میں غسل اور وضو کی ممانعت

مسجد میں غسل یا وضو کرنا درست نہیں۔ مسجد کے ساتھ جو جگہ وضو یا غسل کے لیے بنائی گئی ہو وہاں وضو کرنا چاہیئے۔ حضرت امام اعظم کے نزدیک مسجد کے صحن یا مسجد کے اندر کسی جگہ پر وضو کرنا مکروہ ہے۔ ایک دفعہ میں حرم شریف مکہ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ کالے رنگ کا بدو آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک پانی کی بوتل تھی اور وہ حرم شریف کے اندر ہی تہ خانے کے ایک دروازے کے قریب وضو کرنے لگ گیا۔ یہ جہالت کا نتیجہ ہے کہ لوگ مسائل نہیں سیکھتے اور

بلکہ بعض اوقات بلند آواز سے عبادت کرنا افضل ہے۔ جس سے ذاکرین کا قلب بیدار ہو۔

۱۸۔ مسجد میں دینی علوم پڑھنا اور پڑھانا مسجد کے اندر علوم کی تعلیم دینا۔ قرآن پاک پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے۔ ایسے ہی وعظ و نصیحت کرنا اور شرعی احکامات کا جاری کرنا درست ہے۔

۳۔ درجاتِ مساجد

بعض مساجد کو عام مساجد پر ثواب کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے، اور ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب عام مساجد سے زیادہ ہے۔ ثواب کے لحاظ سے اول نمبر خانہ کعبہ یعنی مسجدِ حرام، پھر مسجد نبوی اور مسجدِ اقصٰی پھر مسجدِ قبا پھر مسجدِ عشاء، پھر جامع مسجد پھر محلّے کی مسجد، اس کے بعد شارع عام کی مسجد جہاں مؤذن یا امام نہ ہو۔ اور ان مساجد میں حدیث کے مطابق نماز با جماعت ادا کرنے کا حسبِ ذیل ثواب ملتا ہے۔

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِىْ بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَّ صَلٰوتُهٗ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهٗ فِى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهٗ فِى الْمَسْجِدِىْ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی نماز گھر میں ایک نماز ہے اور اس کی نماز اس مسجد میں جس میں جمعہ ہوتا ہے پانچ سو نماز کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد اقصٰی میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اور

۱۴۔ مسجد میں سوال کرنا

مساجد میں سوال کرنا حرام ہے البتہ اپنی مرضی سے کسی حقدار کو خیرات یا صدقہ دینا مباح ہے۔

۱۵۔ مسجد میں فخر کرنے کی ممانعت

مساجد میں فخر کرنا منع ہے۔ فخر کرنے سے انسان کی عاقبت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کی باتیں کریں گے۔ اس لیے فخر کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَّتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کریں گے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد، نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے۔

۱۶۔ مسجد کو راستہ بنالینا درست نہیں

بغیر کسی عذر کے مسجد میں سے راستہ بنا لینا مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو مسجد میں سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام مالکؒ کا قول ہے کہ مسجد کے اندر سے گزرنا کثرت سے نہ ہو تو جائز ہے۔

۱۷۔ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا

مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے دوسرے نمازی پریشان ہوں یا سونے والوں کی نیند اچاٹ ہو جائے اچھا نہیں۔ عام حالات میں جبکہ کسی دوسرے کی عبادت میں خلل نہ پڑتا ہو تو اونچی آواز سے ذکر کرنا جائز ہے

بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ مَنْ جَاءَ لِغَیْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ یَنْظُرُ اِلٰی مَتَاعِ غَیْرِهٖ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

وہ مجاہد کی مانند ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور کام کے لیے گئے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو غیر کے اسباب کی طرف دیکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں

۲۔ ریاض الجنّہ

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حرم شریف کے بعد مسجد نبوی کا مقام ہے۔ عام مساجد سے اس کے بلند مقام ہونے کی وجہ ایک تو اس مسجد کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے کہ یہ اللہ کے رسول کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔ اس کے بعد اس کے بلند مقام ہونے کی دوسری وجہ ریاض الجنّۃ ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے :-

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (ٹکڑا زمین کا) ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (صحیح مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مساجد میں سب سے بڑا رتبہ مسجد حرام کا ہے کیونکہ وہی سب مسجدوں کا قبلہ ہے۔ جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے اسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد مسجد نبوی اور مسجد اقصٰی کا درجہ ہے جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے اسے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد شہر کی جامع مسجد ہے جس میں ایک نماز پر پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

یخْمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَّصَلٰوتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ۔

اس کی نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۔ تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کا حکم

تین مسجدوں کی طرف سفر کرنا بہت عمدہ ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر سفر کرنا ہو تو تین مسجدوں کی طرف کرنا چاہیئے۔ وہ تین مسجدیں، مسجدِ حرام، مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ نبوی ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔ (صحیح بخاری)

۲۔ خیر سیکھنے کے لیے مسجد نبوی میں آنا

اچھائی سیکھنے یا سکھانے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آنے کا بہت اجر ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی مانند قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدِ نبوی اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کی مسجد ہے اس لیے اس مسجد میں جانا اللہ کے ہاں بڑا درجہ رکھتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا لَمْ یَاْتِہٖ اِلَّا لِخَیْرٍ یَتَعَلَّمُہٗ اَوْ یُعَلِّمُہٗ فَھُوَ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے جو شخص میری اس مسجد میں آئے، نہیں آتا مگر کسی خیر کے لیے کہ اس کو سیکھتا ہے یا اس کو سکھائے

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِی الدُّوْرِ وَاَنْ یُّنَظَّفَ وَیُطَیَّبَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ پاک کی جاویں اور ان کو خوشبو لگائی جائے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

۳۔ سات جگہیں مسجد نہیں

عموماً جہاں باقاعدہ نماز پڑھی جاتی ہے وہ جگہ مسجد کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا اس جگہ کا پاکیزہ ہونا اور عمدہ ہونا ضروری ہے اس مناسبت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں پہلی جگہ نجاست والی جگہ ہے۔ دوسری جگہ جانوروں کے ذبح کرنے کی جگہ ہے۔ چونکہ یہ جگہ بھی نجاستوں سے آلودہ ہوتی ہے۔ اس لیے اس میں نماز پڑھنا منع ہے تیسری جگہ قبرستان ہے۔ چوتھی جگہ گزرگاہ ہے، پانچویں جگہ حمام ہے۔ چھٹی جگہ اونٹوں کے باندھنے کی جگہ ہے۔ ساتویں جگہ بیت اللہ کی چھت ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَفِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَیْتِ اللّٰهِ۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے، نجاست پڑنے کی جگہ میں۔ جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ میں اور مقبروں میں اور چوراہوں میں اور حمام میں اور اونٹوں کے بندھنے کی جگہ میں۔ اور بیت اللہ کی چھت کے اوپر۔ (ترمذی ابن ماجہ)

۴۔ تعمیرِ مسجد کا اجر و مسائل

مسجد وہ ہے جو ایک یا چند آدمی اپنی کوئی مملوکہ زمین یا مکان مسجد کے نام سے اپنی مِلک سے جُدا کر دیں اور اس کا راستہ شارع عام کی طرف کھول کر مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ جب ایک مرتبہ وہاں اذان اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو یہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ اگر زمین مشترک ہو تو کسی ایک کے وقف کرنے اور مسجد بنا دینے سے یہ جگہ مسجد نہ ہوگی۔ جب تک تمام شرکاء بالغ ہونے کے بعد برضا و رغبت مسجد بنانے کی اجازت نہ دیں۔

۱۔ تعمیرِ مسجد جنت میں گھر بناتا ہے

جو شخص رضائے الٰہی کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنا دیتا ہے یعنی رضائے الٰہی کی خاطر مسجد بنانا جنت میں گھر بنانے کے مترادف ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

حضرت عثمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔

(متفق علیہ)

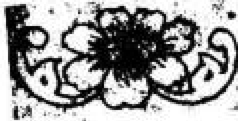
۲۔ محلّوں میں مساجد تعمیر کرنا

خطہ ارضی میں جہاں بھی مسلمان آباد ہوں۔ انھیں چاہیئے کہ وہاں عبادتِ الٰہی کے لیے مسجد تعمیر کریں، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنے محلوں میں مساجد تعمیر کرو اور انھیں پاکیزہ رکھو۔

بُيُوْتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔ پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔

(صحیح بخاری)

اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ؐ نے ، اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں میں سے کچھ پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ چنانچہ سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی خاص جگہ نماز کے لیے بنالی جائے ۔ اس کو پاک صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو مہکائی جائے ۔ حدیث (ابوداؤد و ترمذی) میں اس جگہ کو مسجد کہا گیا ہے اگرچہ عام اجازتِ نماز نہ ہونے کی وجہ سے وہ جگہ بالکل مسجد کے حکم میں نہیں ہوگی ۔ البتہ عورتیں وہاں نماز پڑھنے کے علاوہ اعتکاف کرسکتی ہیں۔ اور مرد (مؤکدہ وغیر مؤکدہ) سنتیں اور نفلیں پڑھ سکتے ہیں ۔ اگر اتفاقیہ وہاں جماعتِ نماز کی جائے تو مکان کی طرح ، جائے امام اور صفیں ملا کر قائم کرنا صحتِ اقتداء کے لیے شرط ہے۔



۴۔ مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب

مساجد میں جھاڑو دینے کا بہت اجر ہے کیونکہ مساجد مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں اس لیے انھیں صاف رکھنا مسلمانوں کا فرضِ اوّلین ہے۔ اور اللہ کے ہاں ایسے شخص کے لیے بہت انعام واکرام ہے۔ جو رضائے الٰہی کی خاطر مسجد کی صفائی کرتا ہے اس کے متعلق حضرت انس کی بیان کردہ روایت یہ ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِيْ حَتّٰى الْقَذَاةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِيْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰيَةٍ اُوْتِيْهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا ۔	حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ ثواب کوڑے اور خاک کا، جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔ اور روبرو کیے مجھ پر میری امت کے گناہ۔ پس نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا قرآن کی سورت سے یا آیت سے کہ دیا گیا ہو وہ ایک شخص، پھر بھلا دیا اس کو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۵۔ گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم

یوں تو مساجد میں باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہے البتہ اگر کوئی شخص مسجد میں نماز نہ پڑھ سکے تو اسے چاہیئے کہ گھر میں نماز پڑھ لے اور خاصکر عورتوں کو تو چاہیئے کہ وہ گھر میں نماز پڑھیں۔ گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسبِ ذیل ہے:۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِيْ	حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز

الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ (نساء : ۱۰۲)

درمیان ہوں اور جہاد میں انھیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں تو چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور اسلحہ لیے رہے تو پھر جب وہ سجدہ کر لے تو وہ پیچھے ہٹ جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے، آ کر آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ ہوشیار رہیں اور اپنا اسلحہ لیے رہیں۔

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز با جماعت کی بہت اہمیت ہے جو کہ میدانِ جنگ میں بھی معاف نہیں۔

۲۔ فضائلِ جماعت

اے سالک! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے مطابق نماز با جماعت کے بیشمار فضائل اور ثمرات ہیں لہٰذا جو کچھ جان بوجھ کر تارکِ جماعت بنے تو وہ ان ثمرات سے محروم رہے گا۔ فضائل جماعت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ ستائیس درجے ثواب

اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے

لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب ہوتا ہے تاکہ حصولِ ثواب کی خاطر مسلمان نماز با جماعت کو زیادہ ترجیح دیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

باب ۱۷

جماعت

اہلِ تقویٰ کو چاہیئے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو ہمیشہ ترجیح دیں کیونکہ یہی پیشوائے امت کا طریقہ کار تھا۔ جماعت کا مطلب اکٹھے مل کر نماز پڑھنا ہے۔ جماعت میں ایک شخص امام ہوتا ہے اور باقی مقتدی ہوتے ہیں۔

۱۔ جماعت کے متعلق حکمِ خداوندی

قرآن وسنت میں نماز باجماعت ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ ۝ (بقرہ : ۴۳)

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اس آیت سے نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید ظاہر ہوتی ہے اس لیے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ باجماعت نماز پڑھے۔ نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کا ذکر قرآن پاک میں ایک اور مقام پر یوں بیان ہوا ہے کہ جہاد میں جبکہ دشمن سے ہر لحظہ خونریز جنگ کا اندیشہ ہوتا ہے اس وقت بھی یہی تاکید کی گئی ہے کہ مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کر کے نماز باجماعت پڑھی جائے۔ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ مجاہدوں کے

پڑھنے کی بجائے ہمیشہ جماعت کو ترجیح دینی چاہیے۔

۴۔ مسجد میں ہوتے ہوئے جماعت میں شامل ہونے کی تاکید

اگر کوئی شخص مسجد میں موجود ہو اور اسی دوران اذان ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھے۔

وَعَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جس وقت کہ ہو تم مسجد میں اذان دی جاوے نماز کی، نہ نکلے ایک تمہارا یہاں تک کہ نماز پڑھے (احمد)

۵۔ نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کا اجر

نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں وقت لوگوں کے آرام اور سونے کے ہوتے ہیں اور ان اوقات میں نماز با جماعت طبیعت پر گراں معلوم ہوتی ہے اس لیے ان نمازوں کو با جماعت ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ان کا اجر بہت زیادہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جس شخص نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی تو اس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی تو اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کھڑی کی جاوے نماز، کوئی نماز نہیں مگر فرضی ہی۔

(صحیح مسلم)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً

علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے

(بخاری شریف)

۲۔ چالیس دن باجماعت نماز کا اجر

مسلمانوں میں باجماعت نماز کو فروغ دینے کے لیے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کی اور اس کے اثرات یہ بیان کیے کہ دوزخ اور نفاق سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص چالیس دن تک توجہ سے نماز باجماعت قائم کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی عادت میں جماعت سے نماز پڑھنا داخل ہو جائیگا تاکہ مسلمانوں میں ہمیشہ نماز باجماعت کی عادت راسخ ہو جائے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُّدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لیے نماز پڑھی چالیس دن جماعت میں اس طرح کہ پاوے تکبیرِ اُولیٰ، لکھی جاتی ہیں اس کے لیے دو خلاصیاں۔ ایک دوزخ کی آگ سے اور دوسری خلاصی نفاق سے۔ (ترمذی)

۳۔ نماز باجماعت کا درجہ قبولیت

جماعت میں شامل ہونا بہت افضل ہے اور احادیث میں مختلف انداز میں اسے قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اذان سنکر کسی شرعی عذر یعنی بیماری اور خوف کے بغیر مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچ پاتی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اکیلے نماز

جب مسلمان اکٹھے ہو کر نماز با جماعت ادا کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں تو اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوالدَّرْدَآءِ وَھُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَآ اَغْضَبَکَ قَالَ وَاللّٰہِ مَآ اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا اِلَّآ اَنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ جَمِیْعًا۔

حضرت ام درداء سے روایت ہے کہ مجھ پر ابو درداء آئے اور وہ غصے کی حالت میں تھے میں نے کہا کس چیز نے غصے میں ڈالا تم کو؟ کہا اللہ کی قسم نہیں جانتا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کچھ، مگر تحقیق وہ نماز پڑھتے ہیں جماعت سے۔

(بخاری)

۳۔ ترکِ جماعت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ ناراضگی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے حال پر بہت شفقت ہے۔ ہر معاملے میں آپ اپنے صحابہ سے بڑی نرمی اور پیار کا رویہ اختیار کرتے لیکن جماعت چھوڑنے والوں کو آپ نے قطعاً ناپسند کیا ہے۔ بلکہ بعض اوقات آپ نے جماعت میں شامل نہ ہونے والوں سے شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ اس کے قائم نہ ہونے سے اسلام کی اجتماعیت مجروح ہوتی ہے اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جماعت میں آکر شامل نہیں ہوتے، میں ان کے گھروں کو جلادوں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبُ ثُمَّ اٰمُرُ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق قصد کیا میں نے یہ کہ حکم کروں لکڑیوں کو جمع کرنے کا، لکڑیاں جمع کی جائیں

٦۔ ایک سے زائد آدمی کو جماعت سے نماز پڑھنی چاہیئے

ایک سے زائد آدمیوں کو نماز باجماعت قائم کرنی چاہیئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انھیں جماعت قائم کرنی چاہیئے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ثَلٰثَۃٍ فِیْ قَرْیَۃٍ وَّلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْہِمُ الصَّلٰوۃُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَیْہِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلَیْکَ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّمَا یَاْکُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِیَۃَ۔

حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تین شخص بستی میں اور نہ جنگل میں کہ نہ جماعت کی جاوے ان میں نماز مگر تحقیق غالب ہوتا ہے ان پر شیطان۔ پس لازم کر اپنے پر جماعت کو، سوائے اس کے نہیں کہ کھاتا ہے بھیڑیا اس بکری کو جو ریوڑ سے دور رہے (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انھیں جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہیئے اور وہ حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَہُمَا جَمَاعَۃٌ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یا دو سے زیادہ جماعت ہے (ابن ماجہ)

تو ان دونوں حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی ایک آدمی سے زائد آدمی ہوں تو جماعت سے نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۷۔ مسلمانوں کا امتیاز یعنی نماز باجماعت

نماز باجماعت مسلمانوں کا امتیازی نشان بھی ہے کہ

وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَشَاهِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَيْتُمُوْهَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلٰئِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيْلَتُهٗ لَابْتَدَرْتُمُوْهُ وَاِنَّ صَلٰوةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤْدَ وَالنَّسَائِيُّ ؛	حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ایک دن صبح کی۔ پس جب سلام پھیرا کہا فلاں حاضر ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں، فرمایا کیا فلاں حاضر ہے۔ عرض کی صحابہ نے کہ نہیں۔ فرمایا تحقیق یہ دونوں نمازیں منافقوں پر بہت گراں ہوتی ہیں اگر تم جانتے کیا ثواب ہے ان دونوں کا تو آتے تم اگرچہ گھٹنوں پر۔ تحقیق پہلی صف فرشتوں کی صف کے مانند ہے۔ اگر جانتے تم کیا ثواب ہے اس کا البتہ جلدی کرتے تم اس میں پہنچنے کے لیے۔ تحقیق ایک آدمی کی نماز ساتھ ایک آدمی کے زیادہ ثواب رکھتی ہے اکیلے کی نماز سے اور اس کی دو شخصوں کے ساتھ نماز زیادہ ثواب رکھتی ہے ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور جس قدر زیادہ ہوں پس وہ زیادہ محبوب ہے اللہ کی طرف۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے قصداً جماعت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں کیا۔

۴۔ نماز باجماعت کے فائدے

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی انسانی فائدے کی

بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ ۔

پھر حکم کروں میں اذان کہنے کا، اذان دی جائے۔ پھر حکم کروں میں ایک شخص کو کہ امامت کرائے لوگوں کی پھر پھر جاؤں میں لوگوں کی طرف۔ ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، جلا دوں میں ان پر ان کے گھر۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک ان کا جانے کہ پائے گا ہڈی گوشت کی موٹی بلکہ دو کھر گائے یا بکری کے اچھے البتہ حاضر ہوں وہ نماز عشاء میں۔ روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے اس کی مانند۔

ذرا مقام غور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے حد درجے کا پیار ہوتے ہوئے بھی اپنی امت کا یہ فعل پسند نہیں کہ کوئی مسجد کو چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھے۔

منافقانہ روش کی علامت

اسلام کے ابتدائی دور میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کی اور ان کی یہ روش ان کے جماعت میں حاضر نہ ہونے سے پہچانی جاتی۔ کیونکہ منافقین صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور ان کا یہ فعل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ جماعت میں شامل نہ ہونے سے منافقانہ روش کی پیروی ہوتی ہے لہٰذا اس سستی کو چھوڑ دیا جائے اور جماعت میں وقت پہ پہنچا جائے۔

کی نماز، جامع مسجد میں ہفتہ وار جمعہ کی نماز، سال میں دو دفعہ عید کی نماز اور حج کرنے والے تمام دنیا کے مسلمانوں کا سالانہ بیت اللہ میں جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ جماعت کے ذریعے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کا باہم مل کر رب العالمین کے حضور عبادت کرنا اور پھر اس کے سامنے حاضر ہو کر دعا کرنا، طلبِ حاجت کرنا، نزولِ رحمت، اور قبولیتِ دعا کا خاص درجہ رکھتی ہے۔ جماعت میں نیک اور بزرگ لوگوں کی شمولیت اور برکت سے گنہگاروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔

۴۔ شوقِ عبادت اور رغبت کا پیدا ہونا

نماز باجماعت کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں میں ایک دوسرے کو نماز پڑھتے دیکھ کر شوقِ عبادت میں تقویت پیدا ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ یعنی اہلِ علم اور اَن پڑھ وغیرہ بھی ہوتے ہیں تو اس طرح جب ہر طرح کے لوگ مل کر عبادت کرتے ہیں تو جو لوگ جانتے ہیں ان کے ذمے یہ بات عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ جاننے والوں کو بتائیں اس طرح ناواقف لوگوں کو واقف لوگوں سے مسائل پوچھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۵۔ بیداریِ انسانیت

نماز باجماعت انسان میں جذبۂ انسانیت بیدار کرتی ہے کیونکہ انسان کے ظاہر اور باطن کی تعمیر میں بیشمار خوبیاں نماز باجماعت سے پیدا ہوتی ہیں اور سب سے بڑی خوبی جو انسان میں پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نماز باجماعت انسان کو کامل بندہ بنا دیتی ہے۔

بات مضمر ہوتی ہے، تمام احکامات، خواہ وہ عبادت کے متعلق ہوں یا انسانی معاملات کے آئینہ دار ہوں ان کے ظاہر اور باطن میں بے شمار اسرار و رموز، حکمت اور فائدہ ہو گا۔ ایسے نماز باجماعت میں بے پناہ حکمت اور انسانی فائدہ ہے، نماز باجماعت کی برکات بیشمار ہیں لہٰذا اس کے فوائد حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ جذبۂ اطاعت

نماز باجماعت سے جذبۂ اطاعت پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ پانچ وقت جب اذان ہوتی ہے تو نمازی اس اذان کی پکار پر ہر قسم کا کام کاج چھوڑ کر مسجد کی طرف آتا ہے، تو نمازی کے اس طرح فوراً نماز کی طرف آنے سے دل میں اطاعتِ الٰہی کے جذبہ میں رغبت اور تقویت پیدا ہوتی ہے اور آخر یہی جذبہ انسان میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکامات میں بھی بیداری کا احساس پیدا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ یہی اطاعت انسان کو ایک بلند و بالا اور اچھے اوصاف والا انسان بنا دیتی ہے۔

۲۔ باہمی ہمدردی

اطاعت کے علاوہ انسان کو نماز باجماعت سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ آپس میں باہمی ہمدردی اور تعلقات جنم لیتے ہیں، جماعت میں حاضر ہونے سے ایک دوسرے کی خیر و عافیت اور حالات کا پتہ چل جاتا ہے۔ نماز میں حاضر ہونے والوں میں سے اگر کوئی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو، کوئی معذور، لنگڑا یا اندھا ہو، تو خواہ مخواہ دل میں ہمدردی پیدا ہو گی، کیونکہ نماز باجماعت ہمیں درس دیتی ہے کہ نمازیوں میں جو خوشحال اور صاحبِ حیثیت ہیں وہ غریبوں اور بے کسوں پر رحم کھائیں۔

۳۔ حصولِ رحمت کا ذریعہ

نماز باجماعت حصولِ رحمت کا خصوصی ذریعہ بھی بنتی ہے۔ محلے کی مسجد میں پانچ وقت

فصلّی معہ، اس کے ساتھ (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت ثانی کی صورت میں کسی جگہ بھی نماز پڑھنا درست ہے لہٰذا شارع عام یا بازار یا اسٹیشن کی مساجد میں جہاں نمازی آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بھی آئے وہ نماز پڑھ کر چلے گئے تو وہاں یہی بہتر ہے، جو لوگ آئیں جماعت کے ذریعے اکٹھے نماز پڑھ لیں خواہ ایک نماز کے وقت جتنی بھی جماعتیں ہو جائیں۔ ایسے ہی مسجد محلہ میں اور لوگ آگئے تو وہ جماعت ثانی کے ذریعے نماز ادا کریں۔ جماعت ثانی بغیر اذان کے پہلی جگہ سے ہٹ کر پڑھنی چاہیئے یعنی امام کا جماعت اولیٰ کے امام کی جگہ پر کھڑا ہونا درست نہیں۔ بلکہ جماعت ثانی کے امام کو جماعتِ اولیٰ کے امام والی جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے۔

مسجد کے علاوہ اگر کوئی دکان یا مدرسہ یا کوئی جگہ ہے، وہاں کچھ نمازی جمع ہو گئے تو جماعت سے قبل اذان سنت ہے، اور مسجد کی اذان کی آواز وہاں تک آجاتی ہے تو ٹھیک ہے اذان نہ دیں اور اگر اذان کی آواز نہیں آتی تو اس جگہ اذان بھی سنت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہو اگر وہاں پہلے جماعتِ اول ہو جائے تو پھر وہاں اذان و اقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر اذان کے بغیر محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ قائم کی جائے تو درست ہوگی۔

۶۔ جماعت میں شامل نہ ہونے کے شرعی عُذرات

اے مسلم! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ کچھ شرعی وجوہات یا عذرات ایسے ہیں۔ اگر ان کی بنا پر نمازی جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں مگر ان کے

۵۔ جماعتِ ثانی

مسجد یا کسی اور مقام پر جہاں ایک مرتبہ نماز با جماعت ہو جائے اور وہاں دوسری جماعت قائم کرنے کو جماعتِ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ اگر کچھ لوگ جماعتِ اول کے ساتھ نماز پڑھنے سے رہ گئے ہوں تو وہ جماعت ثانیہ کے ذریعے نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر فارغ ہو گئے کہ ایک آدمی آیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھی، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ دوسری جماعت کرنا جائز ہے لیکن قصداً جماعتِ اول چھوڑ کر دوسری جماعت قائم کرنا جائز نہیں۔

ایسے ہی اگر کسی شخص نے مسجد میں اکیلے نماز پڑھ لی۔ پھر بعد میں اس کو جماعت مل گئی تو اسے جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لینی چاہیئے تو اس طرح جو اس نے پہلے نماز پڑھی تھی اس سے فرض تو ادا ہو گیا لیکن جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھی وہ نفل ہو گی لیکن جماعت کا ثواب بھی مل گیا۔

جماعتِ ثانی کا جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا رَجُلٌ یَتَصَدَّقُ عَلٰی ھٰذَا فَیُصَلِّیَ مَعَہٗ فَقَامَ رَجُلٌ	حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کیا نہیں کوئی شخص کہ صدقہ کرے اس پر اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا، نماز پڑھی

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عِشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعِشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ ۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کہ رکھا جاوے ایک تمہارے کا کھانا شام کا اور قائم کیا جاوے نماز کو شروع کرو کھانا اور نہ جلدی کرو یہاں تک کہ فارغ ہو اس سے اور ابن عمر تھے کہ رکھا جاتا واسطے ان کے کھانا اور قائم ہوتی نماز، پس نہ آتے نماز کو یہاں تک کہ فارغ ہوتے اس سے اور تحقیق وہ امام کی قرأت کو بھی سنتے۔ (مسلم شریف)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلٰوةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهٖ ۔ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ ۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تاخیر کرو نماز کو واسطے کھانے کے اور نہ اس کے غیر کے لیے۔

(روایت کیا اس کو شرح السنہ میں)

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر تاخیر کرنے میں وقت جاتا ہو تو تاخیر جائز نہیں اور اگر وقت فراخ ہو تو اس صورت میں کھالینا درست ہے بشرطیکہ کھانا حاضر ہو۔

۳۔ پیشاب یا پاخانہ کا زور ہونا

اگر بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت ہو تو نماز سے پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص جماعت میں شامل نہ ہوسکے، تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن ارقم سے روایت ہے کہ میں نے

باوجود بھی اگر جماعت میں شامل ہو جائے تو بہت بہتر ہے اور وہ شرعی عُذرات حسبِ ذیل ہیں :۔

۱۔ شدید سردی یا بارش شدید سردی یا بارش کی صورت میں اگر کوئی شخص جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو اس کا یہ عُذر ترکِ جماعت کے لیے مقبول ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص جماعت میں شامل ہو جائے تو بہت بہتر ہے ۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَذَّنَ بِالصَّلٰوۃِ فِیْ لَیْلَۃٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِیْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ یَّقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ ۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز کے لیے ایک رات کو اذان دی کہ اس رات میں سرد ہوا چل رہی تھی۔ پھر کہا خبردار اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ پھر کہا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مؤذن کو کہ جس وقت رات سرد ہوتی اور بارش ہوتی، کہہ دو خبردار! نماز اپنے گھروں میں پڑھو (بخاری شریف)

اس حدیث پاک کے ضمن میں یہ بات بھی آتی ہے کہ موسم سرما میں اگر سخت سردی ہو جس کے باعث کسی بیماری کے لگ جانے یا بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو یہ جماعت میں شامل نہ ہونے کا قابلِ قبول شرعی عذر ہے ۔ ایسے ہی مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہونا بھی ترکِ جماعت کے عذرات میں سے ہے ۔

۲۔ شدّتِ بھوک شدتِ بھوک کی صورت میں یہی حکم ہے کہ پہلے کھانا کھا لیا جائے، پھر نماز ادا کی جائے لیکن ایسی صورت میں شامل ہونے کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں طرح کے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں :۔

نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ کیونکہ مساجد اللہ کا گھر ہیں اس لیے وہاں عورتوں کو جانے سے منع نہیں کرنا چاہیئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عورت کے لیے ان کے گھر زیادہ بہتر ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَکُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ منع کرو تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے اور ان کے لیے ان کے گھر بہتر ہیں (ابوداؤد)

اگر کوئی عورت مسجد کے بہانے جا کر کسی برائی میں ملوث ہوتی ہو تو پھر اسے روکنا جائز ہے۔

۳۔ مساجد جانے کی اجازت

عورتوں کو چاہیئے کہ مساجد میں جانے کے لیے اجازت سے جائیں۔ بیوی کو خاوند سے اجازت لینی چاہیئے اور لڑکیوں کو اپنے والد سے اجازت حاصل کرنی چاہیئے۔ مسجد میں حاضر ہونے کے لیے ایک دفعہ ہی اجازت لے لینا کافی ہے لیکن عورتوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ ایسی مساجد میں جائیں جہاں پردے کا معقول انتظام ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت جس وقت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دینی چاہیئے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَۃُ اَحَدِکُمْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یَمْنَعْھَا۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اجازت مانگے ایک تمہارے کی عورت مسجد کی طرف، نہ منع کرے اس کو (متفق علیہ)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے جس وقت کہ قائم کی جاوے نماز اور پاوے ایک تمہارا حاجت پاخانہ کی، چاہیئے کہ ابتدا کرے پاخانہ کے ساتھ (ترمذی شریف)

۷۔ عورتوں کی جماعت میں شمولیت

عورتوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ مساجد میں جاکر جماعت میں شامل ہوں بلکہ ان کے لیے مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ پھر اگر عورتیں مسجد میں جاکر جماعت سے نماز پڑھنا چاہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انھیں مساجد میں جانے کی اجازت دے دی جائے۔ عورتوں کے مساجد میں جاکر جماعت میں شامل ہونے کے بارے میں احادیث حسبِ ذیل ہیں :۔

۱۔ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

عورت چونکہ گھر کی نگہبان ہوتی ہے اس لیے اس کے لیے گھر زیادہ بہتر ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِيْ مَخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِيْ بَيْتِهَا ۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی نماز اس کے گھر میں پڑھنی افضل ہے۔ گھر کے صحن میں پڑھنے سے۔ اور کوٹھڑی میں بہتر ہے نماز اس کی کھلے مکان سے۔ (ابوداؤد)

۲۔ عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکا جائے

عورتوں کو مسجدوں میں جاکر باجماعت

مدنظر رکھیں۔ بعض عورتیں مساجد میں جاکر دنیاداری کی باتیں کرتی ہیں۔ بعض اوقات غیبت کی باتیں بھی ہوجاتی ہیں۔ بعض اوقات مساجد میں جانے کا مقصد ہی نماز کے علاوہ اور رکھ لیا جاتا ہے۔ اس لیے عورتوں کو ایسی چیزوں سے بچنا چاہیئے۔

پھر عورت کے لیے زیب و زیبائش کر کے مسجد میں جانا درست نہیں۔ کیونکہ دیکھنے والے فتنۂ آنکھ کے گناہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور آنکھ انسان کو زنا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو اور زیبائش کر کے مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ وَّاِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَہِیَ کَذَا وَکَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃٌ ؀

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ ہے زنا کرنے والی اور تحقیق عورت کہ جس وقت خوشبو لگاتی ہے، پھر گذرتی ہے کسی مجلس سے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زنا کرنے والی ہے (نسائی شریف)

۸۔ صف بندی

نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہونے کو صف بندی کہا جاتا ہے۔

جماعت میں صف بندی بہت اہم ہے کیونکہ صف بندی اجتماعی عبادت کی بنیاد ہے اگر صف بندی نہ کی جائے بلکہ جس کا جہاں دل چاہے وہاں کھڑا ہو جائے تو اس طرح نظم قائم نہیں ہوگا اور بغیر نظم و نسق انسان معیارِ انسانیت سے گر جاتا ہے لہٰذا نماز کی صف بندی انسان میں ظاہری طور پر وہ نظم پیدا کرتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور یہ ظاہری صف بندی انسان کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور انسان حصولِ روحانیت کے لیے بھی اپنے آپ کو بارگاہِ

۴۔ عورت کے لیے خوشبو لگا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

عورتوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ خوشبو لگا کر مساجد میں جائیں۔ کیونکہ عورتوں کے اس طرح کرنے سے برائی کے جنم لینے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خوشبو لگا کر مساجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدٰكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا۔

حضرت زینب، عبداللہ بن مسعود کی بیوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے فرمایا جس وقت حاضر ہو ایک تم میں سے مسجد میں پس نہ لگا وے خوشبو۔ (مسلم)

اگر کوئی عورت خوشبو لگالے تو اسے مسجد میں جانے کے لیے غسل کرنا چاہیے تاکہ خوشبو کا اثر زائل ہو جائے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ حِبِّيْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ امْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے، نہیں قبول کی جاتی اس عورت کی نماز کہ مسجد میں جانے کے لیے خوشبو لگاوے یہاں تک کہ غسل کرے غسلِ جنابت کی مانند۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے، اس کی مانند روایت کی احمد اور نسائی نے۔

۵۔ آدابِ مساجد کو مدِ نظر رکھنا

عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ مساجد میں جائیں تو وہاں آداب کو

لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ۔	ڈالے گا اللہ درمیان تمھاری ذاتوں کے (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شروع شروع میں صحابہ کرامؓ کی صفوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے درست کیا کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب صحابہؓ نے سیدھی صف بندی کا طریقہ سیکھ لیا تو صحابہؓ خود بخود سیدھے کھڑے ہوتے لہذا آج بھی لوگوں کو چاہیئے کہ صف بندی کرتے وقت سیدھے اور ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں لیکن پھر بھی امام کو دیکھ لینا چاہیئے کہ اگر کوئی سیدھا کھڑا نہ ہو، آگے یا پیچھے ہو تو برابر کھڑا ہونے کے لیئے تاکید کر دینی چاہیئے۔

۲۔ ایک اور حدیث میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب نماز کے لیے
فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	تکبیر تحریمہ کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا	اپنا چہرہ ہماری جانب کیا اور فرمایا کہ اپنی صفوں کو
صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ	سیدھا کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہو۔ کیونکہ میں
مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ۔	تمھیں اپنی پُشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔
	(بخاری شریف)

۳۔ حضرت انسؓ ہی سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قیام میں شامل ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اکرم
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی
صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ	اور درست کرو۔ کیونکہ صفوں کا درست کرنا نماز کے

ربِ العزت میں منظم کرتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہے آپس میں مل کر صف بندی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس طرح مل کر کھڑے ہونے میں انسان کو آپس کا اختلاف دور کر کے کھڑا ہونا چاہیئے ایسے ہی دل کو اختلافاتِ دنیا سے خالی کر دو۔ تاکہ خالی دل اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تجلی کے ٹھہراؤ کی جگہ بن جائے۔

۱۔ صفیں سیدھی کرنے کا حکم

صف بندی کرتے وقت نماز میں مل کر کھڑے ہونا چاہیئے۔ بلکہ سیدھے اور برابر کھڑے ہونا چاہیئے۔ زیادہ صفوں کی صورت میں ایک سمت کھڑے ہونا چاہیئے۔ صفیں سیدھی بنائی جائیں اور قطار باندھتے ہوئے ساتھ والے کے قدم کے قریب قدم رکھنا چاہیئے اور کندھے کو کندھے کے ساتھ ملانا چاہیئے۔ نہ صف سے آگے اور نہ ہی صف سے پیچھے کھڑے ہونا چاہیئے۔

صف بندی کے وقت امام کو چاہیئے کہ اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو سیدھا کرے۔ اس کے بارے میں حدیث یہ ہے:۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ	حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں سیدھی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے یہاں تک کہ دیکھا تحقیق سمجھے ہم ان سے۔ پھر ایک دن آپ کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ تکبیر کہیں، پس دیکھا ایک شخص کو باہر نکلا ہوا اس کا سینہ صف سے۔ پس کہا، اے اللہ کے بندو برابر کرو اپنی صفوں کو یا اختلاف

فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِى الصَّفِّ ۔

کیا نہیں صف باندھتے تم فرشتوں کی صف کی مانند اپنے رب کے نزدیک۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! کیونکر صف باندھتے ہیں فرشتے اپنے رب کے پاس۔ فرمایا کہ پورا کرتے ہیں پہلی صفوں کو، جُڑ کر کھڑے ہوتے ہیں صف میں۔ (مسلم شریف)

۴۔ امام کے نزدیک اہلِ علم کو کھڑا ہونا چاہیئے

امام کے پیچھے قربت میں ان لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیئے جو زیادہ بصیرت اور علم والے ہوں، پھر ان سے قریب اہلِ عقل اور دانشمند کو کھڑا ہونا چاہیئے۔ پھر ان کے بعد عام سُوجھ بُوجھ رکھنے والوں کو کھڑا ہونا چاہیئے۔

وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِى الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِيَنِىْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ اَشَدُّ اخْتِلَافًا ۔

حضرت ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اپنے ہاتھوں کو ہمارے مونڈھوں پر رکھتے نماز میں اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو، مختلف ہوں گے تمہارے دل، چاہیئے کہ متصل ہوں میرے تم میں سے صاحبانِ بلوغ کے، اور عقل کے، پھر وہ لوگ کہ قریب ہوں ان کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہیں ان کے۔ ابو مسعودؓ نے کہا تم آج کے دن بہت اختلاف کرنے ہو۔ (مسلم)

۵۔ بڑوں کو آگے اور بچّوں کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے

امام کے پیچھے بڑوں کی صفیں بنانی چاہئیں۔ مردوں کی صفوں کے بعد، پھر بچوں کی صف بنائی جائے۔

مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ .

قائم کرنے میں داخل ہے (بخاری شریف)

۲۔پہلی صف کی فضیلت

مسجد میں دوسروں کی نسبت ذرا پہلے آنا چاہیے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْأُوْلٰى وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيْهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا .

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر کہ قریب ہوتے ہیں پہلی صفوں کے اور نہیں کوئی قدم بہت محبوب اللہ کی طرف اس قدم سے کہ چلے اور ملا دے ساتھ اس کے صف کو۔ (ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ پہلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں وہ اللہ اور اس کے فرشتوں کو بہت محبوب ہیں اور ان پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔

۳۔فرشتوں کی طرح صفیں باندھو

صف بناتے وقت جڑ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رض کو حکم دیا کہ فرشتوں کی طرح جڑ کر صف بندی کرو۔ کیونکہ فرشتے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰنَا حَلَقًا فَقَالَ مَالِيْ اَرٰىكُمْ عِزِيْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، دیکھا ہم کو بیٹھے ہوئے حلقے بنا کر۔ فرمایا کیا ہے میرے لیے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو جماعتیں الگ الگ، پھر نکلے ہم پر فرمایا

مَیَامِنَ الصُّفُوْفِ ۞ (ابوداؤد)

۸۔ صفیں برابر کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ

امام کو دیکھنا چاہیئے کہ جب صفیں سیدھی اور برابر ہو جائیں تو اس وقت تکبیر تحریمہ کہنی چاہیئے۔

وَعَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاِذَا اسْتَوَیْنَا کَبَّرَ ۞

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے برابر کرتے ہماری صفوں کو جس وقت کہ کھڑے ہوتے ہم طرف نماز کی۔ جب برابر ہو چکتے ہم تو تکبیر تحریمہ کہتے۔ (ابوداؤد)

۹۔ عورتوں کے لیے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ

صفوں میں عورتوں کے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ مردوں کے بعد علیحدہ صف ہے۔ اگر عورتوں کے لیے مردوں کے پیچھے علیحدہ با پردہ کھڑا ہونے کا انتظام ہو تو بہت بہتر ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُھَا وَشَرُّھَا اٰخِرُھَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُھَا وَشَرُّھَا اَوَّلُھَا ۞

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صف مردوں کی پہلی ہے اور بدترین آخری اس کی اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بدترین پہلی ان کی ہے۔

۞

۱۰۔ صف بندی کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیئے

صف بندی کرتے ہوئے صفوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیئے کیونکہ خالی جگہ چھوڑنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اگر صفوں میں خالی جگہ چھوڑی جائے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیے کہ میرے نزدیک ہوں تم میں سے صاحب بلوغ اور عقل کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہیں ان کے تین بار فرمایا۔ اور بچو تم بازاروں کے شور کرنے سے (مسلم)

۶۔ پہلی صف کو پورا کرنے کا حکم

پہلے پہلی صف کو پورا کرنا چاہیے۔ پھر دوسری کو یعنی اگر کوئی کمی ہو پچھلی صف میں رہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ ۔۔۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا کرو پہلی صف کو، پھر اس کو کہ نزدیک ہے پھر جو کچھ نقصان ہو پچھلی میں ہو۔ (ابوداؤد)

۷۔ امام کے دائیں طرف کھڑا ہونے کی فضیلت

مقتدیوں کو امام کے پیچھے اس طرح کھڑے ہونا چاہیے کہ امام درمیان میں رہے۔ امام کے ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم افراد نہیں ہونے چاہئیں۔ امام کے دائیں کھڑے ہونے والوں کی فضیلت زیادہ ہے کیونکہ دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اوپر داہنی طرف والی صفوں کے

آدمی کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت پیدا کرے لیکن بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو امام کو چاہیئے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سے اسے دائیں جانب کر لے، ایسا کرنا سنت ہے لیکن ایک مقتدی کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ یَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِیَدِیْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِیْ كَذٰلِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَی الشِّقِّ الْاَیْمَنِ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، کہ رات گذاری میں نے اپنی خالہ میمونہ کے گھر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے کھڑا ہوا میں بائیں طرف حضرت کے، پکڑا ہاتھ میرا پیچھے پیٹھ اپنی سے پھیرا مجھ کو اس طرح پیچھے پیٹھ اپنی سے طرف پہلو دائیں کے۔

(بخاری)

۲۔ امام کے ساتھ بعد میں شامل ہونیوالے مقتدی

آغازِ جماعت میں اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی کھڑا ہو، لیکن بعد میں دوسرا مقتدی بھی آ کر جماعت میں ملنا چاہیے تو پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹ کر امام کے پیچھے ہو جانا چاہیئے اور آنے والا مقتدی اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے پھر اگر کوئی اور آ جائے تو اسے بھی امام کے پیچھے کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اگر پہلا مقتدی نہ ہٹے تو بعد آنے والے مقتدیوں کو لازم ہے کہ اسے کھینچ کر پیچھے کر لیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیُصَلِّیَ فَجِئْتُ حَتّٰی قُمْتُ عَنْ یَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَدَارَنِیْ حَتّٰی اَقَامَنِیْ عَنْ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے میں آیا کہ کھڑا ہوا میں بائیں طرف حضرت نے پکڑا ہاتھ میرا پھیرا مجھ کو یہاں تک کہ کھڑا کیا مجھ کو اپنی دائیں طرف

تو وہاں شیطان گھس آتا ہے۔ مسلمانوں کی صف میں شیطان کا گھسنا اچھی بات نہیں ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ ٭

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملی ہوئی رکھو صفیں اپنی اور نزدیکی کرو درمیان صفوں کے اور برابر رکھو گردنیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق میں دیکھتا ہوں شیطان کو داخل ہوتا ہے صف کے شگافوں میں، گویا کہ وہ سیاہ بچہ ہے بکری کا۔

(ابوداؤد)

۹۔ امام اور مقتدیوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا طریقہ

امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا عام طریقہ یہ ہے کہ امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مقتدی ایک سے زیادہ ہوں۔ مقتدیوں کو امام کے پیچھے درمیان سے کھڑے ہونا شروع کرنا چاہیئے بزرگوں کو دائیں جانب اور جوانوں کو بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے۔ امام کے پیچھے کھڑا ہونے کی دیگر صورتیں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ امام اور ایک مقتدی کے کھڑے ہونے کی صورت

جب جماعت میں نماز پڑھنے والے

صرف دو آدمی ہوں تو اس صورت میں ایک امام اور دوسرا مقتدی بن جائے مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے اور امام کو بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں اگر کوئی مقتدی امام کے بائیں جانب کھڑا ہو جائے یا بعد میں آکر ایک

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِہٖ وَبِاُمِّہٖ اَوْخَالَتِہٖ قَالَ فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَ اَقَامَ الْمَرْاَۃَ خَلْفَنَا ؕ

حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ساتھ اس کے اور ماں اس کی کے یا کہا خالہ اس کی کے۔ انسؓ نے کہا کھڑا کیا مجھ کو داہنے اپنے اور کھڑا کیا عورت کو پیچھے ہمارے (مسلم)

۵۔ امام کا اونچی جگہ پر کھڑے ہونا درست نہیں

جماعت کے لیے امام کو اونچی جگہ پر کھڑا نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس کے متعلق حضرت عمارؓ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

وَعَنْ عَمَّارٍ اَنَّہٗ اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَآئِنِ وَقَامَ عَلٰی دُکَّانٍ یُّصَلِّیْ وَالنَّاسُ اَسْفَلَ مِنْہُ فَتَقَدَّمَ حُذَیْفَۃُ فَاَخَذَ عَلٰی یَدَیْہِ فَاتَّبَعَہٗ عَمَّارٌ حَتّٰی اَنْزَلَہٗ حُذَیْفَۃُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِّنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ لَہٗ حُذَیْفَۃُ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا یَقُمْ فِیْ مَقَامٍ اَرْفَعَ مِنْ مَّقَامِہِمْ اَوْ نَحْوَ ذٰلِکَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِّذٰلِکَ اتَّبَعْتُکَ حِیْنَ اَخَذْتَ عَلٰی یَدَیَّ ؕ

حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ وہ امام ہوئے لوگوں کے مدائن شہر میں اور وہ کھڑے ہوئے چبوترہ پر نماز پڑھانے کے لیے اور مقتدی نیچے تھے ان سے آگے بڑھے حذیفہ، عمار کے دونوں ہاتھ پکڑے پس متابعت کی حذیفہ کی عمار نے یہاں تک کہ اتار ان کو حذیفہ نے چبوترہ سے۔ جب عمار فارغ ہوئے اپنی نماز سے اس کے لیے حذیفہ نے کہا کیا نہیں سنا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب امام ہو ایک آدمی قوم کا نہ کھڑا ہو اس جگہ کہ بلند ہو مقتدیوں کی جگہ سے یا اس کی مانند فرمایا۔ عمار نے کہا اسی لیے اتباع کی میں نے تمہاری جس وقت تم نے میرے ہاتھ پکڑے (ابوداؤد)

يَمِيْنِهٖ ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى اَقَامَنَا خَلْفَهٗ

پھر آیا جبار بن صخر، کھڑا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف پکڑے حضرت نے دونوں ہاتھ ہمارے اکٹھے پھر ہٹایا ہم کو، یہاں تک کر کھڑا کیا ہم کو اپنے پیچھے۔

(مسلم)

۳۔ امام کے آگے بڑھنے کی صورت

اگر بعد میں آنے والے مقتدی امام کے دائیں یا بائیں طرف آکر کھڑے ہو جائیں اور پہلا مقتدی امام کی داہنی طرف ہو تو اب امام کو چاہیئے کہ آگے بڑھ جائے تاکہ مقتدی باہم مل کر امام کے پیچھے ہو جائیں۔ اگر مقتدیوں کے لیے پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تو بھی امام کو آگے بڑھنا چاہیئے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنَّا ثَلٰثَةً اَنْ يَّتَقَدَّمَ مِنَّا اَحَدُنَا۔

حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے، کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ ہوں ہم تین آدمی، یہ کہ آگے بڑھے ایک ہمارا۔ (ترمذی)

۴۔ عورتوں کو مردوں کے پیچھے علیحدہ کھڑا ہونا چاہیئے

عورت کو مردوں کے ساتھ کھڑا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ مردوں کے پیچھے علیحدہ صف میں کھڑا ہونا چاہیئے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی میں نے اور یتیم نے ہمارے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے۔ اور ام سلیم پیچھے ہمارے تھی۔

(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ جُهَیْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَآرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَآ اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً ؕ

حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو کہ اس کو کس قدر گناہ ہے اس کے لیے چالیس تک ٹھہرے رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ گزرے - ابونضر نے کہا میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس - (متفق علیہ)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ اتنا شدید ہے کہ اگر گزرنے والے کو معلوم ہو جائے تو چالیس سال تک ٹھہرنا بھی قبول کرلے - ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ :-

وَعَنْ کَعْبِ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَآرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ لَکَانَ اَنْ یُّخْسَفَ بِهٖ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَهْوَنَ عَلَیْهِ ؕ رَوَاهُ مَالِکٌ

حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے اس پر کیا گناہ ہے البتہ ہو کہ اسے دھنسا دیا جائے اس سے بہتر کہ اس کے آگے سے گزرے - ایک روایت میں ہے - اس پر آسان ہے - روایت کیا اس کو مالک نے -

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات بیان ہوئی ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ آگے سے گزرنے کی سزا زمین میں دھنسائے جانے سے بھی زیادہ ہے تو اسے وہ قبول ہوگی لیکن نمازی کے آگے سے گزرنا منظور نہیں ہوگا - اس سے معلوم ہوا کہ آگے سے گزرنے کو بہت ہی برا جانا گیا ہے -

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

۶. لڑکوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا مقام

لڑکوں یا بچوں کو مقتدیوں کی صفوں کے پیچھے علیحدہ صف میں کھڑا ہونا چاہیئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا یعنی بچے پچھلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلٰوتَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا صَلٰوتُهٗ قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى لَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا قَالَ اُمَّتِیْ ۔

حضرت ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابو مالک نے کہ حضرت نے قائم کی نماز اور صف باندھی مردوں کی اور کھڑا کیا پیچھے ان کے لڑکوں کو۔ پھر نماز پڑھائی ان کو۔ ابو مالک نے آنحضرت کی نماز کی کیفیت بیان کی پھر فرمایا آنحضرت کی اسی طرح نماز ہے عبدالاعلیٰ نے کہا، نہیں گمان کرتا میں ابو مالک کو مگر کہ کہا امت میری کی۔ (ابوداؤد)

۱۰. نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

نمازی کے آگے سے گزرنا بڑا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ انسان نماز میں خدا کے حضور میں ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ خدا کی حمد و ثنا کہہ کر خدا سے ہم کلام ہو رہا ہوتا ہے اور خدا اس حالت میں اپنے بندے پر رحمت اور مہربانی کر رہا ہوتا ہے، تو اس حالت میں جب کوئی نمازی کے آگے سے گزرتا ہے تو اس ہم کلامی میں خلل واقع ہوتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان کا خیال خدا سے ہٹ کر گزرنے والے کی طرف چلا جائے اور اس طرح بندے کی توجہ کا کسی اور طرف چلے جانا اچھا نہیں۔ اس لیے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو منع کیا گیا۔

زمین پر کھڑا کر لو، اگر عصا بھی نہ ہو تو خط کھینچ لینا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ شَیْئًا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیَنْصِبْ عَصَاهُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَهٗ عَصًا فَلْیَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا یَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ ٭

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی تم میں سے نماز پڑھے وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھے پس اگر نہ پائے کوئی چیز کھڑا کرے اپنا عصا اگر اس کے پاس عصا بھی نہ ہو پس چاہیے کہ خط کھینچے پھر اس کو جو بھی آگے سے گزرے گا ضرر نہ دیگا (ابو داؤد، ابن ماجہ)

۱۔ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند سترہ کھڑا کرنا

سترہ کس طرح رکھا جائے تو اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اونٹ پر سوار ہونے کے لیے جو لکڑی کا کجاوا ہوتا ہے جس طرح اس کی پچھلی لکڑ کھڑی ہوتی ہے، اس کی مانند لکڑی کھڑی کرنی چاہیے۔

وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْیُصَلِّ وَلَا یُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذٰلِکَ ٭

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا اپنے آگے سترہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند رکھے پس نماز پڑھے۔ پھر پروا نہ کرے جو اس کے پرے گزرے۔ (مسلم)

۲۔ شیطان کا نماز کو قطع کرنا

اگر کوئی شخص سترہ کھڑا کرنے کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اس کے آگے سے شیطان گزرتا ہے لہذا اس کے نماز کو قطع کرنے سے بچنے کے لیے سترہ کھڑا کرنا ضروری ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَّسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْفَعْہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ۔ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاہُ ٭

علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی نماز پڑھے کسی چیز کی طرف کہ اس کو لوگوں سے ڈھانکے، کوئی شخص اس کے آگے سے گزرنے کا ارادہ کرے۔ پس چاہیئے کہ باز رکھے اگر نہ مانے اس سے لڑائی کرے، سوائے اس کے نہیں کہ وہ شیطان ہے۔ یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم کے لیے ہے اس کا معنی۔

جب سُترہ نہ ہو یا سُترہ ہو لیکن وہ سترہ کے اندر سے گزرتا ہو تو آواز سے سبحان اللہ کہہ کر اس کو روکنا چاہیئے۔ اگرچہ نماز جہری ہو یا ہاتھ آنکھ یا سر کے اشارے سے اس کو منع کریں۔ اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ گزرنے والے کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اگر کوئی شخص بلند جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو اگر نیچے سے گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہوگا تو گزرنے والا گنہگار ہوگا۔ غرض مقام نماز کی بلندی گزرنے والے کے قد سے زیادہ ہو تو نیچے سے گزرنا جائز ہے۔

سُترہ

سُترے کا مطلب ہے آڑ کرنا لہٰذا جب کوئی نماز پڑھتے ہوئے اپنے سامنے کسی شے کو رکھ لیتا ہے تاکہ آگے سے گزرنے والے کی وجہ سے نماز میں خلل واقع نہ ہو تو اس چیز کو سُترہ کہا جائے گا۔ سترہ کسی شے کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لی جائے۔ اگر کوئی موجود نہ ہو تو اپنے سامنے اپنا عصا

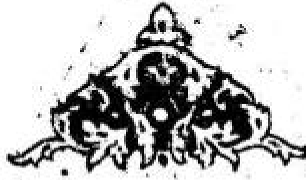
بِسُتْرَةٍ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ لِلنَّسَائِیِّ نَحْوَہٗ

روایت کیا اس کو ابو داؤد نے اور روایت کیا نسائی نے اس کی مانند۔

۵۔ امام کے آگے سُترہ

امام اگر اپنے سامنے سترہ کھڑا کرلے تو امام کا سُترہ سارے مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوگا

امام کے آگے سُترہ قائم ہو جانے کی صورت میں جماعت کے آگے سے گزر جانے میں کوئی گناہ نہیں۔



اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ	حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ	جس وقت کوئی تم میں سے سترہ کی طرف
اِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا	نماز پڑھے۔ اس کے نزدیک کھڑا ہو تاکہ
يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ	شیطان اس کی نماز کو اس پر قطع نہ کرے۔
صَلٰوتَهٗ ۔	(ابوداؤد)

۳۔ سترہ کی صورت میں نمازی کے آگے سے گزرنا

نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے لیکن سترہ کی صورت میں آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن سترہ اور نمازی کے درمیان سے نہیں گزرنا چاہیئے۔

۴۔ نمازی کے آگے سے جانور کا گزرنا

نمازی کے آگے سے جانور وغیرہ گزرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ	حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف
وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَّنَا	لائے۔ ہم اپنے جنگل میں تھے۔ آپ کے ساتھ
وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِي	عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے جنگل میں نماز
الصَّحْرَآءِ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ	پڑھی۔ آپ کے آگے سترہ نہ تھا اور
سُتْرَةٌ وَّحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ	ہماری گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیلتی
تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى	تھیں۔ آپ نے اس کی پروا نہیں کی۔

احتراز کرنا چاہیئے۔ اگر کسی شخص کو امامت کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ امامت کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں امام کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَا یَقْعُدْ فِیْ بَیْتِهٖ عَلٰی تَکْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ وَلَا یَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ اَهْلِهٖ ۔

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کرائے قوم کو ان کا زیادہ پڑھتا ہوا اللہ کی کتاب کو اگر ہوں پڑھنے میں برابر امامت کرے زیادہ سنت کو جاننے والا، اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو امامت کرے وہ جو ہجرت میں پہلا ہو۔ اگر ہوں ہجرت میں برابر تو امامت کرے بڑا ان کا عمر میں۔ اور نہ امامت کرے کوئی بیچ جگہ حکومت اس کی کے اور اس کی مسند پر اس کے گھر نہ بیٹھے۔ مگر اس کے حکم کے ساتھ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے اور نہ امامت کرے کوئی کسی کی بیچ گھر اس کے کے۔

۱۔ عالم اور متّقی کو امام بنانا چاہیئے

اس حدیث میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو امامت کرنی چاہیئے جو دوسروں کی نسبت قرآن مجید کی قرأت اچھی طرح کرتا ہو۔ اگر قرأت میں تمام نمازی برابر ہوں تو پھر ایسے شخص کو امام بنانا چاہیئے جو سنت کو زیادہ جانتا ہو یعنی احکام نماز اور مسائل کو زیادہ بہتر جانتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علمِ فقہ کا جاننا بھی ضروری ہے اور علمِ فقہ میں اسی شخص کو مہارت حاصل ہو سکتی ہے جو قرآن اور

باب ۱۸

امامت

امام سردار یا حاکم کو کہا جاتا ہے لیکن نماز کی جماعت کے سلسلے میں امام اسے کہا جاتا ہے جو نمازیوں کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ امامت بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ اس لیے امام بننے کے لیے انسان کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ کیونکہ کسی شرعی نقص کی بنا پر اگر امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی بھی نماز نہ ہوگی کیونکہ امامت عظیم ترین دینی منصب ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مقام ہے اس لیے امام بننے یا کسی کو منتخب کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

اوصافِ امام

امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہوتا ہے جو عالم باعمل اور متقی و پرہیزگار ہو۔ امام کے لیے عاقل بالغ مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عورت امام نہیں بن سکتی۔ امام کے لیے شرعی مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید کی قرأت کر سکتا ہو۔ خوش خلق اور زیادہ عمر والا ہو تو بہتر ہے۔ جب کسی کو امام بنایا جائے تو پہلے دیکھا جائے کہ کیا وہ امام بننے کے قابل ہے کہ نہیں۔ امام بننے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ امامت اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ برضا و رغبت اسے قبول نہ کرلیں۔ اگر مقتدی اس سے بیزاری کا اظہار کریں تو امام بننے سے

امام بنایا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابن ام مکتوم تیرہ مرتبہ امام بنے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنَ اُمِّ مَکْتُوْمٍ یَؤُمُّ النَّاسَ وَھُوَ اَعْمٰی ۔

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کریں لوگوں کی اس حال میں کہ وہ اندھے تھے۔ (ابوداؤد)

۴۔ تین مسلمانوں میں سے زیادہ لائق کو امام بنانا چاہیئے

تین شخص جب جماعت کی صورت میں نماز پڑھنے لگیں تو انھیں چاہیئے کہ امامت کے لیے اس شخص کو مصلّے پر کھڑا کریں جو ان میں زیادہ حقدار ہو اور قرآن کی قرأت جانتا ہو۔ حقدار سے مراد یہ ہے کہ جو ان میں علم اور تقوٰی میں زیادہ ہو۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّھُمْ اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَاُھُمْ ۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تین آدمی ہوں، ان میں سے ایک امام ہو اور زیادہ لائق امامت کا زیادہ پڑھا ہوا ان کا۔

۵۔ امامت کو ایک دوسرے پر ڈالنا

بعض اوقات کسی مقام یا مسجد میں یوں بھی ہوتا ہے کہ مقررہ امام کسی وجہ سے امامت پر حاضر نہیں تو نمازی جماعت کے لیے ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تم امامت کرو لیکن بمشکل ہی کوئی شخص راضی ہوتا ہے۔ جب ایک آدمی جسے لوگ اچھا اور نیک خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ آگے کسی اور کو کہہ دیتا ہے

حدیث کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اگر علمِ دین کو سب برابر جانتے ہوں تو پھر اس شخص کو امامت کرنی چاہیئے جو ہجرت کرنے والا ہو۔ یعنی دینِ حق کی تبلیغ اور دعوت کی خاطر جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کر کے آباد ہو گیا ہو۔ اگر ہجرت میں بھی سب لوگ برابر ہیں یا ایسے لوگ ہیں جن میں سے کسی نے بھی ہجرت نہیں کی تو پھر اس شخص کو امام بنایا جائے جو بزرگ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی نیابت یعنی امامت کے لیے حضرت ابو بکرؓ کو مقرر کیا۔ کچھ افراد نے استفسار کیا کہ حضرت ابو بکرؓ نہایت نرم دل ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ ہی نماز پڑھائیں گے لہذا حضرت ابو بکرؓ ہی نے امامت کے فریضہ کو سنبھالا۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ یہ منصب بڑا اہم ہے لہذا نہایت ہی افضل اور ذمہ دار شخص کو امامت پر فائز کیا جائے۔

۲۔ بہتر شخص کو امام بنانا

امام کو نیک اور دیندار ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ فرمایا ہے کہ تم میں سے اذان اس شخص کو دینی چاہیئے جو بہتر ہو اور امامت اسے کروانی چاہیئے جو زیادہ قاری ہو، یعنی قرأت اچھی طرح جانتا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُمْ	حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان دیں اچھے تمہارے اور امامت کریں تم میں سے جو خوب پڑھتے ہوں (ابو داؤد)

۳۔ نابینے کو امام بنانا

اگر کسی نابینے شخص میں امامت کے اوصاف جو پہلے بیان کیے گئے ہیں، پائے جائیں تو اسے بھی

أَوْحٰى إِلَيْهِ كَذَا وَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ
الْكَلَامَ فَكَأَنَّمَا يُغْرٰى فِي صَدْرِي
وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ
الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ
فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ
صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ
بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ
أَبِيْ قَوْمِيْ بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ
قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ
النَّبِيِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوةَ
كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا
فِيْ حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ
فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ
أَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ
أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّيْ لِمَا كُنْتُ
أَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ
بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ
أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ
كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ
فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّوْنَ
عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا

بھیجا ہے اس کو، وحی کی ہے طرف اس کے، وحی
کی طرف اس کے۔ میں تھا یاد کرتا اس کلام کو، گویا
چمٹ جاتا وہ کلام میرے سینہ میں اور تھے عرب
انتظار کرتے بیچ اسلام اپنے کے مکہ فتح کے وقت
کہتے چھوڑ دو اس کو اس کی قوم کے ساتھ کہ قریش
ہیں۔ تحقیق اگر وہ غالب ہوں اپنی قوم پر اور فتح
کریں مکہ کو تو وہ سچے نبی ہیں۔ پس جب فتح ہوئی جلدی
کی ہر قوم نے اپنے اسلام کے ساتھ اور پہل کی اسلام
لانے میں میرے باپ نے میری قوم پر جبکہ پھر کر آیا
سفر سے باپ میرا، کہا آیا ہوں میں تمہارے پاس
اللہ کی قسم نزدیک نبی برحق کے سے، کہا فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو نماز ایسی فلانے وقت میں
اور ایسی نماز فلانے وقت میں۔ جب نماز کا وقت ہو
تو چاہیے کہ اذان دے ایک تمہارا اور امام ہو تم میں سے
قرآن کو زیادہ جاننے والا پس دیکھا قوم نے کہ نہ
زیادہ جاننے والا تھا مجھ سے، اس لیے کہ میں سیکھتا
تھا قرآن قافلہ والوں سے۔ انھوں نے مجھ کو امام کیا
آگے اپنے اور میں تھا چھ برس کا یا سات برس کا۔
اور تھی مجھ پر ایک چادر، جس وقت سجدہ کرتا سمٹ
جاتی چادر میرے بدن سے۔ ایک عورت نے کہا
قوم سے کیا نہیں ڈھانکتے ہم سے اپنے امام کی شرمگاہ

یعنی اپنے اوپر سے امامت کی سعادت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ قربِ قیامت کی علامت ہے۔ اس کے بارے میں حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَّتَدَافَعَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ لَا یَجِدُوْنَ اِمَامًا یُصَلِّیْ بِھِمْ۔	حضرت سلامۃ بنتِ حُر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ دفع کریں گے مسجد والے امامت کو، نہیں پاویں گے امام کہ ان کو نماز پڑھا دے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربِ قیامت میں لوگ امامت سے گریز کریں گے لیکن یہ کم عقلی ہے۔

۶۔ نابالغ کی امامت

عام حالات میں نابالغ کی امامت درست نہیں۔ کسی بالغ امام کے ہوتے ہوئے نابالغ کی امامت درست نہیں۔ لیکن خاص حالات میں جب بالغ جماعت پڑھانے والا نہ ہو یعنی اسے قرأت نہ آتی ہو اور اس کے مقابلے میں نابالغ کو قرأت اچھی طرح آتی ہو تو اس مجبوری کی حالت میں نابالغ کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ائمہ نے اسے پسند نہیں کیا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نابالغ بچے کے امام بننے کا واقعہ حسبِ ذیل ہے :۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَۃَ قَالَ کُنَّا بِمَآءٍ مَمَرَّ النَّاسِ یَمُرُّ بِنَا الرُّکْبَانُ نَسْاَلُھُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَزْعَمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَہٗ اَوْحٰی اِلَیْہِ	حضرت عمرو بن سلمہ سے روایت ہے کہا ہم پانی کے کنارے پر رہتے تھے وہ گذرگاہ تھا لوگوں کا۔ ہم پر قافلے گزرتے۔ پوچھتے ہم کیا ہے واسطے لوگوں کے کیا ہے واسطے لوگوں کے، کیا صفت ہے اس شخص کی، وہ کہتے لوگ دعویٰ کرتا ہے وہ یہ کہ اللہ نے

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ان میں پہلا وہ شخص ہے جو کسی کا غلام ہو اور بھاگ جائے اور جب تک وہ واپس نہیں آئے گا اس کی نماز قبول نہ ہوگی یا وہ مالک سے آزادی حاصل کرلے۔ اس عورت کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ جو اپنے خاوند کی پروانہ کرے اور اس حالت میں رات گزار دے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو جائے۔ اور تیسرے ایسے شخص کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی کہ جو قوم کا امام ہو لیکن لوگ اسے اس کی بُری حرکات کی وجہ سے اچھا نہ سمجھتے ہوں۔

امام اکثریت کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے اگر کسی امام سے اکثر لوگ ناخوش اور ناراض ہوں تو اسے امامت نہیں کروانی چاہیئے۔ اگر برائے نام مخالفت ہو تو امام کو نماز پڑھاتے رہنا چاہیئے لیکن اگر جماعت میں زیادہ تر لوگ امام سے نفرت کریں تو اسے امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیئے اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :-

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلٰوتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَى الصَّلٰوةَ دِبَارًا وَّالدِّبَارُ اَنْ يَّاْتِيَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهٗ وَرَجُلٌ اِعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں کہ نہیں قبول کی جاتی ان کی نماز، ایک وہ شخص کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس سے ناخوش ہوں، دوسرا وہ کہ آوے نماز کو پیچھے۔ اور معنی پیچھے کے یہ ہیں کہ آئے اس نماز کو اس کے وقت کے فوت ہونے کے وقت تیسرا وہ شخص کہ غلام پکڑے آزاد کو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ عیاں ہوتا ہے کہ جس امام سے لوگ ناخوش ہوں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ مراد یہ ہوئی کہ جس امام کی نماز قبول نہ ہوگی تو اس کے پیچھے

فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ ۔

قوم نے کپڑا خریدا میرے لیے کُرتہ بنایا، نہ خوش ہوا میں ساتھ کسی چیز کے مانند خوشی اپنی کے اس کُرتے کے ساتھ ۔ (بخاری)

نابالغ کو بضرورت تراویح میں سامع بنایا جاسکتا ہے اور فرض وواجب نماز میں نابالغ کا لقمہ لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ البتہ بالغ لڑکا جس کے ابھی داڑھی نہ آئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا درست اور جائز ہے ۔

۷۔ فاسق اور فاجر کو امام نہیں بنانا چاہیئے

فاسق اور فاجر شخص کو امام نہیں بنانا چاہیئے

کیونکہ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے ۔ ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا نہ ملے، پھر ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے اسی طرح اگر فاسق فاجر بدعتی امام طاقتور ہوں اور انھیں ہٹانے کی طاقت نہ ہو یا انھیں ہٹانے سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی مقتدیوں کے لیے اکیلے نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے ۔

وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ اٰذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین شخص ہیں کہ ان کی نماز کانوں سے بلند نہیں ہوتی ۔ ایک غلام بھاگا ہوا مالک اپنے سے یہاں تک کہ پھر آئے، اور دوسری وہ عورت کہ رات گذاری ہو اس حالت میں کہ اس کا خاوند اس سے خفا ہے ۔ تیسرا وہ کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس کو مکروہ رکھتے ہوں ۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ۔

جو دور دراز جگہ پر پروگرام کو دیکھ رہے ہوں یا سُن رہے ہوں تو مسئلہ یہ ہوا کہ ایسے امام کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھنا جائز نہیں بلکہ خلافِ شرع ہے۔ ایسے ہی اگر کسی امام کی آواز ٹیپ کر کے جماعت کے آگے رکھ لی جائے اور امام کھڑا نہ کیا جائے تو اس طرح بھی نماز نہ ہوگی۔

۲۔ امامت پر اُجرت

طاعت و عبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے، امامت کے لیے، قرآن و فقہ کی تعلیم کے لیے، حج کے لیے، یعنی اس لیے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ متقدمین فقہاء کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سُستی پیدا ہو گئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا انھوں نے اس کلیہ سے بہت سے امور کا استثناء فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ تعلیم القرآن و فقہ اور اذان و اقامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن و فقہ کے پڑھانے والے طلبِ معاش میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے، اسی طرح اگر مؤذن و امام کو نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان و جماعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس شعارِ اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔

اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے۔ اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہلِ علم نہیں ہیں، اِدھر اُدھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ و تقریر کے ذریعے انھیں دین کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعے سے کچھ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں ان کا

اقتدار میں مقتدیوں کی بھی نماز قبول نہ ہوگی۔ اس لیے امام اور مقتدیوں کو دلی طور پر صاف دل رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی امام یا مقتدیوں سے ناراضگی یا بغض دل میں رکھتا ہو تو اسے ترک کر کے امامت کرنی چاہیئے تاکہ نماز بارگاہ رب العزت میں قبول ہو۔ اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یہ ہے:۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تَرْفَعُ لَهُمْ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ ۞

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ نہیں بلند ہوتی ان کے لیے ان کی نماز اوپر ان کے سروں سے ایک بالشت بھی، ایک وہ شخص کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس سے ناخوش ہوں اور دوسری وہ عورت کہ رات گزارے اور خاوند اس کا اس پہ خفا ہو اور تیسرے وہ کہ دو بھائی آپس میں ناخوش ہوں۔ (ابن ماجہ)

۸۔ قابلِ نفرت شخص کی امامت

ایسے شخص کی امامت مکروہ ہوتی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں

یعنی امام ایسی بیماری یعنی جذام، برص، خارش یا دمہ وغیرہ میں مبتلا ہو اور لوگ اس کی بیماری سے نفرت کرتے ہوں تو ایسے شخص کو امامت کرانے سے گریز کرنا چاہیئے۔

۹۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر امامت خلافِ شرع ہے

اگر کوئی امام دور دراز مقام یا مسجد میں امامت کر رہا ہو اور اس کی امامت کی تصویر اور آواز ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے نشر کی جا رہی ہو تو اس صورت میں اس کی امامت ان لوگوں کے لیے درست نہیں۔

صفوں کو درست کرلیں۔

۲۔ مقتدیوں کی ضرورت اور معذوریوں کو مدّنظر رکھنا

جماعت پڑھاتے ہوئے امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کی ضرورت اور معذوریوں کو مدنظر رکھے۔ قرأت درمیانے درجے کی کرے۔ اگر محسوس کرے کہ اس کی قرأت سے کسی بوڑھے نمازی کو تکلیف ہوگی تو اسے چاہیئے کہ قرأت مختصر کرے، رکوع و سجود بھی لمبے نہ کرے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہلکی پڑھانے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّیْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوۃً وَّلَآ اَتَمَّ صَلٰوۃً مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کَانَ لَیَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے کسی امام کے کہ بہت ہلکی ہو اور بہت پوری ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور تحقیق تھے حضرت البتہ سنتے رونا لڑکے کا پس ہلکی کرتے نماز، ڈر اس کے سے کہ تشویش میں پڑے ماں اس کی (بخاری، مسلم)

۳۔ بچّے کے رونے کی آواز سُن کر نماز کو ہلکا کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے حد درجہ رحم اور شفقت فرماتے ہوئے اگر نماز کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شریک ہو تو اسے تکلیف نہ ہو۔ اس کے بارے میں آپؐ کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق میں داخل ہوتا ہوں

بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے، ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندۂ خدا سے ہو سکے کہ ان امور کو خالصۃً لوجہ اللہ انجام دے اور اجرِ اُخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے۔ پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصوّر کرتے ہوئے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں، ان کی خدمت ہم کریں اور ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحقِ ثواب ہوگا اور اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اُجرت نہیں ہے بلکہ اعانت و امداد ہے۔

۳۔ فرائضِ امام

امام کے لیے ضروری ہے کہ مقتدیوں کے حال کا خیال رکھے اور مقتدیوں کے ماحول کے مطابق اگر نماز ہلکی پڑھانے کی ضرورت ہو ہلکی پڑھائے۔ اس کے فرائض حسبِ ذیل ہیں:-

۱۔ صف بندی کرانا

امام کو چاہیئے کہ صف بندی کروائے اور صفیں سیدھی کرنے کی تاکید کرے کیونکہ یہ امام کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ جماعت کھڑی ہونے سے قبل مقتدیوں کی صف بندی پر نظر ڈالے۔ اگر صفوں میں سے کوئی جگہ خالی نظر آئے تو اسے پورا کرنے کے لیے مقتدیوں کو تاکید کرے۔ اگر کوئی بچہ پہلی صف میں کھڑا ہو تو اسے سب سے پچھلی صف میں کھڑا ہونے کے لیے کہے۔ جب صفیں بہت زیادہ ہوں، لامحالہ امام ایک نظر میں بہت بڑے مجمع کی صف بندی یکدم درست نہیں کروا سکتا، تو مقتدیوں کو بذاتِ خود ہی چاہیئے کہ جماعت کے لیے کھڑے ہوتے ہی خُود بخود

دوسرے ارکان ادا کر سکیں۔

۶۔ بہت طویل قرأت پر رسول اکرمؐ کی ناپسندیدگی کا اظہار

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قرأت کرتے ہوئے امام کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کا خیال رکھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ کو ہدایت کی ہے کہ نماز با جماعت میں قرأت اتنی لمبی نہ کرو کہ لوگ اللہ کے دین سے نفرت کرنے لگیں۔ اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو مسعود نے یہ کہ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! تحقیق میں پیچھے رہ جاتا ہوں نماز صبح کی سے بسبب فلانے شخص کے کہ لمبی پڑھاتا ہے نماز ہم کو، نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کہنے میں بہت غصے میں اس دن سے۔ پھر فرمایا تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں پس جو تم میں سے نماز پڑھا دے لوگوں کو، چاہیئے کہ ہلکی پڑھا دے اس لیے کہ ان میں ضعیف اور بوڑھا اور حاجتمند ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۷۔ ائمہ کو اچھی طرح نماز پڑھانے کی تلقین

امام کو چاہیئے کہ خلوص نیت سے اچھی نماز پڑھائے کیونکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر امام اچھی طرح جماعت

لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ ۞

نماز میں اور میں ارادہ کرتا ہوں نماز کو لمبا کرنے کا، سنتا ہوں لڑکے کے رونے کی آواز کم کرتا ہوں بیچ نماز اپنی کے بہ سبب اس چیز کے کہ جانتا ہوں میں شدتِ فکر ماں اس کی سے لڑکے کے رونے کے سبب ۞

۴۔ بیماروں کے لیے نماز کو ہلکا کرنے کی تاکید

جماعت کے دوران امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیماروں، کمزوروں اور بوڑھوں کا خیال رکھے کیونکہ جب کوئی امام نماز پڑھائے تو اسے چاہیئے کہ ہلکی پھلکی جماعت کروائے اس لیے کہ مقتدیوں میں مریض بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی۔ لیکن قرأت کو اتنا مختصر بھی نہ کرے کہ جماعت کی روح ہی قائم نہ رہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ ۞

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت نماز پڑھائے ایک تمہارا لوگوں کو چاہیئے کہ ہلکی کرے نماز، تحقیق ان میں بیمار بھی ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی اور جس وقت کہ نماز پڑھے ایک تمہارا اپنے نفس کے لیے چاہیئے کہ لمبی کرے جس قدر چاہے (بخاری مسلم)

۵۔ مکبّر مقرر کرنا

امام جب محسوس کرے کہ نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے کہ اس کی آواز مقتدیوں تک نہیں پہنچ پائے گی تو اس صورت میں اسے چاہیئے کہ چند آدمیوں کو مکبّر مقرر کر دے تاکہ جب وہ امام کی تکبیر سنیں تو تکبیر کہیں۔ تاکہ ان کی آواز پر مقتدی آسانی سے رکوع، سجود اور

پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت ہو رہی ہو تو اس پر واجب ہے کہ جماعت میں شامل ہو کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اپنے خلیفہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ اقتدا ہو سکے اور اگر خلیفہ نماز پوری ادا کر چکا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وضو خانہ کے قریب ہی نماز پوری کرے یا اپنی پہلی جگہ پر آ کر نماز پڑھے۔
اگر وضو خانہ فرشِ مسجد کے قریب ہی ہو جیسا کہ عام طور پر مسجدوں میں ہوتا ہے تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، کرے یا نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے لوٹے پھر امام بن جائے۔ اتنی دیر مقتدی اپنی ہیئت پر قبلہ رُخ پورے سکوت و سکون کے ساتھ اس کی واپسی کے منتظر رہیں۔ خلیفہ کر دینے کے بعد امام اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے اس لیے اگر اس کی واپسی تک جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو اپنا قائم مقام نہ کرے بلکہ مقتدیوں میں سے کوئی از خود امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تو بھی درست ہے بشرطیکہ امام ہنوز مسجد کے اندر رہ ہو باہر نہ نکلا ہو۔
اور اگر نماز کہیں مسجد سے باہر ہو رہی ہو تو یہ شرط ہے کہ امام ہنوز صفوں سے یا سُترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے متجاوز ہو چکا ہو تو نماز سب کی فاسد ہو جائے گی اس لیے اب کوئی دوسرا شخص بھی امام نہیں بن سکتا۔ مسبوق کو خلیفہ کیا تو اسے مناسب ہے کہ امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مُدرک کو آگے کر دے کہ وہ سلام پھیرے۔

۵۔ مسائلِ امامت

امامت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین دارالحکومت کی مرکزی مسجد میں امامت کروائے اس کے نائب حاکم یا امامِ شرع اپنے اپنے علاقوں

نہیں کروائے گا، رکوع، سجود اور قرأت سنوار کر نہیں کرے گا تو اس پر دبال ہوگا لیکن مقتدیوں کو پورا ثواب ملے گا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاءُوْا فَلَكُمْ وَعَلَیْهِمْ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھاویں گے امام تمہارے لیے، اگر اچھی نماز پڑھائی پس تمہارے فائدے کے لیے اور اگر خطا کی، تمہارے لیے ثواب ہے اور ان پر دبال ہے (بخاری)

۴۔ امام کا اپنا خلیفہ کرنا

اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اس پر لازم ہے کہ فی الفور وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ ناک بند کر کے (لوگ نکسیر کا گمان کریں) پیچھے ہٹے اور اپنے مقتدیوں میں سے کسی ایسے شخص کو جسے قابلِ امامت سمجھتا ہو، اشارے سے یا ہاتھ سے محراب کی طرف کھینچ کر اپنی جگہ پر کھڑا کر دے۔ مُدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو خلیفہ کر دے تو بھی جائز ہے اور مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی نماز باقی ہے۔

امام خلیفہ کی طرف ایک انگلی سے ایک رکعت باقی رہنے کا اشارہ کرے۔ دو انگلیوں سے دو رکعتیں رہنے کا اشارہ کرے۔ رکوع کے چھوٹ جانے کے لیے اپنا ہاتھ زانو پر رکھے اور سجدہ کے رہ جانے کے لیے پیشانی پر اور قرأت کے رہ جانے کے لیے منہ پر اور سجدۂ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے پیشانی اور زبان دونوں پر ہاتھ رکھے اور اگر امام کے ذمہ سہو ہو تو اس کے اظہار کے لیے سینے پر ہاتھ رکھے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ ان اشارات کو سمجھتا ہو، ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔

امامت کے اوصاف اس میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

(۸) جس شخص سے صحیح حروف نہ ادا ہوتے ہوں مثلاً س کو ث یا ق کو ک پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی فرق ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ اگر پوری نماز میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء درست ہو جائے گی۔

(۹) مقرر امام کی موجودگی میں دوسرے کو نماز پڑھانا مناسب نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی کو اجازت دے دے تو پھر درست ہے۔

اگر مقرر امام بروقت موجود نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص امامت کے لیے کھڑا کر دیا جائے تو پھر اصل امام آجائے تو اس وقت یہ شخص ہٹے یا نہ ہٹے، دونوں درست ہیں

(۱۰) جس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے اگر اس کے پیچھے پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا لیکن اس قدر ثواب نہ ملے گا جتنا پابندِ شرع کے پیچھے پڑھنے سے ملتا، بہرحال لوٹانے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے پیچھے پڑھنے سے دوسری مسجد میں پابندِ شرع امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے کہ بلا کراہت نماز ہوگی اور ثواب بھی زیادہ ملے گا اگرچہ پہلی مسجد میں بھی بکراہت نماز ہو جائے گی۔

۱۱۔ امامت کے لیے نااہل حضرات

جو شخص امامت کے اہل نہیں وہ یہ ہیں:۔

مفلوج (فالج زدہ) مجذوم (کوڑھی) مبروص (برص والا) جس کا برص ظاہر اور نمایاں ہو۔ امرد (بے ریش) ایک ہاتھ والا جس کا شانہ سے ہاتھ پیدائشی نہ ہو۔

میں جماعت پڑھائیں اور اگر وہ نہ ہوں تو جس کو حاضرین مل کر امام بنالیں وہ درست ہے اور جہاں اسلامی حکومت کسی کو امام مقرر کر دے تو اس کی امامت بھی درست ہے۔

(۱) جس شخص کے عقائد یا اعمال کفر و شرک کی حد تک پہنچتے ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ جیسے بعض امام اشتراکیت یا اشتمالیت کی طرف مائل ہوتے ہیں بظاہر مسلمان ہی ہوتے ہیں لیکن عقائد اور اعمال کے اعتبار سے وہ غیر مسلموں کی طرف راجع ہوتے ہوں تو ایسے اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا چاہیئے۔ ایسے ہی منکرینِ حدیث اہلِ قرآن اور روافض کے پیچھے نماز درست نہیں۔

(۲) وہ شخص جسے جنون ہو، اس کی امامت درست نہیں لیکن ایسا مجذوب جس پر جذب کا غلبہ زیادہ طاری نہ ہو اور جماعت کے وقت ہوش میں ہو اس کے لیے جماعت کرانا جائز ہے۔

(۳) عورت کی امامت مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ اگر عورتیں عورت کی امامت سے نماز پڑھ رہی ہوں اور کوئی شخص یا بالغ لڑکا ان کے پیچھے آکر کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھنے لگے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۴) فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہ ہوگی۔

(۵) جو پورا ستر ڈھانکے ہوئے ہو اس کی نماز ایسے امام کے پیچھے نہ ہوگی جس کا ستر کھلا ہوگا۔

(۶) پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا افضل ہے مگر اس کو امامت کے لیے لازمی سمجھنا غلط ہے البتہ جو شخص صرف ٹوپی سے بازار اور مجمعِ احباب میں جانا بُرا سمجھتا ہو اس کو بغیر پگڑی کے نماز پڑھنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔

(۷) بے رضامندی قوم کے کسی کا امامت کرنا مکروہ (تحریمی) ہے۔ البتہ اگر

مسئلہ ۴ :۔ اگر خارجِ نماز یا داخلِ نماز امام کے سوا کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لے لے یا لقمہ کی وجہ سے اس کے یاد آجائے اور لقمہ کو اس کی یاد میں دخل ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اگر خود بخود یاد آجا دے، خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔

مسئلہ ۵ :۔ اگر امام درمیانی قعدہ کرنا بھول جائے تو مقتدی اس کی اقتداء کرتے ہوئے اشارہ بیٹھنے کا کریں جب کہ وہ آدھے سے کم کھڑا ہو۔ یعنی ٹانگیں سیدھی نہ ہوئی ہوں اور جب آدھا یا آدھے سے زیادہ کھڑا ہو جائے تو پھر قعدہ کے لیے نہ بٹھائیں، نیز مقتدیوں کا بیٹھا رہنا اور امام کا کھڑا ہو جانا درست نہیں کہ مقتدیوں کا امام کو اپنی اقتداء کے لیے مجبور کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے احتیاط کی جائے۔ اور کھڑے ہو کر لوٹ آنے پر اور بغیر لوٹے، سجدۂ سہو دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ ۶ :۔ اگر قعدۂ اخیرہ میں ایسا ہو جائے تو مقتدی امام کے سیدھا کھڑے ہونے پر بھی لقمہ دے سکتے ہیں۔ اگر امام نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ ۷ :۔ اگر امام نے تین یا چار رکعت والی نماز میں بھولے سے دوسری پر سلام پھیر دیا اور مقتدی نے (غلطی سمجھتے ہوئے) سلام نہ پھیرا، پھر امام لقمہ ملنے پر یا یاد آنے پر کھڑا ہو گیا اور یہ مقتدی بھی کھڑا ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز میں کوئی نقصان نہیں آئے گا۔

مسئلہ ۸ :۔ اگر مقتدی نے یہ سمجھ کر کہ امام پانچویں رکعت کو کھڑا ہوتا ہے۔ لقمہ دیا اور حقیقت میں وہ چوتھی ہی تھی تو بھی مقتدی کی نماز میں

وہ[6] نابینا جو نجاستوں سے بچنے کا اہتمام نہ رکھتا ہو۔ جاہل[7] گنوار۔ سفیہ[8] یعنی وہ بیوقوف جو معاملات میں عقل و تمیز نہیں رکھتا اور شریعت کے موافق لین دین نہیں کر سکتا۔ ولد الزنا[9] یعنی حرامی۔ معذور[10] اپنے جیسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ توتلا[11] ہکلا یا وہ شخص جس کو سلسل البول کا عارضہ ہو تو وہ ایسے ہی مقتدیوں کی امامت کر سکتا ہے۔ سلسل البول والا نکسیر والے کا امام نہیں ہو سکتا۔

۶۔ نماز میں لُقمہ دینا

طریقہ اس کا یہ ہے کہ اگر امام قرأت میں غلطی کرے تو لقمہ دینے کی نیت سے مقتدی) وہ آیت پڑھ دے اور اگر کسی اور رکن میں غلطی کرے تو حسبِ موقع لفظ سُبحان اللّٰہ یا اللّٰہ اکبر کہہ دے۔ بہتر سُبحان اللّٰہ ہے۔

مسئلہ[1]:۔ اگر امام بقدرِ ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کر دے۔ مقتدیوں کو لُقمہ دینے پر مجبور نہ کرے اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ جب تک ضرورتِ شدیدہ پیش نہ آوے امام کو لقمہ نہ دیں۔ نیز امام کے رُکتے ہی فوراً لقمہ دینا مکروہ (تنزیہی) ہے۔

مسئلہ[2]:۔ اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدرِ ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔

مسئلہ[3]:۔ مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لے گا تو اس کی نماز بھی، اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آگیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

باب ۱۹

احکامِ اقتداء

جماعت میں جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے اسے مقتدی کہا جاتا ہے امام اور مقتدی دونوں کی نماز کا ایک سا ہونا ضروری ہے۔ اگر امام فرض نماز ادا کر رہا ہے تو مقتدی کا بھی فرض نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ امام اگر نفل پڑھے اور مقتدی فرض، یا امام ادا نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی قضا کی نیت کرے تو اقتداء درست نہ ہوگی اور ایسی صورت میں مقتدی کی نماز نفل ہو جائے گی۔ البتہ امام اگر فرض کی نیت سے نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی نفل کی نیت سے اقتداء کرے تو نماز درست ہوگی۔ مسائل اقتداء حسبِ ذیل ہیں۔

مسائلِ اقتداء

۱۔ امام کی پیروی کرنے کا حکم

نماز با جماعت ادا کرتے ہوئے مقتدی کو امام کی پیروی کرنی چاہیئے اس کے بارے میں احادیث یہ ہیں:۔

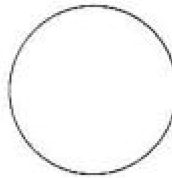
عَنْ عَلِيٍّ وَّمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْإِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ۔

حضرت علی اور معاذ بن جبل سے روایت ہے، دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت آوے ایک تمہارا نماز کو اور امام ایک حالت پر ہو تو چاہیئے کہ جس طرح امام کرتا ہے اسی طرح کرے۔ (جامع ترمذی)

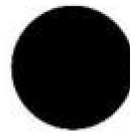
کوئی خرابی نہیں آئی۔

مسئلہ:۔ مقتدی کو لقمہ دیتے وقت امام کو جو خاموش رہنا پڑتا ہے اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا اور نہ ہی نماز فاسد ہوتی ہے۔ لیکن لقمہ لینے میں اگر ایک رکن کی مقدار سے زیادہ دیر تک خاموش رہے تو مکروہ (تنزیہی) ہے۔









۳- امام سے سبقت کرنے کی ممانعت

جماعت میں امام سے کسی عمل میں بھی سبقت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ یعنی امام تو ابھی رکوع میں نہ گیا ہو، آپ رکوع میں چلے جائیں تو ایسے طرزِ عمل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ اِمَامُکُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالرُّکُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِیَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّیْ اَرٰکُمْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن، جب اپنی نماز کو پورا کر چکے، متوجہ ہوئے ہم پر اپنے چہرے کے ساتھ، فرمایا لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ بس نہ سبقت کرو مجھ سے رکوع کے ساتھ اور نہ سجدے کے ساتھ اور نہ قیام کے ساتھ اور نہ پھرنے کے ساتھ۔ تحقیق میں تم کو دیکھتا ہوں آگے اپنے سے اور پیچھے اپنے سے (صحیح مسلم)

۴- رکوع اور سجدے میں امام سے پہلے سر اٹھانے کی ممانعت

جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے مقتدی کے لیے امام کی پیروی کو ہر لحاظ سے مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو تنبیہ فرمائی ہے کہ رکوع یا سجود میں امام سے پہلے سر نہ اٹھائیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا یَخْشَی الَّذِیْ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یُّحَوِّلَ اللّٰہُ رَاْسَہٗ رَاْسَ حِمَارٍ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو اٹھاتا ہے اپنا سر امام سے پہلے یہ کہ بدل ڈالے اللہ اس کا سر گدھے کا سا۔ (صحیح بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِیَّ لَمْ یَذْکُرْ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پہل کرو امام پر - جب تکبیر کہے تکبیر کہو اور جب کہے ولا الضالین کہو آمین اور جب رکوع کرے رکوع کرو اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہٗ، کہو یا الٰہی اے رب ہمارے! تیرے لیے ہے سب تعریف۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ مگر بخاری نے نہیں ذکر کیا۔ واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین۔

۲۔ اقتداء میں صحابہؓ کا طرزِ عمل

صحابہ کرام نماز با جماعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح پیروی کرتے تھے اور ان کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے کھڑے ہوتے اور جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو سجدہ کے لیے نہ جھکاتے اس وقت تک صحابہ بھی نہ جھکاتے۔ مراد یہ ہے کہ حضور سے پہلے آپ کوئی حرکت نہ کرتے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ۔	حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم نماز پڑھتے تھے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے، جب کہتے سُنا اللہ نے واسطے اس شخص کے کہ حمد کی اس کی، نہ جھکاتا کوئی ہم میں سے پیٹھ اپنی یہاں تک کہ رکھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر۔ (بخاری شریف)

(۴) مَسْبُوق لَاحِقْ:۔ اس مقتدی کو کہا جاتا ہے جو ایک یا کئی رکعتیں ہو جانے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو اور پھر کسی وجہ سے ایک یا دو رکعتیں جاتی رہی ہوں۔ مثلاً دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں اس کا وضو ٹوٹ گیا۔

ان چاروں قسموں کے مقتدیوں کے جماعت میں شامل ہونے کے مسائل مختلف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ مُدرک کی نماز

مدرک کی نماز کا وہی طریقہ ہے جو عام طریقہ سے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے۔ مدرک کے لیے نماز میں امام کے احکامات کا پابند ہونا ضروری ہے۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو مدرک کو بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لینے چاہئیں۔ پھر جب امام رکوع اور سجود میں جائے تو اسے بھی رکوع اور سجود کرنا چاہیئے یعنی مدرک کے لیے نماز میں اول سے آخر تک اطاعتِ امام ضروری ہے۔

۲۔ لاحق کی نماز

لاحق سو جانے کے بعد بیدار ہونے پر یا وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کر کے آنے پر، یا لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سجدہ وغیرہ نہ کر سکنے پر اس رکن میں جس میں اس کا امام موجود ہے، اپنی ترتیبِ نماز چھوڑ کر نہ مل جائے بلکہ پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز امام کا ساتھ چھوڑ کر اسی طرح ادا کرے جس طرح امام ادا کر گیا ہے مثلاً یہ پہلی رکعت کے سجدہ میں سو گیا اور اس کے جاگنے اور وضو سے فارغ ہوتے تک امام دوسری رکعت کے قعدہ میں جا پہنچا تو اب لاحق وہ سجدہ ادا کر کے تمام ارکان بالترتیب اسی طرح ادا کرے جیسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے۔ یعنی قیام میں قرأت نہ کرے، ضروری قرأت کی مقدار خاموش کھڑا رہے اور قومہ میں تسمیع نہ کہے، تحمید کہے، اگرچہ اس کا امام آگے بڑھتا جائے۔

۵۔ امام کے ساتھ رکوع پانے کی صورت میں رکعت کا پورا ہو جانا۔

جو شخص جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد آئے اور امام کے ساتھ رکوع کی حالت میں مل جائے تو اس کی رکعت مکمل ہو جائے گی۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهُ شَیْئًا وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدے میں ہوں پس سجدہ کرو اور نہ حساب میں رکھو اس کو کچھ اور جس نے پایا رکوع امام کے ساتھ تحقیق پالی اس نے رکعت نماز کی۔ (ابو داؤد)

۲۔ مقتدیوں کی قسمیں

جماعت میں جو حضرات امام کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں:۔

(۱) مُدْرِك:۔ یہ وہ مقتدی ہوتا ہے جو ابتدار سے امام کے ساتھ جماعت میں نماز شروع کرتا ہے اور آخر تک پوری نماز امام کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

(۲) مَسْبُوْق:۔ مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ جماعت میں اس وقت شامل ہوا ہو جب ایک رکعت یا کئی رکعتیں ہو گئی ہوں۔

(۳) لاحق:۔ اس مقتدی کو کہا جاتا ہے جو امام کے ساتھ شریکِ جماعت تو ہو جائے لیکن شریکِ جماعت ہونے کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض رکعتیں کسی عذر کی بنا پر جاتی رہیں۔ جیسے نماز پڑھتے پڑھتے سو گیا یا کسی اور وجہ سے رکعتیں فوت ہو جائیں۔

طرح سیدھے بھی کھڑے نہیں ہوتے کہ اسی تکبیر سے رکوع میں چلے جاتے ہیں، جس سے تکبیر تحریمہ بھی باقاعدہ ادا نہیں ہوتی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مقام پر محرّرہ ذیل چار چیزیں ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی (جیسا کہ قصداً چھوٹ جاتی ہے) تو نماز نہیں ہوگی۔ پھر رکوع مل جانے سے کیا فائدہ؟

جماعت کی نماز شروع ہو جانے کے بعد شامل ہونے والا مقتدی پہلے نماز کی نیت[۱] کرے (خواہ دل میں کہہ لے کہ میں یہ نماز امام کے پیچھے پڑھتا ہوں) پھر اطمینان[۲] کے ساتھ تکبیر تحریمہ[۳] کھڑے[۴] ہوکر کہہ کے قاعدہ کے موافق ہاتھ باندھ لے۔ پھر اگر امام رکوع میں ہو تو دوسری دفعہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اگر رکوع مل جائے یعنی امام کے پیچھے ایک دفعہ بھی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہہ لیا یا سبحان ربّی العظیم کہنے کا موقع نہیں ملا بلکہ امام کے سمع اللہ لمن حمدہٗ کہنے سے پہلے رکوع میں شامل ہوگیا تو یہ رکعت ہوگئی ورنہ نہیں۔

غرض کہ ہاتھ باندھنے کے بعد اگر امام قیام میں نہ ہو تو جس حالت میں ہو دوسری دفعہ اللہ اکبر کہہ کر اسی حالت میں چلا جائے۔ اگر پہلی رکعت نہ ملی ہو اور مسبوق ہوگیا ہو تو (امام کے ساتھ) قعدۂ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھے۔ اور جب امام پہلا سلام پھیرے تو یہ سلام نہ پھیرے بلکہ اس کے دوسرا سلام شروع کرنے پر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور (پہلی رکعت کی) ثناء، تعوّذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے۔ پھر قاعدہ کے موافق رکعت پوری کر کے قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام پھیر دے۔ اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں اور تین رکعت والی نماز ہو تو پہلے بیان کی ہوئی صورت سے ایک رکعت پڑھ کے قعدہ کرے۔ اس میں صرف التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے تو دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کے رکعت پوری کرے۔ اور قعدہ کر کے سلام پھیرے اور اگر چار رکعت

جب چھوٹی ہوئی نماز پوری کرلے تو امام کے ساتھ ہو کر باقی نماز پوری کرے۔ اور اگر امام فارغ ہو چکا ہے تو باقی نماز بھی اسی طرح پوری کرلے جیسے امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔ اس حالت میں اگر اسے کوئی سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو بھی نہ کرے۔ کیونکہ اس وقت بھی وہ مقتدی ہے اور مقتدی کے سہو پر سجدۂ سہو نہیں آتا۔

۳۔ مسبوق کی نماز

مسئلہ: اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں اسی نماز کی جماعت ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو یا تین رکعت والا ہے تو دوسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے وہ نماز توڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کرلے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کرلے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے فجر، عصر اور مغرب میں تو دوبارہ شریکِ جماعت نہ ہو (کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی) اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں نماز توڑتا ہو، کھڑے کھڑے دونوں طرف سلام پھیر دے۔

بعض لوگ امام کے رکوع میں چلے جانے پر رکعت کے حاصل کرنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں کہ دوڑتے ہوئے آئے (جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑنا منع ہے) جلدی جلدی نیت کی اور اللہ اکبر کہہ کے بغیر ہاتھ باندھے رکوع میں چلے گئے۔ بعض دفعہ اس پہلی بار اللہ اکبر کہتے وقت اچھی

مسئلہ:۔ نیز نماز سے نکلنے کے لیے لفظ السلام کہنا واجب ہے اور علیکم ورحمۃ اللہ سنت ہے اس لیے (اخیر نماز میں) پہلے سلام کے لفظ السلام تک ہر نمازی کا باوضو رہنا ضروری ہے۔ اس کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو نماز نہ ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ رکعت چلی جانے کے خوف سے دائیں بائیں یا آگے پیچھے کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جانا جائز ہے۔ لیکن بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ اس لیے جب دائیں یا بائیں طرف جگہ خالی ہو (خواہ وہاں تک صف بچھی ہوئی ہو یا نہ بچھی ہو) اسے پُر کرتے ہوئے دونوں طرف مقتدی برابر ہوتے چلے جانے چاہئیں۔

مسئلہ[9]:۔ قرأتِ نماز میں (منفرد یا) امام سے ایک دو آیت بھول سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو لازم نہیں۔ اگر کر لیا تو بھی نماز ہو گئی مسبوق کی بھی۔

مسئلہ[10]:۔ نیز جبکہ سجدۂ سہو واجب نہ ہو اور کسی وہم پر کرے یا ترکِ سنت ہی پر کر لے (جس میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا) تو مکروہ (تنزیہی) ہے نماز ہو جاتی ہے مسبوق کی بھی۔ لیکن نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ[11]:۔ بعض مبتدی یا ناواقف نمازی جماعت کی ایک دو رکعتیں ہو چکنے کے بعد شامل ہونے پر پہلے فوت شدہ رکعت پڑھنے لگتے ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ امام کے پیچھے نیت باندھتے ہی امام کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ پھر اخیر میں اپنی باقی نماز پوری کر لے۔

مسئلہ[12]:۔ مسبوق کو جو رکعت نہ ملے اس میں شریک ہو جانے پر اس کے لیے اس رکعت کے سجدے فرض ورکن نہیں بلکہ متابعتِ امام کی بنا پر واجب ہوتے ہیں۔

والی نماز ہو اور دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت اسی طرح پڑھ کے دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ کے بعد سلام پھیرے۔ اور اگر تین رکعت رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت میں ثنا، وغیرہ تمام چیزیں پڑھ کے قعدہ کرے اور اس میں صرف التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کے رکعت پوری کرے۔ پھر آخری رکعت میں کھڑا ہو کے صرف تسمیہ اور فاتحہ پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیر دے۔

مسئلہ ۲:- اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش کے لیے جائے۔ اور وہاں نہ ملے تو یہ بھی مستحب ہے کہ واپس آ کر اپنے گھر والوں کو جمع کر کے جماعت سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳:- امام کے ساتھ ایک آدمی مل کر نماز پڑھے تو بھی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے خواہ وہ سمجھدار نابالغ ہی ہو۔

مسئلہ ۴:- جو شخص فرض نماز پڑھ چکا ہو، پھر اگر جماعت پاوے تو اسے نفل کی نیت سے ظہر اور عشاء کی جماعت میں شرکت کر لینا درست ہے اور فجر، عصر اور مغرب میں نہیں۔

مسئلہ ۵:- تنہا عورت کو نامحرم مرد کے پیچھے جبکہ مرد کی کوئی محرم عورت (بیوی یا بہن وغیرہ) یا سمجھدار بچہ اس کے ساتھ نہ ہو (مقدار صف فاصلہ پر اور پردہ حائل کر کے بھی) نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ ۶:- امام کے پہلا سلام شروع کرنے (اور امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد دائیں طرف سلام پھیرنے) یعنی لفظ السلام کہنے سے پہلے پہلے جماعت میں شرکت کی جا سکتی ہے اس کے بعد اقتدا صحیح نہیں۔

صورت میں تنہا (بلاقرأت) قیام کر کے رکوع میں، اور دوسری صورت (وتر رمضان) میں تنہا (بلاتسبیح) رکوع کر کے قومہ میں امام کے ساتھ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹:۔ اور اگر اس طرح نہ ملا اور بعد میں بھی شامل نہ ہوا تو رُکن میں شرکت چھوٹ جانے کی وجہ سے اقتدار ٹوٹ گئی۔ اب نئے سرے سے وہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۰:۔ اگر امام سجدۂ سہو کرے تو مسبوق کو سجدۂ سہو کا سلام نہ پھیرنا چاہیئے (اس لیے کہ اس وقت اس کی نماز کا درمیان ہے) صرف سجدہ ہی سجدہ کرنا ضروری ہے۔ سو اگر سہواً سلام میں بھی شریک ہو گیا تو (حالتِ اقتدار کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں) نماز ہو جائے گی۔ اور اگر قصداً (سلام میں) شرکت کی تو اپنی نماز کو لوٹائے۔ اور پہلے سے شرکت کرتا رہا ہے تو ایسی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۱:۔ اگر کسی کو امام کے پیچھے ایک بھی رکعت نہ ملی ہو، صرف شریکِ جماعت ہو گیا ہو تو وہ امام کے دوسری طرف سلام شروع کرنے پر کھڑا ہو جائے اور سب رکعتوں کو اکیلے نمازی کی طرح ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲:۔ اگر مسبوق، امام کے دائیں طرف سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو گیا اور امام نے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق لوٹ آئے اور (بغیر سلام پھیرے) امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے۔ پھر جب امام (دوسرا) بائیں طرف سلام پھیرنے لگے تب اپنی باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ ۲۳:۔ اگر مسبوق بھولے سے امام سے پہلے یا امام کے بالکل ساتھ سلام پھیر دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر امام کے بعد بھول کر ایک طرف سلام پھیر دے تو آخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر قصداً سلام پھیر دیا یہ خیال کر کے

مسئلہ ۱۳ :۔ اگر کوئی شخص درمیانی قعدہ میں شریکِ جماعت ہوا اور اس کو قعدہ کا ذرا سا ہی حصہ ملا۔ وہ التحیات پڑھ رہا تھا کہ امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو بعض کے نزدیک نماز مکروہ (تحریمی) ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۴ :۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ میں شریکِ جماعت ہوا اور اس کی التحیات پوری نہ ہوئی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا تب بھی یہی حکم ہے کہ پوری التحیات پڑھ کے اٹھے۔

مسئلہ ۱۵ :۔ اگر مقتدی پیچھے رہ جانے یا (درمیانی) قعدہ کا ذرا سا حصہ ملنے کی وجہ سے التحیات پوری کرنے لگا اور امام قیام میں آکر رکوع میں جانے والا ہوگیا تو مقتدی فوراً التحیات چھوڑ کے قیام میں شریک ہو جائے اور امام کی اقتداء میں رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۱۶ :۔ البتہ رمضان شریف کی نماز وتر میں اگر مقتدی کی دعاء قنوت پوری نہ ہوئی ہو کہ امام قنوت سے رکوع میں چلا جائے تو مقتدی مختصر دعاء قنوت پڑھ کے رکوع میں شامل ہو جائے۔ کیونکہ پوری دعاء قنوت پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷ :۔ اور اگر دعاء قنوت بالکل نہیں پڑھی تھی کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع فوت ہو جانے کا گمان ہو تو دعاء قنوت نہ پڑھے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے اور قنوت چھوڑ دے۔ اس کی وہ رکعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۸ :۔ اور اگر مقتدی التحیات پڑھ رہا تھا یا (رمضان میں) دعاء قنوت پوری کر رہا تھا کہ امام قیام سے رکوع میں یا دوسری صورت میں رکوع سے قومہ میں چلا گیا اور مقتدی (باوجود جلد جلد پڑھنے کے) شریک نہ ہو سکا تو وہ پہلی

اور (دونوں صورتوں میں) اگر مسبوق بغیر امام کا انتظار کیے اپنی نماز پوری کرنا شروع کر دے تو مکروہ (تحریمی) ہے۔ اس لیے اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے لوٹ آوے اور مسبوق ابھی تک فارغ نہیں ہوا ہے تو اب امام کے ساتھ ہو جاوے اور سجدۂ سہو کے بعد (امام کے آخری سلام پھیرنے پر) کھڑا ہو کے اپنی نماز پوری کرے اور اگر امام کے ساتھ شامل نہ ہوا تو اپنی نماز کے آخر میں اسے سجدۂ سہو کرنا لازم ہے۔

مسئلہ[۲۶]: اگر امام (قعدۂ اخیرہ میں) سجدۂ سہو کرنے لگا اور مسبوق التحیات میں پیچھے رہ گیا تو وہ التحیات پوری کر کے بغیر سلام پھیرے سجدۂ سہو میں شریک ہو۔ اور اس صورت میں اگر اس سے ایک سجدہ چھوٹ جائے تو وہ اسے (امام کے بعد) فوراً تنہا کر کے تشہد میں شریک ہو جائے۔ اس کے بعد میں سجدہ کرنے کو یہی کہا جائے گا کہ امام کے ساتھ کیا ہے۔

مسئلہ[۲۷]: اگر مسبوق نے امام کی اقتدار امام کے دوسرے سجدۂ سہو میں یا بعد سجدۂ سہو کے کی تو اسے ہر دو صورتوں میں سجدۂ سہو ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ[۲۸]: البتہ اگر مسبوق کو اپنی باقی نماز میں کوئی سہو ہو جائے تو اخیر کے قعدہ میں سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ[۲۹]: جہری نماز (مثل فجر، جمعہ، عیدین وغیرہ) کے مسبوق کو اختیار ہے کہ وہ اپنی باقی رکعت کی قرأت میں جہر کرے یا نہ کرے۔ لیکن جہر معمولی کافی ہے تاکہ دوسروں کی نماز وغیرہ میں خلل نہ پڑے۔

۴۔ مسبوق لاحق کی نماز

جو شخص کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک جماعت ہوا ہے اور شرکت کے بعد اس کی کوئی ورد رکعت بھی رہ جائے اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو

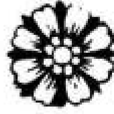
کہ مجھے بھی سلام پھیرنا چاہیئے تو نماز فاسد ہو گئی۔ دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۴:۔ اگر مسبوق بھولے سے امام کے قعدۂ اخیرہ میں دونوں طرف سلام پھیر دے تو بھی یاد آنے پر فوراً کھڑا ہو جائے اور باقی نماز پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سلام پھیر دینے کے بعد کوئی بات ایسی ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا تو اب نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۵:۔ اگر امام (آخری مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھ کر پانچویں کے لیے کھڑا ہو جائے تو مسبوق اس کی پیروی نہ کرے۔ اگر پیروی کرے گا تو کھڑے ہوتے ہی (صرف) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے وہ خاموش بیٹھ کر انتظار کرے۔ اگر امام لوٹ آوے تو مسبوق اس کے ساتھ سجدۂ سہو کر کے سلام پر کھڑا ہو جائے اور اگر امام نہ لوٹے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لے تو مسبوق اپنی نماز پوری کر لے لیکن بعد میں جبکہ مسبوق نے ابھی ایک رکعت نہ پڑھی ہو۔ امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے گی اور اگر مسبوق نے کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ لی ہو، اس کے بعد امام کی نماز فاسد ہو جائے یا نفل ہو جائے تو مسبوق کی نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یا امام پانچویں رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لے تو بھی مسبوق کی (اور سب کی) نماز درست ہو جائے گی۔

اور اگر امام قعدۂ اخیرہ کیے بغیر زائد رکعت میں کھڑا ہو گیا تو بھی مسبوق انتظار کرے۔ اگر امام پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آوے تو مسبوق سجدۂ سہو کے بعد آخری سلام پر کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر لے لیکن (اس صورت میں) اگر امام نہ لوٹا اور اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا (خواہ مسبوق نے اس کا اتباع کیا یا نہ کیا) تو اس کے پیچھے پڑھنے والے مسبوق اور دوسرے سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو کر نفل ہو جائے گی، سب وہ نماز دوبارہ پڑھیں۔

یاد رہے کہ ایسا شخص مسبوق لاحق ہے۔ اگر اس نے مسافر امام کے ساتھ ایک رکعت پائی تو امام مسافر کے سلام کے بعد اٹھ کر پہلے ایک رکعت خالی پڑھے۔ پھر بیٹھ جائے، تشہد کے بعد اٹھ کر پھر ایک رکعت خالی پڑھے۔ پھر چوتھی رکعت بھری پڑھے۔ پھر بیٹھ کر تشہد وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور اگر قعدہ میں شریک ہوا تو پہلے دو رکعتیں خالی پڑھے۔ پھر دو رکعتیں بھری پڑھے۔



ادا کرے جو شرکت کے بعد چھوٹ گئی ہیں۔ جن میں وہ لاحق ہے لیکن ان کے ادا کرنے میں اپنے تئیں ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے۔ اس کے بعد اگر جماعت ختم نہ ہوئی ہو تو اس میں شریک ہو جائے۔ ورنہ باقی نماز تنہا پڑھ لے۔ اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

اس کی مثال یہ ہے۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہوا۔ اس کے بعد فوراً ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ وہ وضو کرنے گیا تو اتنے میں جماعت ختم ہو گئی۔ اب اس کو چاہیے کہ پہلے ان تین رکعتوں کو ادا کرے جو جماعت میں شریک ہونے کے بعد رہ گئیں ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے۔ یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں التحیات بیٹھے۔ اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا، پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے۔ پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے۔ کیونکہ یہ امام کی چوتھی رکعت اس میں امام نے قعدہ کیا تھا، پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک جماعت ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے کیونکہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنی ہو گی کیونکہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مقتدی مقیم نے مسافر امام کے پیچھے ایک رکعت پائی تو اب وہ باقی تین رکعتیں کس طرح ادا کرے۔ اگر مقتدی، امام مسافر کے ساتھ قعدہ میں آکر شریک ہوا تو اب وہ اپنی چار رکعت کس طرح پڑھے؟

۲- وتر پڑھنے کا وقت

وتر کا وقت بعد نمازِ عشاء سے صبح صادق تک ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیے جائیں۔ نبی پاک کبھی وتر رات کے پہلے حصے میں پڑھتے اور کبھی رات کے پچھلے حصے میں۔ وہ لوگ جو رات کو نماز تہجد پڑھتے ہوں، انھیں چاہیے کہ وہ تہجد کے ساتھ وتر پڑھیں۔

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَرَاَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْٓ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَمْ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْٓ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَمْ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْٓ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اَوْتَرَ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ اَمْ يَخْفِتُ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ بِهٖ وَرُبَّمَا خَفَتَ قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ

حضرت غضیف بن حارثؓ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ سے کہا، مجھ کو خبر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل پہلی رات کر لیا کرتے تھے یا آخر رات؟ کہا کہ کبھی پہلی رات غسل کر لیتے اور کبھی آخر رات۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امرِ دین میں وُسعت کر دی۔ میں نے کہا آپ اول شب وتر پڑھتے تھے یا آخر شب؟ کہا کبھی اول شب وتر پڑھ لیتے اور کبھی آخر شب۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ میں نے کہا آپ قرأت جہر کے ساتھ پڑھتے تھے یا آہستہ؟ کہا عائشہؓ نے، کبھی پکار کر پڑھتے، کبھی آہستہ۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔

باب ۲۰

نمازِ وتر

عشار کی نماز کے بعد تین رکعت نماز وتر ہے، اسے وتر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی رکعتیں طاق ہیں، نمازِ وتر واجب ہے لیکن اس کے پڑھنے کی تاکید فرضوں جیسی ہے۔ اگر کسی وجہ سے وتر رہ جائیں تو ان کی قضا واجب ہے اس کے متعلقہ احکام ومسائل حسبِ ذیل ہیں

۱۔ وتر پڑھنے کی تاکید وتر پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جو وتر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس لیے وتر کو بلا وجہ چھوڑنا گناہ ہے۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

(ابوداؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق اللہ تعالیٰ وتر ہے، وتر کو دوست رکھتا ہے۔ اے اہلِ قرآن! وتر پڑھو۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت آہستہ دل میں پڑھیں۔ پھر رکوع میں جائیں اور باقی نماز حسبِ معمول پوری کریں۔

اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں، اسی طرح کرے۔ اور اگر قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔

۴۔ وتر آخر شب میں پڑھنا افضل ہے

گو رات کے پہلے حصے میں بعد نمازِ عشاء وتر پڑھنا جائز ہے لیکن رات کے پچھلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قول ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَّذٰلِكَ اَفْضَلُ ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ڈرے کہ رات کے آخر میں اٹھ نہیں سکے گا وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو امید رکھے کہ آخر رات اٹھ سکے گا، وہ آخر رات وتر پڑھے۔ کیونکہ آخری رات کی نماز حاضری کی گئی ہے اور یہ افضل ہے۔

(صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو، تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے ورنہ بعد عشاء پڑھ لے۔

اول شب میں وتر پڑھ کر سو رہا پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔

فِي الْاَمْرِ سَعَةً ۔ (ابن ماجہ)

وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرِ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ ۔

حضرت خارجہ بن حذافہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے اور فرمایا تحقیق اللہ نے امداد کی ہے تمہاری ایک نماز سے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کا وقت عشاء کی نماز سے لے کر طلوع فجر تک مقرر کیا ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

۳۔ وتر کی رکعتیں

وتر کی تین رکعت واجب ہیں۔ اس تعداد کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثٍ يَّقْرَاُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ يَقْرَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلٰثِ سُوَرٍ اٰخِرُهُنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔

حضرت علی رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے، ان میں مفصل کی نو سورتیں پڑھتے۔ ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے، آخر ان کی قل ھو اللہ احد ہوتی۔

(ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ہیں اور نمازِ مغرب کی طرح اس میں بھی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے ہیں اور التحیات پڑھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پھر تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ میں بیٹھتے ہیں اور التحیات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں۔ نمازِ وتر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ تیسری رکعت میں سورۂ الحمد اور دوسری سورت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر

۶۔ وتروں کی قضا پڑھنا وتر کی نماز قضا ہو گئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو، قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا ہو گئی ہو اور جب قضا پڑھے تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کر لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔

۷۔ وتروں کی جماعت وتر رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ اس کے علاوہ وتر کی جماعت نہیں۔ وتر اکیلے پڑھنا درست ہے۔

۸۔ دعائے قنوت وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب یعنی ضروری ہے، یہ اس وقت پڑھی جاتی ہے جب قعدہ کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سورت فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہیں اور ہاتھ باندھ لیتے ہیں، اس وقت یہ دعا جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ	اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے
وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ	بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور
نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَ	تیرے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری اچھی تعریف
لَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ	کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری
یَّفْجُرُکَ ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ	ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ کر دیتے ہیں اور چھوڑ
وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ	دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ
نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ	ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز

۵۔ وتروں کی مسنون قرأت

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا، کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرتے تھے۔ رواہ الترمذی وابوداؤد۔ اس حدیث کو نسائی نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ خزاعی سے اور امام احمد نے ابی بن کعبؓ سے اور دارمی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، لیکن ابی بن کعبؓ اور ابن عباسؓ کی روایت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کا پڑھنا مذکور نہیں۔ شیخ ابن الہمامؒ نے فرمایا کہ احناف نے آخری روایت پر عمل کیا ہے کہ تیسری رکعت میں صرف قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہیں۔

چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہی پڑھتے تھے۔ آپ کبھی وتر میں قصار مفصل کی نو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے جن کی قرأت مفصل کی نو سورتیں ہوتی تھیں۔ ہر رکعت میں تین سورتیں ہوتیں جن میں آخری قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہوتی تھی۔ رواہ الترمذی۔

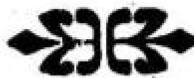
شیخ عبدالحق لکھتے ہیں کہ بعض روایتوں میں اس اجمال کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ آپ پہلی رکعت میں اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ، اور اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ، اور دوسری میں عصر، نصر اور کوثر اور تیسری رکعت میں کافرون اور تبت اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

مسئلہ:۔ قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت کرے اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے بلکہ مطلقاً کوئی دعا جسے قنوت کہہ سکیں، پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ اگر شک ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے، پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے، یونہی دوسری اور تیسری ہونے میں شک واقع ہو تو دونوں میں قنوت پڑھے۔

مسئلہ:۔ بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے، یہی راجح ہے۔

مسئلہ:۔ مسبوق امام کے ساتھ پڑھے، بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔



وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۞ — پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف کوشش کرتے ہیں اور ہم حاضری دیتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

مسئلہ ۱:۔ جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اسے چاہیے کہ وتر کی نماز کے لیے اسے جلد از جلد یاد کرلے۔ اگر کوئی شخص مندرجہ بالا دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دعا پڑھ لے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یا تین بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا کہے۔

مسئلہ ۲:۔ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھی اور رکوع نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر گناہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے، پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یونہی اگر بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے۔

مسئلہ ۳:۔ دعائے قنوت آہستہ پڑھے، امام ہو یا منفرد یا مقتدی۔ ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔

مسئلہ ۴:۔ امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے، پھر بھی اگر کھڑا ہوگیا اور دعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیے اور اگر اعادہ کرلیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا، دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَالَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَّلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَّلَا سَمَآءٍ وَّلَا اَرْضٍ وَّلَا رِيَاحٍ وَّلَا جِبَالٍ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى اَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ قَالَ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ وَّ سَاقَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ ۔

اس میں کچھ نہیں مانگتا مگر وہ اس کو دے دیتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اس میں قیامت قائم ہوگی، کوئی مقرب فرشتہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں نہ ہوا نہ پہاڑ نہ دریا مگر وہ جمعہ سے ڈرتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا احمد نے سعد بن معاذ سے، کہ انصار کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کہا کہ ہم کو جمعہ کے متعلق خبر دو اس میں کس قدر بھلائی ہے۔ کہا اس میں پانچ چیزیں ہیں۔ اور ساری حدیث بیان کی۔

⁂ ~ ⁂ ~ ⁂

⁂ ~ ⁂ ~ ⁂

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن کی فضیلت مندرجہ بالا امور کی بنا پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دن میں سرانجام دیئے۔ یہ دن دراصل مسلمانوں کے آپس میں اجتماع کا دن ہے۔ اس روز مسلمان اپنے علاقے میں کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہوتے ہیں اور ایک عظیم جماعت بنا کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو مسلمانوں کی عید کا دن قرار دیا ہے کیونکہ اس دن سب خواص وعام چھوٹے بڑے شہر کے رہنے والوں کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم ہے تاکہ اللہ کے دین کی سربلندی ظاہر ہو۔

اسلام سے پہلے چونکہ یہودیت اور عیسائیت کا غلبہ تھا اور ان کے ہاں ہفتہ اور اتوار کا دن مخصوص تھا وہ اس روز کام کاج سے فارغ رہتے اور خاص

باب ۲۱

نمازِ جمعہ

۱۔ یومِ جمعہ کی فضیلت و اہمیّت

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام دنوں سے افضل اور بڑا مبارک ہے کیونکہ اس دن میں کچھ ایسی خصوصی خوبیاں ہیں جو عام ایام میں نہیں اور انہی خوبیوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے اور یہ دن مسلمانوں کی عبادت کے لیے خاص ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جمعہ کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

۱۔ دنوں کا سردار دن

عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَھُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ وَاَھْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ سَاعَةٌ

حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید قربان اور عید الفطر سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ باتیں ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف اتارا اور اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو فوت کیا اور اس میں ایک ساعت ہے کوئی بندہ

خطبہ کے دوران دوسرے شخص سے کہا خاموش! تو اس نے بھی لغو بات کی اور اس کا جمعہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے مزید فرمایا میں نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے امام کے خطبہ کے دوران اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہ، تو تو نے لغو بات کی۔ عمرو ابن شعیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے دادا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جمعہ کے روز مسجدوں کے دروازوں پہ ملائکہ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ آنے والے لوگوں کو لکھتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ امام برآمد ہو جاتا ہے اس وقت وہ کاغذ تہ کر لیتے ہیں اور قلم اٹھا لیے جاتے ہیں۔ ملائکہ آپس میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کس وجہ سے نہیں آیا اور فلاں شخص کیوں نہیں آیا؟ الٰہی اگر وہ بیمار ہے تو اس کو شفا دے اور اگر وہ راستہ بھول گیا ہو تو اس کو راستہ بتادے، اگر وہ مسافر ہے تو اس کی مدد فرما۔"

۳۔ خیر کثیر کا دن

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت امام مالکؒ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریلؑ سفید پر ہاتھ میں لیے ہوئے تشریف لائے۔ اس پر میں ایک سیاہ نقطہ تھا! میں نے دریافت کیا ہاتھ میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ جمعہ سید الایام ہے۔ ہم ملاءِ اعلیٰ (عالمِ ملکوت) میں اس کو یوم المزید کہتے ہیں، میں نے کہا یوم المزید کہنے کی کیا وجہ ہے جبریلؑ نے کہا "جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایک وادی بنائی ہے جس کی خوشبو سفید مشک سے زیادہ ہے۔ جب قیامت کا جمعہ آئے گا (وہ جمعہ جس روز قیامت برپا ہوگی) تو اس وادی میں اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا، اس کی کرسی کے

عبادت کرتے، لہٰذا ان کے دنوں کو چھوڑ کر اسلام میں جمعہ کو اہم عبادت کا دن قرار دیا گیا، تاکہ ملتِ اسلامیہ ان دونوں ملتوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہماری آمد کا زمانہ سب سے بعد میں ہے لیکن قیامت کے روز ہم سب سے آگے جنت میں جانے والے ہونگے یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں کتاب دی گئی اور ان سب پر تعظیم جمعہ فرض کی گئی لیکن ان لوگوں نے اس میں اختلاف کیا اور خدا نے ہمیں اس پر قائم رہنے کی توفیق بخشی، یہود کل کے دن یعنی ہفتہ کی تعظیم کرتے ہیں اور نصاریٰ پرسوں یعنی اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ مسلمانوں کے لیے مخصوص دن ہے۔

۲- مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کے تشریف لانے کا دن

شیخ ابو نصر نے اپنے والد اور دیگر اسناد سے بیان کیا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ کا دن ہوتا ہے تو شیاطین جھنڈے لے کر نکلتے ہیں اور لوگوں کو بازاروں کی طرف لے جاتے ہیں اور ملائکہ مسجدوں کے دروازوں پر اُتر کر آنے والوں کے نام حسبِ مراتبِ آمد لکھتے ہیں، اول، اس کے بعد دوم، دوم کے بعد سوم، اور اسی طرح بالترتیب یہاں تک کہ امام برآمد ہوتا ہے جو شخص امام سے قریب ہو کر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنتا ہے اور اس اثنا میں کوئی لغویات نہیں کرتا اس کا اجر ایک حصہ ہوتا ہے اور جو امام کے قریب رہ کر کوئی لغویات کرتا ہے اور خاموش رہ کر خطبہ نہیں سنتا اس پر دوہرا گناہ ہوتا ہے اور جو امام سے دور رہ کر لغویات کرتا ہے اور خاموشی سے خطبہ نہیں سنتا اس پر بڑا گناہ ہوتا ہے۔ یہاں تک خاموش رہنے کی تاکید ہے کہ اگر ایک شخص نے

۴۔ جمعہ کے دن جبرئیل علیہ السلام کعبہ میں اپنا جھنڈا نصب کرتے ہیں

شیخ ابو نصر نے بالاسناد اصبغ ابن بناتہ سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ فرماتے تھے، جمعہ کا دن ہوتا ہے تو جبرئیل امین صبح دم کعبہ (مسجد حرام) میں اپنا جھنڈا نصب کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرے فرشتے بھی ان مساجد کے دروازوں پر جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اپنے جھنڈے اور علم نصب کر دیتے ہیں، پھر چاندی کے کاغذ پر سونے کے قلم سے جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کے نام بالترتیب (آمد) لکھتے جاتے ہیں۔ جب ترتیب وار آنے والوں کی تعداد ستر ہو جاتی ہے تو یہ کاغذ تہ کر دیے جاتے ہیں۔ جمعہ میں بالترتیب آنے والے یہ ستر آدمی ان ستر آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں جن کا انتخاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کیا تھا اور یہ سب کے سب نبی تھے۔ اس کے بعد فرشتے صفوں میں آکر نمازیوں کو دیکھتے ہیں جب کسی نمازی کو نہیں پاتے ہیں تو آپس میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نمازی کہاں ہے، اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔

۵۔ جمعہ کے روز مُستجاب دُعا کا وقت

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس وقت بندہ، اللہ سے جو مانگے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا کرتا ہے اور اس ساعت میں بندہ جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کونسی ساعت ہے تو اس کے بارے میں مختلف مندرجہ ذیل روایات بیان کی جاتی ہیں۔

اس ساعت کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ یہ گھڑی اس وقت شروع ہوتی ہے جب امام خطبے کے لیے منبر پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کے نماز پڑھنے

گرداگرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء تشریف فرما ہوں گے، ان منابر کے پاس سونے کی جڑاؤ کرسیاں ہوں گی ان کرسیوں پر شہداء و صدیقین بیٹھیں گے۔ پھر اہلِ غرفہ آئیں گے اور وہ وادی بھر جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا یعنی تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اپنی عزت کے مقام پر تم کو جگہ دی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اب تم مجھ سے اپنی مراد طلب کرو۔ اس وقت سب کے سب عرض کریں گے "الٰہی! ہم تیری خوشنودی کے طالب ہیں" اس وقت ارشاد ہوگا کہ میری خوشنودی ہی نے تو تم کو اس گھر میں اتارا ہے۔ میری عطا کی ہوئی عزت تم کو حاصل ہوئی پھر فرمائے گا مجھ سے مانگو، سب لوگ وہی جواب دیں گے پھر ارشاد ہوگا کہ مجھ سے مانگو، آخر کار بندے اپنی اپنی مرادیں مانگیں گے یہاں تک کہ ہر بندے کی آرزو اور مرادیں ختم ہو جائیں گی، اس وقت ہر ایک کہے گا "ہمارے لیے ہمارا رب کافی ہے" اس وقت نمازِ جمعہ سے واپسی کی مقدار کے مطابق (یعنی جتنا وقت نمازِ جمعہ سے واپسی میں بندہ کا صرف ہوا تھا اس کے بقدر) وہ چیزیں ان کی نظروں کے سامنے لائی جائیں گی جو اب تک نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہوگا نہ کسی کے دل میں اس کا تصور آیا ہوگا۔

یہ سب غرفہ والے اپنے غرفوں کی جانب واپس ہو جائیں گے۔ ہر غرفہ (بالا خانہ) سفید موتی، سرخ یاقوت اور سبز زمرد کا ہوگا، نہ اس میں کوئی نقص ہوگا اور نہ کسی قسم کی ٹوٹ پھوٹ ہوگی۔ ان غرفوں کے اندر نہریں بہتی ہوں گی، درخت اور سبزے کی بہتات ہوگی، درخت پھلوں سے لدے ہوں گے، ان کی بیویوں کے رہنے کے لیے مخصوص جگہیں ہوں گی، خدمتگار، خدمت کے لیے ہوں گے، اس وقت وہ (یہ انعامات دیکھ کر) کسی چیز کے اتنے ضرورتمند نہیں ہوں گے جتنے جمعہ کے دن کے لیے، اس لیے کہ اللہ کے فضل و کرم میں اس سے اضافہ ہوگا۔

حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهٗ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبِ الْاَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهٗ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ قُلْتُ لَهٗ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَلِمْتُ اٰيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

ڈرتے ہوئے منتظر ہوتے ہیں سوائے جن وانس کے۔ اور اسی میں ایک ایسی ساعت ہے جسے کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے نہیں پاتا کہ اللہ سے کچھ مانگے مگر اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ کعب احبار بولے یہ ہر سال میں ایک بار ہے۔ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں، تو کعب احبار نے تورات پڑھی تو بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن سلام سے ملا اور انھیں کعب احبار کے پاس بیٹھنے اور جو کچھ میں نے ان سے جمعہ کے بارے میں گفتگو کی سنائی۔ میں نے کہا کہ کعب بولے یہ ہر سال میں ایک دن ہے۔ عبداللہ بن سلام بولے کہ کعب نے غلط کہا۔ تب میں نے ان سے کہا پھر کعب نے تورات پڑھی تو فرمایا بلکہ وہ ہر جمعہ میں ہے۔ اس پر عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے سچ کہا، پھر حضرت عبداللہ ابن سلام نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں، میں نے کہا وہ مجھے بتا دیجیے اور بخل نہ فرمایئے، حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے

تک رہتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ سَاعَۃِ الْجُمُعَۃِ ھِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضٰی الصَّلٰوۃُ ۔	حضرت ابو بردہ بن ابو موسٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی گھڑی کی شان میں فرماتے سنا کہ وہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے اس کے نماز پوری کرنے تک کے وقت میں ہے (مسلم)

اس کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ یہ ساعت دن کی آخری گھڑی ہے اور اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رض کا قول یہ ہے ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجْتُ اِلَی الطُّوْرِ فَلَقِیْتُ کَعْبَ الْاَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَہٗ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ التَّوْرٰتِہٖ وَحَدَّثْتُہٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ فِیْمَا حَدَّثْتُہٗ اَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُھْبِطَ وَفِیْہِ تِیْبَ عَلَیْہِ وَفِیْہِ مَاتَ وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَمَا دَآبَّۃٍ اِلَّا وَھِیَ مُصِیْخَۃٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِنْ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں طور کی طرف گیا تو کعب احبار سے ملا۔ اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انھوں نے مجھے توراۃ کی باتیں سنائیں اور میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں۔ جو حدیثیں میں نے ان کو سنائیں ان میں یہ بھی تھا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں زمین پر اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی میں انھوں نے وفات پائی، اسی میں قیامت قائم ہوگی، ایسا کوئی جانور نہیں جو جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت کا

اس شخص کے جو جمعرات کی شام یا جمعہ کے دن سوال کرے۔ کسی اور کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

۷۔ جمعہ کے روز غروبِ آفتاب قبولیتِ دعا کی ساعت ہے

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد روایت کی ہے کہ مرجانہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ ٹھیک اس وقت اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کونسی ساعت ہے؟ حضور نے فرمایا جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جاتا ہے۔

مرجانہ کا بیان ہے کہ (اس ارشادِ والا کے پیشِ نظر) جب جمعہ کا دن ہوتا تو حضرت فاطمہ رض اپنے غلام زید کو حکم دیتی تھیں کہ وہ ایک بلند مقام پر چڑھ کر یہ دیکھتا رہے اور جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جائے تو ان کو آگاہ کر دے۔ چنانچہ زید ایسا ہی کیا کرتا تھا، جس وقت زید آپ کو خبر کرتا آپ فوراً اٹھ کر مسجد میں تشریف لے جاتیں اور جب سورج غروب ہو جاتا تو نماز ادا فرماتیں۔

کثیر بن عبداللہ نے اپنے والد کا اور انھوں نے اپنے دادا کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت بندہ اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے، اللہ اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کونسی گھڑی ہے؟ حضور نے فرمایا اقامتِ صلوٰۃ سے ختمِ نماز تک؛ کثیر بن عبداللہ نے کہا کہ جمعہ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد جمعہ کی نماز سے ہے۔

سَلَامٍ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ - رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى اَحْمَدُ اِلٰى قَوْلِهٖ صَدَقَ كَعْبٌ ۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ وہ جمعہ کی آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ اسے نماز پڑھتے ہوئے پائے۔ حضرت عبداللہ بن سلام بولے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھے وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی میں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، میں نے کہا ہاں، فرمایا وہ یہی ہے۔

(مالک، ابوداؤد، ترمذی نسائی)

اور احمد نے صدق کعب تک روایت کی۔

۶۔ عطائے رزق کا خصوصی دن

ایک اور روایت میں محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ساعت بہت مختصر ہوتی ہے۔ بعض بزرگانِ ملت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بندوں کے اس مقررہ رزق کے علاوہ ایک رزق کا فضل اور ہے، جس سے سوائے

بناء پر جمعہ قائم نہ کرے وہ گنہگار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جمعہ پڑھنے کے بارے میں سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو، اور خرید و فروخت کو ترک کردو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ المنافقون آیت ۹

یعنی اے ایمان والو! اے وہ لوگو جنھوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا، اور اس کے واحد و یکتا ہونے کی تصدیق کی، جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کے لیے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لیے جلد چلو اور اذان کے بعد خرید و فروخت بند کردو، اگر تم سچ جانتے ہو تو کمائی اور تجارت سے نماز تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر تین باتوں سے تفاخر کیا اوّلاً وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے محبوب ہیں، تم نہیں ہو۔ ثانیاً ہماری تو کتاب ہے، تمھاری کوئی کتاب نہیں ہے۔ ثالثاً ہمارے لیے یوم السبت (ہفتہ کا دن) خاص ہے اور تمھارے لیے کوئی دن خاص نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کی تکذیب فرمادی اور ان کے دعووں کو رد کردیا اور اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔

قُلْ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

اے یہودیو! اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو (کہ موت کے بعد تم کو اپنی سعادت اور نجات کا یقین ہونا چاہیئے) پ ۲۸ المنافقون ۶

۸۔ جمعہ کے دن کی خصوصی دُعا

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے تھے کہ یہ دعا رسول اللہ پر نازل ہوئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی (مقررہ) ساعت میں مشرق سے مغرب تک کسی چیز کے لیے بھی اگر دعا کی جائے گی تو ضرور قبول ہو گی وہ دعا یہ ہے:۔

سُبْحَانَكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام ٭

اے عظیم بخشنے والے، اے احسان کرنے والے اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، اے صاحب جلال و اکرام! تو پاک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

صفوان بن سلیم کا قول ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے روز امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت جو شخص لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیرٌ کہتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ رمضان میں دوسرے دنوں پر جمعہ کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی باقی دنوں پر رمضان کو فضیلت ہے۔

۲۔ نمازِ جمعہ کا حکم

جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض عین ہے۔ قیام نماز میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ نماز جمعہ دراصل نماز ظہر کے قائم مقام ہے جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے، محض سستی اور لاپرواہی کی

بجاتے اور نقارہ پیٹتے باہر نکلے۔ اتفاقاً مدینہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، لوگ (اس کی آمد کا غوغا سن کر) خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا دیکھو مسجد میں کتنے آدمی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک عورت، حضورؐ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کے لیے پتھروں پر نشان لگا دیے جاتے (آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس فرد کو ہلاک کرتا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیے جاتے) اس آیت میں نقارہ بجانے اور تالیاں پیٹنے کو "لہو" سے تعبیر فرمایا ہے اور "تجارۃ" سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو دحیہ لے کر آیا تھا، جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی تھے۔

آیاتِ جمعہ کی تفسیر یہ ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ جمعہ کی طرف آؤ جب تمھیں آواز دی جائے۔ اس سے مراد جمعہ کی اذان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں طریقہ کار یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ کے لیے تشریف لاتے تو اذان دے دی جاتی اور جب حضور خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترتے تو جمعہ کی نماز کے لیے اقامت کہی جاتی اور پھر نماز پڑھی جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ایسا ہی عمل رہا لیکن جب حضرت عثمان غنیؓ کا زمانہ آیا تو آبادی میں اضافہ ہو گیا نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ آبادی کے بڑھنے سے مکانات بھی مسجد نبوی سے دور ہو گئے تو آپ نے لوگوں کی سہولت کے لیے جمعہ کے لیے ایک اذان کا اضافہ کر دیا اور یہ اذان جمعہ سے کافی دیر پہلے دی جاتی تھی تاکہ لوگ اذان سنکر جمعہ کی تیاری کریں۔ پھر جب حضرت عثمانؓ منبر پر خطبے کے لیے بیٹھتے، تو

اور ان کے دوسرے دعوٰی کی تردید اس طرح فرمائی:۔

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔ — اللہ ہی نے اُن اَن پڑھ لوگوں میں ایک عظیم الشان پیغمبر ان ہی میں سے مبعوث فرمایا

اور یہودیوں کی (جن کو صاحبِ کتاب ہونے پر ناز تھا) اس طرح مذمت فرمائی:۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔ — جن لوگوں پر تورات لادی گئی ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے (یعنی بے عمل)

اور ان کے تیسرے دعوے (یوم سبت پر تفاخر) کی تردید میں فرمادیا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ ۔

اور اس کے بعد ارشاد فرمایا:۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا - الآیۃ ۔ — اگر ان کو تجارت یا کوئی کھیل کی بات نظر آجاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں (پھیل جاتے ہیں)

صورتِ واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ (تجارت کا) آتا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے نکل کر باہر چلے جاتے۔ جب ایک روز قافلہ آ ہی پہنچا تو بہت سے لوگ مسجد سے نکل گئے، صرف ۱۲ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں، اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا جب بھی یہی صورت ہوئی کہ سب لوگ سوائے ۱۲ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آگئے، اس کے بعد دحیہ بن خلیفہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامانِ تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا، اس کے پاس ہر طرح کا سامانِ تجارت تھا، اس کے استقبال کے لیے مدینہ والے تالیاں

توبہ کرلو اور کاوٹ پیدا ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں عجلت کرو، اور ذکر الٰہی کی کثرت سے تمہارے اور خدا کے درمیان جو رشتہ ہے اس کو جوڑو چھپا کر اور کھلم کھلا خیرات کرو، تم کو اجر بھی ملے گا اور تمہاری تعریف بھی کی جائے گی، تمہارا رزق بھی زیادہ ہوگا۔ جان لو کہ اللہ نے جمعہ کی نماز تم پر اس مہینہ میں اس جگہ، اس سال اب قیامت تک کے لیے قطعی فرض کر دی ہے جس شخص کو موقع ملے وہ ضرور پڑھے۔ میری حیات میں یا میرے بعد جو شخص انکار کر کے یا معمولی بات سمجھ کر جمعہ کی نماز کو ایسی حالت میں ترک کرے کہ اس کے لیے کوئی خلیفہ یا نائب خلیفہ موجود ہو خواہ وہ امام عادل ہو یا فاسق تو اللہ اس کی پریشانی دور نہ فرمائے اور نہ اس کے کام میں برکت دے۔

۳۔ فضائلِ نمازِ جمعہ

نماز جمعہ کی فضیلت بہت زیادہ ہے بلکہ مومنین کے لیے خاص تحفہ ہے۔ نماز جمعہ سے نمازی کو بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، جنھیں فضائل جمعہ کہا جاتا ہے اور ان فضائل سے انسان میں وہ خواص پیدا ہوتے ہیں جن کا شریعتِ مطہرہ تقاضا کرتی ہے۔ احادیث کی رُو سے جمعہ کے حسبِ ذیل فضائل ہیں:۔

۱۔ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

جمعہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے لہٰذا جو شخص نماز جمعہ پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس طرح جمعہ پڑھنا ہماری مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رض کی روایت یہ ہے:۔

دوسری اذان دی جاتی اور جب خطبہ ختم کر کے منبر سے اترتے تو نماز جمعہ کی اقامت کہی جاتی اور نماز پڑھائی جاتی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کے بعد آپ کے فعل کو سنتِ صحابہ سمجھ کر اپنا لیا گیا۔ چنانچہ عہد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کا اسی پر عمل ہو رہا ہے کہ جمعہ کے لیے دو اذانیں دی جاتی ہیں، پھر آیتِ جمعہ میں فرمایا گیا ہے کہ ذکر کی طرف دوڑو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کی طرف خلوصِ دل اور محبت سے آؤ۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ دوڑتے ہوئے نماز کی طرف آؤ۔ کیونکہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے آنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، لہذا نماز کے لیے بڑے سکون اور وقار کے ساتھ آنا چاہیئے۔

پھر اسی آیت میں حکم ہے کہ جمعہ کی اذان سنکر خرید و فروخت بند کر دو، اس سے مراد یہ ہے کہ نماز جمعہ کے وقت ہر قسم کا کاروبار بند کر دینا چاہیئے۔ اس وقت نہ زراعت کرنی چاہیئے نہ تجارت کرنی چاہیئے اور نہ ہی مزدوری کرنی چاہیئے اگرچہ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ بیع یعنی فروخت بند کر دو لیکن اس سے مراد خرید و فروخت ہے یعنی دکانیں ہی بند کر دی جائیں، نہ کوئی خریدار آئے اور نہ ہی کوئی بیچنے والا ہو۔

جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغولیت کے باعث جمعہ کی نماز سے بے پروا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے ابوالجعد ضمری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے حقیر (معمولی بات) سمجھ کر تین جمعہ ترک کر دیے اللہ اس کے دل پر مُہر کر دیتا ہے۔ شیخ ابونصر نے بالاسناد روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے، لوگو! مرنے سے پہلے اللہ سے

بے حد مہربان اور خوش ہوتا ہے اور آخرت میں اسے جنت میں داخل کیا جائے گا کیونکہ نماز جمعہ بار بار لوٹ کر آتی ہے۔ اس طرح نماز جمعہ انسان میں پانچوں وقت کی نماز کی بھی عادت پیدا کرتی ہے۔ اور جو شخص صحیح نمازی بن جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں پانچ امور سر انجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخل ہونا لکھ لیتا ہے۔ ان پانچ چیزوں میں پہلی چیز مریض کی عیادت ہے، دوسری جنازے میں حاضری، تیسری روزہ رکھنا، چوتھی نماز جمعہ کا پابندی سے پڑھنا اور پانچویں غلام آزاد کرنا ہے۔ (بہار شریعت)

۴۔ نمازِ جمعہ کا اجر

جعفر بن ثابتؒ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چاندی کی تختیاں اور سونے کے قلم لے کر ان لوگوں کے نام لکھتے ہیں جو جمعہ کی رات یا دن میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ شیخ ابو نصر نے اپنے والد کے حوالہ سے ابو الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے البتہ بیمار، مسافر، عورت، بچہ اور غلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۔ مسلمانوں کے لیے فوقیت کا دن

جمعہ کے دن کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں پر فوقیت دی ہے۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگرچہ ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد آئے ہیں، لیکن قیامت کے دن ہم جمعہ کی وجہ سے سب سے آگے ہوں گے کیونکہ انھوں نے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو غسل کرے پھر جمعہ کو آئے پھر جو مقدر میں ہو نماز پڑھے، پھر خاموش بیٹھے حتیٰ کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن زیادہ کے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

۲۔ عذابِ قبر سے نجات

جمعہ کا دن ایسا بابرکت دن ہے کہ جو شخص اس روز فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کی سختیوں سے بچا دیتا ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو دنیا سے رخصت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جمعہ کی بدولت قبر کی سختیوں سے بچا لیتا ہے،

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچا لیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

قبر کی سختیاں بہت شدید ہیں، سختی کی ایک صورت قبر کو مردے کو بھینچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عذابِ قبر سے بچائے۔

۳۔ حصولِ جنت

جو شخص باقاعدگی سے جمعہ ادا کرتا ہے تو اللہ اس پر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ لِاَنَّ فِيْهَا طُبِعَتْ طِيْنَةُ اَبِيْكَ اٰدَمَ وَفِيْهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيْهَا الْبَطْشَةُ وَفِيْ اٰخِرِ ثَلٰثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِيْهَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس وجہ سے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا، فرمایا اس لیے کہ اس میں تمہارے والد حضرت آدم کی مٹی جمع کی گئی۔ اسی میں بے ہوشی اور اٹھنا ہے۔ اسی میں پکڑ ہے اور اسی کی آخری تین گھڑیوں میں ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہو۔ (احمد)

۴۔ ترکِ جمعہ پر وعیدیں

جان بوجھ کر نمازِ جمعہ چھوڑنا بہت بُرا ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بالکل ناپسند کیا ہے بلکہ احادیث میں جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں بھی بیان ہوئی ہیں کیونکہ جمعہ چھوڑ کر ایک طرف تو اللہ کا مجرم بنتا ہے کیونکہ فرض کو بلا عذر ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، دوسری طرف اس کے ترک سے انسان کو وہ فوائد، اور فیوض و برکات حاصل نہیں ہوتے جو جمعہ پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں تو اس طرح ترکِ جمعہ دین و دنیا کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ از حد کوشش تک نمازِ جمعہ میں شامل ہو۔ ترکِ جمعہ کے انجام کے بارے میں احادیث حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ دل پہ مُہر لگنا

جو شخص سُستی اور کوتاہی کی وجہ سے جمعہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے اور اسے نیکی کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔

عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمْرِیِّ قَالَ

حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

یوم جمعہ کو وہ اہمیت نہیں دی جو مسلمانوں نے دی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (زمانہ اور پیدائش کے لحاظ سے) ہم سب سے پیچھے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے آگے ہوں گے ماسوائے اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں پھر یہ یعنی جمعہ کا دن ان کا دن بھی تھا جو ان پر فرض کیا گیا تھا وہ اس میں اختلاف کر بیٹھے۔ ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت دیدی اس میں لوگ ہمارے تابع ہیں یہودی کل میں اور عیسائی پرسوں میں (صحیح بخاری)

۶۔ جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ

جمعہ کا لفظ جمع سے اخذ کردہ ہے کیونکہ اس دن تمام مخلوق کی پیدائش اور تکمیل کی گئی اور اس طرح مخلوق کے اجتماع سے اس کا نام جمعہ پڑ گیا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس لفظ کا ماخوذ لفظ اجتماع سے ہے اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے لیے اجزاء کو جمع کیا گیا اور پھر اسی دن ان کی تکمیل ہوئی اس لیے اس کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ اس دن کو جمعہ کہنے کی ایک وجہ مناسبت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس دن بڑے بڑے کام اکٹھے ہوئے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا، آپ کا زمین پر اترنا اور قیامت کا قائم ہونا کیونکہ حدیث پاک میں ایسے ہی بیان ہوا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ لِلنَّبِیِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

بارے میں ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے وقت اپنے گھروں میں رہ جاتے ہیں، میں ان کے گھروں میں جاؤں اور انھیں جلادوں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَۃِ بُیُوْتَھُمْ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کسی شخص کو حکم دوں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ (مسلم)

۴۔ ترکِ جمعہ پر صدقہ کرنا

اگر بلاوجہ کوئی آدمی جمعہ چھوڑ دے تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور توبہ سے قبل ایک دینار صدقہ کرے تاکہ اس کے ترکِ جمعہ کی تلافی ہو اور دل میں احساس پیدا ہو۔

وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ بغیر عذر کے ترک کیا، چاہیئے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر ایک دینار نہ ملے، تو نصف دینار صدقہ کرے (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۵۔ شرائط نمازِ جمعہ

نماز جمعہ کی وہی شرطیں ہیں جو نماز ظہر کی ہیں اس کے علاوہ مزید شرائط کی دو قسمیں ہیں، شرائطِ وجوب اور شرائطِ صحت، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا بِھَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ۔

فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑ دے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ترکِ جمعہ اللہ کی نظر میں نہایت ہی ناپسندیدہ فعل ہے لہٰذا کسی صورت میں جمعہ ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۔ علامتِ منافقت

ترکِ جمعہ علامتِ منافقت بھی ہے کیونکہ جو شخص اسلام پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکاماتِ الٰہیہ پر عمل بھی کرے لہٰذا کسی ضرورت کے بغیر جمعہ ترک کر دینا علامتِ منافقت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ کُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ کِتَابٍ لَّا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ ثَلٰثًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلا ضرورت اور مجبوری جمعہ ترک کر دے وہ ایسی کتاب میں منافقوں کے اندر لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جا سکتی ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور بعض روایات میں تین واقع ہوا۔ (شافعی)

۳۔ ترکِ جمعہ پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اظہارِ ناراضگی

لوگوں کا جمعہ میں شامل نہ ہونا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل پسند نہیں۔ کیونکہ جمعہ میں شامل نہ ہونے سے مسلمانوں کی ظاہراً مرکزیت کمزور ہوتی نظر آتی ہے۔ اس لیے ایک مرتبہ آپ نے جمعہ میں شامل نہ ہونے والوں کے

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ واجب ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

۱۔ مسافر پر جمعہ واجب نہیں، مقیم پر واجب ہے۔ اگر مسافر پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۔ مریض پر بھی جمعہ واجب نہیں، تندرست اور صحیح سلامت آدمی پر جمعہ واجب ہے۔ ایسا بوڑھا آدمی جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔ ایسے ہی ایسا تیماردار جو کسی بیمار کی تیمارداری میں اس حد تک مصروف ہو کہ اس کے بغیر تیمارداری نہ ہو سکے تو اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔

۳۔ غلام پر جمعہ واجب نہیں، آزاد پر واجب ہے البتہ مزدور پر جمعہ واجب ہے۔

۴۔ جمعہ مردوں پر واجب ہے عورتوں پر واجب نہیں البتہ اگر عورتیں جمعہ پڑھ لیں تو درست ہے۔

۵۔ نابالغ پر جمعہ واجب نہیں، بالغ پر واجب ہے۔

۶۔ مجنون یا بے شعور پر جمعہ واجب نہیں، عاقل پر جمعہ واجب ہے۔

۷۔ اندھے پر جمعہ واجب نہیں اگرچہ جامع مسجد تک اس کو لے جانے والا میسر ہو البتہ ایک آنکھ والے پر جمعہ واجب ہے۔

۸۔ جو شخص چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر جمعہ واجب نہیں۔ اگر کوئی لنگڑا جامع مسجد تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر جمعہ واجب ہے۔

۹۔ محبوس نہ ہونا۔

۱۰۔ پولیس یا چوروں وغیرہ کا خوف نہ ہونا۔

۱۱۔ سخت بارش، کیچڑ اور برف باری اور اس قسم کے دوسرے عذرات کا فقدان۔

اور جس شخص کی ذات میں فرضیتِ جمعہ کی یہ شرطیں کُل یا بعض مفقود ہوں، اگر وہ از راہِ عزیمت جمعہ پڑھ لے حالانکہ وہ مکلّف یعنی عاقل، بالغ ہو تو اس کا جمعہ

شرائطِ وجوب

نمازِ جمعہ واجب ہونے کے لیے شریعتِ اسلامیہ میں چند شرائط مقرر کی گئی ہیں اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو جمعہ واجب نہ ہو گا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن کا نماز کے لیے پایا جانا ضروری ہے اور ان شرائط کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں :۔

وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَّمْلُوْكٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ وَائِلٍ ؛

حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ حق اور واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت میں۔ مگر چار شخصوں پر واجب نہیں۔ غلام مملوک پر۔ عورت، بچے اور مریض پر۔

روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظوں کے ساتھ بنو وائل کے ایک شخص سے روایت ہے۔ (مشکوٰۃ)

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ؛

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور دن آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ جمعہ کے دن اس پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ مگر مریض، یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام۔ جو شخص کھیلنے یا تجارت میں بے پروا ہو، اللہ اس سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے پروا تعریف کیا گیا ہے۔

رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

روایت کیا اس کو دارقطنی نے (مشکوٰۃ شریف)

قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں اور چھوٹے گاؤں والوں کو وہاں جمعہ ادا کرنا چاہیئے۔

۲۔ خُطبہ نمازِ جمعہ کے لیے خطبہ ضروری ہے اور خطبہ کے لیے شرط یہ ہے کہ نماز سے پہلے ہو اور وقت میں ہو۔ اگر خطبہ نمازِ جمعہ کا وقت ہونے سے بہت پہلے یا وقت ختم ہونے پر پڑھا تو خطبہ نہ ہوگا۔ خطبے کا جماعت کے سامنے پڑھا جانا ضروری ہے۔

۳۔ وقتِ ظُہر نمازِ جمعہ کا وہی وقت ہے جو ظہر کا وقت ہے لہذا ظہر کے وقت سے پہلے نمازِ جمعہ درست نہیں اور ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد بھی نمازِ جمعہ درست نہیں، اگر نمازِ جمعہ پڑھنے کے دوران ظہر کا وقت جاتا رہے تو نمازِ جمعہ ادا نہ ہوگی۔ اگر مقتدی کو نمازِ جمعہ میں اونگھ آجائے اور اسی دوران امام سلام پھیر لے۔ اگر وقت باقی ہے تو جمعہ پورا کرلے ورنہ ظہر کی قضا پڑھنی چاہیئے البتہ جمعہ کی قضا نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْجُمُعَۃَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ۔	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھتے جس وقت سُورج ڈھلتا۔ (صحیح بخاری)

۴۔ جماعت صحتِ جمعہ کے لیے جماعت ضروری ہے، نمازِ جمعہ کی جماعت کے لیے کم سے کم تین عاقل بالغ، مقیم آدمیوں کا ہونا ضروری ہے یعنی کوئی تین افراد کا خطبہ شروع ہونے سے اختتامِ نماز تک موجود ہونا ضروری ہے اگر جماعت میں تین غلام یا مسافر یا صرف عورتیں یا بچے ہوں تو جماعت درست نہ ہوگی۔

خطبہ کے وقت جو حضرات موجود ہوں اگر وہ کسی وجہ سے چلے جائیں، اور ان کی جگہ اگر دوسرے تین آدمی آجائیں تو امام کو ان کے ساتھ ہی جمعہ پڑھ لینا چاہیئے

ہو جائے گا اور ظہر کی فرضیت اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور جمعہ سب عذر والوں کے حق میں ظہر سے افضل ہے۔

۲۔ شرائطِ صحتِ جمعہ

نماز جمعہ صحیح ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو عام نماز کے لیے ہیں ان کے علاوہ مندرجہ ذیل چھ شرائط کا بھی پورا ہونا ضروری ہے:۔

۱۔ مصرِ جامع فقہ حنفی میں شرائط صحتِ جمعہ میں پہلی شرط مصرِ جامع یعنی شہر کا ہونا ہے اور اس کی وجہ دلیل حضرت علی رضؓ کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے:۔

لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ فطر ولا اضحیٰ الا فی مصرِ جامع او مدینۃ عظیمۃ۔

نماز جمعہ، نماز تشریق، نماز عید فطر اور عید الضحیٰ، مصر جامع یا عظیم شہر کے علاوہ نہیں۔

اس روایت کی روشنی میں احناف کا مؤقف ہے کہ وجوب جمعہ کے لیے شہر کا ہونا ضروری ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے متعدد قول ہیں لیکن امام حضرت ابو حنیفہؒ کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو۔ اور اس کے متعلقہ دیہات ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو، شہر کے آس پاس کی جگہ کو فنائے مصر کہا جاتا ہے۔ ایسی جگہوں میں بھی نماز جمعہ کا قیام جائز ہے، لہٰذا اس قول سے معلوم ہوا کہ جواز جمعہ کے لیے بشکل شہر بستی کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا ایسا گاؤں جو بالکل چھوٹا ہو جس میں چند گھر ہوں وہاں جمعہ جائز نہیں۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں الگ الگ نماز جمعہ ادا کرنے سے مندرجہ بالا شرط پوری نہیں ہوتی لیکن بڑا گاؤں جس کی آبادی ارد گرد کے چھوٹے گاؤں سے زیادہ ہو، وہاں جمعہ

مسلمان حاکم وقت کو خود جمعہ قائم کرنا چاہیئے، بہتر تو یہ ہے کہ وہ ملک کے دار الخلافہ کی جامع مسجد میں خود جمعہ پڑھائے اور اس کے نمائندے دوسرے شہروں میں جمعہ قائم کریں یا کروائیں۔

وہ ممالک جہاں غیر مسلم برسرِ اقتدار ہوں تو وہاں اس شرط کا اطلاق نہیں۔ بلکہ اس صورت میں وہاں کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ مل جل کر باہمی رضامندی سے نمازِ جمعہ پڑھیں۔

۶۔ مسائلِ خُطبَہ

نمازِ جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے خطبہ کے بغیر کبھی نماز جمعہ نہیں پڑھی لہذا نمازِ جمعہ کے لیے خطبہ ضروری ہے اور خطبہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خطبہ وقت میں ہو، نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی خطیب کے علاوہ تین مرد ضرور ہوں اور خطبہ اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پہلے خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں اور بچوں کے سامنے پڑھا تو ان صورتوں میں نماز جمعہ نہ ہوگی۔ اس کے برعکس اگر خطبہ بہروں، سونے والوں یا مسافروں یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل اور بالغ ہیں تو خطبہ ہو جائے گا۔ خطبہ کے متعلقہ مسائل حسبِ ذیل ہیں:-

۱۔ خُطبہ میں مَسنُون مضمُون

خطبہ ذکرِ الٰہی ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دینے سے فرض ادا ہو جائے گا مگر اتنے پر اکتفا کرنا اچھا نہیں۔

کیونکہ جمعہ کی جماعت کے لیے انہی لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کی جگہ دوسرے لوگوں کے آنے سے بھی جمعہ ہو جائے گا۔

جماعت کے لیے جب امام نے اللہ اکبر کہا تو اس وقت مقتدی باوضو تھے۔ مگر انھوں نے ابھی نیت نہ باندھی تھی کہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے اور وہ وضو کرنے چلے گئے تو اس طرح مقتدیوں کے آنے سے جمعہ ہو جائے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جمعہ ہر مردِ مسلمان پر بہ جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ (دار قطنی)

۵۔ اذنِ عام اذنِ عام سے مراد عام اجازت ہے یعنی جمعہ ایسی جگہ پر پڑھا جائے جہاں ہر ایک کو آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہو اس جگہ کا دروازہ کھلا ہو، جس کا دل چاہے آئے، کوئی روک ٹوک نہ ہو، اگر ایسے مقام یا مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا دروازہ بند کر کے نماز پڑھی جائے تاکہ کوئی دوسرا وہاں نہ آئے تو نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔ اگر حاکمِ وقت یا کوئی رئیس اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں نماز جمعہ کا اہتمام کرے لیکن وہاں عام آدمی کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو یعنی دروازہ پر دربانوں کو بٹھا دے تاکہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو اس صورت میں نماز جمعہ نہ ہوگی ایسے ہی اگر کارخانہ یا دفاتر جہاں کہ جمعہ کا اہتمام ہو لیکن عام لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہ ہو تو اس صورت میں بھی نماز جمعہ نہ ہوگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے نماز جمعہ ہمیشہ ایسی جگہ پر قائم کی جہاں ہر مسلمان کو آنے کی عام اجازت ہوتی لہٰذا نماز جمعہ کے لیے اذنِ عام ضروری ہے۔

۶۔ نمازِ جمعہ کے لیے مسلمان حکمران قیامِ جمعہ کے لیے مسلمان حکمران کا ہونا بہتر ہے مگر یہ شرطِ ادائیت ہے۔ شرطِ صحت نہیں۔

الصَّلٰوۃَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ فَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا ۔

کوتاہ کرو، تحقیق بعض بیان سحر ہے۔ (مسلم)

۴۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مستحب ہے

دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیات پڑھنے کے بیٹھنا مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ خُطْبَتَیْنِ کَانَ یَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی یَفْرُغَ اَرَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ثُمَّ یَجْلِسُ وَلَا یَتَکَلَّمُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے۔ جس وقت منبر پر چڑھتے بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ فارغ ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ مؤذن، پھر کھڑے ہوتے پس خطبہ پڑھتے پھر بیٹھتے اور کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے۔ (ابوداؤد)

ملا علی قاری نے شرح طیبی سے نقل کیا ہے کہ خطبوں کے درمیان جلسہ میں قرآن پڑھنا اولیٰ ہے، بوجہ روایت ابن حبان کے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس جلسہ میں کتاب اللہ پڑھتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ سورۂ اخلاص کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ اور طحاوی نے کہا کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرتؐ سے ثابت نہیں ہوئی، اور شرح ہدایہ میں شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ خطیب کو دو خطبوں کے درمیان اتنا بیٹھنا چاہیئے کہ اس کے تمام اعضاء قرار پا جائیں۔

دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدینؓ عمین مکرمین حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَ

حمد ہے اللہ کے لیے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے

خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمد سے شروع کرنا، اللہ عزّوجل کی ثناء کرنا، اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، حضورؐ پر درود بھیجنا کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا، دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت و درود کا اعادہ کرنا، دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا۔ دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَ يُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا ۔

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے آپ کی نماز بھی اوسط درجہ کی تھی اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا تھا۔ (مسلم)

۲۔ خطبے کے دوران مسنون امور

جمعہ میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبہ سے پہلے، خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف منہ، اور قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو، حاضرین کا امام کی طرف متوجہ ہونا۔

۳۔ دو خطبے

سنت یہ ہے کہ خطبے دو پڑھے جائیں جو بہت زیادہ بڑے نہ ہوں کیونکہ اس کے بارے میں حدیثِ رسولؐ یہ ہے:۔

وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا

حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، آدمی کا نماز لمبی پڑھنا اور خطبہ مختصر کرنا اس کی دانائی کی علامت ہے۔ پس نماز دراز کرو، اور خطبہ

۷۔ اثنائے خطبہ کلام کرنا ممنوع ہے

خطبہ میں آیت نہ پڑھنا، یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا، یا اثنائے خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے البتہ اگر اس خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بُری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔

۸۔ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے

خطبہ منبر پہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں اس لیے اب بھی ایسا ہی منبر بنانا مسنون ہے، آپ تیسری سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر صدیق اکبرؓ اپنے زمانۂ خلافت میں بوجہ ادب کے اس کے نیچے دوسری پر کھڑے ہونے لگے۔ پھر فاروقِ اعظمؓ نے بلحاظ ادب و احترام سب سے نچلا درجہ اختیار کیا۔ حضرت عثمانؓ بھی سب سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن ان کے بعد پھر یہی دستور ہو گیا کہ خطیب اوپر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور یہی اولیٰ ہے اور اگر کوئی نیچے کی سیڑھی پر کھڑا ہو جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ وہی خلفائے راشدینؓ کا عمل ہے۔

امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد نماز و کلام کی ممانعت

خطبہ کے دوران بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے گفتگو خواہ دنیاوی ہو یا دینی ہو۔ امام کے قریب ہو یا دور ہو سب کی ممانعت ہے دورانِ خطبہ میں ادب کا ایک عام اصول یہ ہے کہ جو امور نماز میں مکروہ تحریمی ہیں وہ خطبہ کے دوران بھی حرام ہیں پس دورانِ خطبہ کھانا پینا، نماز پڑھنا، بلند آواز سے ذکر و تسبیح، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ ایسے ہی دورانِ خطبہ کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے خطبے کی سماعت میں خلل پڑتا ہو

نَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۔	طلب کرتے ہیں، اس سے مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے، جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

۵۔ دورانِ خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیئے

نمازیوں کے لیے ضروری ہے کہ دورانِ خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھیں جیسا کہ نماز میں بیٹھا جاتا ہے اور نہ ہی دورانِ خطبہ کوئی بات کرنی چاہیئے بلکہ خطبہ توجہ سے سننا چاہیئے۔

مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا افضل ہے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے۔ اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

۶۔ غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا خلافِ سنت ہے

عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا درست نہیں بلکہ ایسا کرنا خلافِ سنت ہے اور عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان میں خطبہ ملا کر پڑھنا بھی اچھا نہیں البتہ عربی کے ساتھ خطبے کا ترجمہ کر کے حاضرین کو سمجھا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۱۔ خطبہ اور نماز کے درمیان وقفہ ڈالنے کی ممانعت خطبہ ختم کرتے ہی جماعت کروانا سنت ہے کیونکہ

خطبے اور نماز جمعہ کے درمیان کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو جانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر یہ وقفہ طویل ہو جائے یعنی خطیب کسی کام میں مشغول ہو جائے تو خطبہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہے البتہ وضو کی ضرورت کے پیشِ نظر دوبارہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۱۲۔ سر پر سیاہ پگڑی رکھنا امام کا دورانِ خطبہ سر پر سیاہ پگڑی رکھنا سنت ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۞

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی اس کے دونوں سرے آپ نے کندھوں کے درمیان چھوڑے تھے یہ دن جمعہ کا تھا۔ (صحیح مسلم)

۷۔ آدابِ جمعہ

آداب ہماری زندگی کا نہایت ہی اہم حصہ ہیں اور خصوصاً دینِ اسلام نے ہر شعبے میں مختلف امور کو سرانجام دینے کے لیے آداب مقرر فرمائے ہیں، ایسے ہی جمعہ پڑھنے اور جمعہ کی تیاری کے لیے چند آداب ہیں جنھیں ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ استقبالِ جمعہ نماز جمعہ کے لیے وقت سے پہلے ہی تیاری کرنی چاہیئے اپنے لباس کو پاکیزہ کر لینا چاہیئے اگر لباس سفید ہو تو زیادہ

کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے بلکہ حاضرین کے لیے ضروری ہے کہ خطبہ چُپ چاپ بیٹھ کر سنیں۔

خطبہ میں دورا ور نزدیک کا حکم یکساں ہے۔ کوئی بُری بات دیکھ کر ہاتھ یا سر کے اشارے سے روکنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ زبان سے منع کرنا حرام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں کلام کرے وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو شخص بولنے والے سے کہے کہ چُپ ہو، اس کو بھی جمعہ کا ثواب نہیں ملتا۔

اور خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر دل میں آہستہ درود پڑھیں خطبہ سننے کے وقت نہ چھینکنے والے کا جواب دیں اور نہ سلام کرنے والے کا۔ اس وقت اشارے سے سلام کرنا یا اشارے سے اس کا جواب دینا بھی ممنوع ہے۔ طحطاوی نے کہا کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہنا چاہے تو اس قدر آہستہ کہے کہ دوسرا نہ سن سکے۔ دُرِّ مختار میں ہے کہ خطبۂ جمعہ کی طرح دوسرے خطبوں مثل خطبۂ نکاح، خطبۂ عید اور خطبۂ ختم قرآن کا سُننا بھی قول معتمد کے بموجب واجب ہے۔ دورانِ خطبہ کسی کو شرعی احکام بتانا اور نیکی کی تلقین کرنا بھی منع ہے۔

۱۰۔ دورانِ خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے کی ممانعت

دورانِ خطبہ گوٹھ مار کر نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ اس طرح بیٹھنا چاہیے جس طرح نماز میں تشہد کے دوران بیٹھا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۰عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ۔	حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جس وقت امام خطبہ دے رہا ہو، گوٹھ مارنے سے منع کیا ہے (ابوداؤد، ترمذی)

میرے باطن کو نور سے معمور کر دے، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرو۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلْيَمَسَّ اَحَدُهُمْ مِّنْ طِيْبِ اَهْلِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَالْمَاءُ طِيْبٌ ؕ

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن غسل کریں اور ان کا ایک اپنے اہل کی خوشبو سے لگائے اگر خوشبو نہ ہو تو پانی اس کے لیے خوشبو ہے (احمد، ترمذی)

۲۔ گردن پھلانگنے کی ممانعت

جمعہ کے روز مسجد میں اگر کوئی شخص دیر سے جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جہاں اسے جگہ ملے بیٹھ جائے اور جو لوگ پہلے بیٹھے ہوئے ہوں ان کے اوپر سے پھاند کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن پھلانگنے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جو شخص لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہے وہ جہنم کی طرف پل بنائے گا۔ (ترمذی شریف)

بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ بعد میں آ کر صفوں کو چیرتے ہوئے صفِ اول میں آ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح دوسروں کو بے چین کرتے ہیں تو ایسا کرنے والوں کو چاہیے کہ اگر وہ صفِ اول میں جگہ کے امیدوار ہوں تو وہ دوسروں سے پہلے آ جائیں لیکن اس سے یہ مطلب بھی لینا چاہیے کہ اگر پہلی صفوں

بہتر ہے۔ حجامت بنوانے والی ہو تو وہ بنوائیں، ناخن تراشیں۔ صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں، خوشبو لگانی چاہیئے، تیل لگانا چاہیئے۔ القصہ پاکیزگی کے لیے ہر وہ کام کرنا چاہیئے جو نماز میں شامل ہونے کے لیے مسنون اور ضروری ہے۔ اس کے متعلق حضرت سلمان رض سے بیان کردہ حدیث حسبِ ذیل ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَیَتَطَھَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُھْرٍ وَیَدَّھِنُ مِنْ دُھْنِہٖ اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِہٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی ؀

حضرت سلمان رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں غسل کرتا کوئی آدمی جمعہ کے دن اور پاکیزگی حاصل کرتا جس قدر اس کو پاک ہونے کی استطاعت ہے اور تیل لگاتا اپنے تیل سے یا نہیں ملتا خوشبو اپنے گھر کی خوشبو سے، پھر نکلتا ہے پس وہ دو شخصوں کے درمیان فرق نہیں کرتا، پھر نماز پڑھتا ہے جو اس کے لیے مقدر کی گئی ہے، پھر جس وقت امام خطبہ دے، چپ رہتا ہے۔ مگر اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں جن کو وہ اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

۲۔ جمعہ کے دن غسل کرنا

جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے کیونکہ اللہ کے حضور حاضر ہونے کے لیے اپنے جسم کو میل کچیل سے پاک صاف کرنا بہت بہتر ہے چونکہ اللہ پاک صاف ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جب اس کے بندے اس کے حضور آئیں تو وہ بھی پاک صاف ہوں، دراصل ظاہری پاکیزگی، باطنی پاکیزگی کی آئینہ دار ہے، لہذا جب انسان جمعہ کے روز غسل کرے تو دل میں یہ نیت رکھے، اے اللہ! جس طرح میں اپنے جسم پر پانی بہا کر گندگی کو صاف کرنے لگا ہوں تو میرے دل سے آلودگیوں کو دور کر دے۔ اور

يَقُوْلُ اَنْصِتُوْا ۔ (صحیح مسلم)

۵۔ مسجد میں جلدی جانا

نماز جمعہ کے لیے مسجد میں اول وقت میں جانا بڑا افضل ہے کیونکہ اللہ کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہے کیونکہ جو شخص نیکی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے تو اللہ اس پر بہت مہربان ہوتا ہے بزرگانِ دین کا اس سلسلے میں یہ طرز عمل تھا کہ وہ مسجد میں جمعہ کے روز اول وقت میں جاتے۔ پہلے تحیۃ المسجد اور دو رکعت نفل تحیۃ الوضوء ادا کرتے۔ اس کے بعد خاموشی سے ذکر و اذکار میں مشغول ہوتے۔ اذانِ اول پر سُنتیں ادا کرتے، پھر غور سے خطبہ سماعت فرماتے، اس کے بعد نماز جمعہ ادا کرتے۔

بہتر یہ ہے گھر بار کے کام کاج سے فارغ ہو کر پہلی اذان پر مسجد میں پہنچ جانا چاہیے۔ بہرکیف پہلی ساعت میں مسجد میں جانے کا بہت ثواب ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِیْ يُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں، وہ اول آنے والوں کو لکھتے ہیں، اول وقت آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جو اونٹ قربانی کے لیے بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے جیسے گائے قربانی کے لیے بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آئے جیسے دنبہ، جو اس کے بعد آئے جیسے مرغی پھر انڈا صدقہ کرتا ہے جب امام نکلتا ہے وہ اپنے دفتر لپیٹتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں (بخاری شریف)

میں جگہ ہو تو اسے پورا کیا جائے خواہ پیچھے سے جانا پڑے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو نماز کے بعد اس سے پوچھا کہ تم نے جمعہ کی نماز کیوں نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو آپ کے بالکل پاس ہی تھا تو نبی پاکؐ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہے تھے۔ گویا جو ایسا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو۔

۴۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

نماز جمعہ میں اس ادب کی طرف خاص توجہ رکھنی چاہیئے کہ جو شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے آگے سے نہ گزرا جائے کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جن مساجد میں جمعہ کا اجتماع بڑا ہوتا ہے تو وہاں نماز جمعہ کی دو رکعت پڑھنے کے بعد جب لوگ سنن اور نوافل پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو کچھ لوگ نمازیوں کے آگے سے گزرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیئے بلکہ کچھ دیر انتظار کر لینا چاہیئے جب دوسرے لوگ فارغ ہو جائیں تو پھر گزرنا چاہیئے۔

اہلِ تقویٰ اور اہل روحانیت کا یہی شیوہ ہے کہ وہ کسی نمازی کے آگے سے بالکل نہیں گزرتے بلکہ وہ کسی دیوار یا ستون کی آڑ میں بیٹھتے ہیں تاکہ دوسرا بھی ان کے آگے سے نہ گزرے اور نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ اِلٰى مَقْعَدِهٖ فَيَقْعُدُ فِيْهِ وَلٰكِنْ	حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اٹھا کر اس کی جگہ کا قصد نہ کرے اور اس میں نہ بیٹھے لیکن کہے، جگہ کو کشادہ کرو۔

ہے اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت آئے گی یعنی جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے اہم کام ہیں ان کے لیے جمعہ کا دن وقت ہے اس لیے اس روز نمازِ فجر کے بعد جتنا بھی کوئی شخص درود پڑھ سکے پڑھنا چاہیئے۔

اہلِ تقویٰ اور صوفیاء کا عموماً معمول ہوتا ہے کہ وہ روزانہ بعد نمازِ فجر مقررہ تعداد میں درود شریف پڑھتے ہیں لیکن جمعہ کے روز خاص کر اللہ کے بندے درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ یہ وہ وظیفہ ہے جسے اللہ خود بھی کرتا ہے اس کے بارے میں روایات حسبِ ذیل ہیں۔

وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ ؕ

حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں آدم پیدا کیے گئے۔ اس میں قبض کیے گئے اسی میں صور پھونکا ہوگا اور اسی میں نفخہ ہے اس دن مجھ پہ بہت زیادہ درود بھیجو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو چکی ہونگی، صحابہ اَرِمْتَ سے مراد بَلِیْتَ لیتے تھے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اس روز اعمال کا ثواب دُگنا کر دیا جاتا ہے اور میرے لیے اللہ سے درجۂ وسیلہ کی دعا مانگا کرو۔ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ!

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں پہلے جانے کا بہت اجر ہے۔ مؤمن پر لازم ہے کہ جونہی جمعہ کے دن کسی مسجد کی اذان گوش زد ہو، فی الفور اسی پہلی اذان پر چاہئے تمام کاروبار اور ہر قسم کی مصروفیتوں سے دستبردار ہو کر مسجد کو چل دے "دُرِّ مختار" میں ہے کہ صحیح تر قول میں پہلی اذان کے ہونے پر بیع یعنی کاروبار کو ترک کرنا اور مسجد کی طرف جھپٹنا واجب ہے اگرچہ چلتے چلتے خرید و فروخت کرتا ہو۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بعض بزرگ زیادہ اہتمام کی غرض سے شبِ جمعہ ہی مسجد میں جا ٹھہرتے تھے۔ قرنِ اول میں بر صبح کے وقت اور نمازِ فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ کیونکہ نمازی بہت سویرے جامع مسجد کا رُخ کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن بھی روزِ عید کی طرح غیر معمولی اژدحام ہوتا تھا، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو علماء نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ لکھ کر امام غزالیؒ رقم فرما ہیں کہ مسلمانوں کو اس بات پر کیوں شرم نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبانِ دنیا کتنے سویرے خرید و فروخت کے لیے بازاروں میں پہنچ جانے کے عادی ہیں۔ پس طالبانِ حق کو پیش دستی سے کام لینا چاہیئے۔

شیخ عبدالحقؒ لکھتے ہیں کہ مسجدِ نبوی میں بعض لوگوں نے عادت اختیار کی ہے کہ سویرے آکر مصلیٰ بچھا دیتے ہیں اور جگہ روک کر چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ مصلیٰ بچھا جانے کی بجائے بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے۔ یونہی پہلے سے جگہ روک لینا مناسب نہیں۔

۶۔ جُمعہ کے روز درود شریف پڑھنا

جمعہ کے بابرکت دن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے۔ کیونکہ اس دن درود بھیجنے کا بہت ثواب ہے کیونکہ جمعہ کا دن بہت افضل

وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اس کے بعد دو سو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ، سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ سو مرتبہ (یہ درود شریف) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ، اس کے بعد سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمَ وَاَسْاَلُہُ التَّوْبَۃَ، پھر سو مرتبہ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام روزانہ بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعض تابعین روزانہ تیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے ان میں سے ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح سے واقف تھا یعنی پابند تھا۔ تم اس بات سے ڈرو کہ کہیں تم محروم رہنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، اگر تم اللہ کو یاد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمھارا ذکر بھی نہیں ہوگا۔ پہلے مؤمن خدا کو یاد کرتا ہے پھر اس کا ذکر اور اس کی یاد بارگاہِ الٰہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ۔

۸۔ جمعہ کے دن کی مسنون قرأتیں

شیخ ابو نصر نے بالاسناد حضرت عبداللہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الٓمّٓ السجدۃ اور سورہ ھَلْ اَتٰی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں مغرب کی نماز کے سلسلہ میں آیا ہے کہ آپ سورۃ قل یایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز میں سورۃ الجمعۃ اور المنافقون کی قرأت فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ جمعہ کی نماز میں بھی حضورؐ یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب جمعہ میں جس نے سورۂ یٰسٓ اور حٰمٓ الدخان پڑھی تو جب وہ صبح کو اٹھتا ہے تو اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

یہ درجہ وسیلہ کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ جنت میں یہ ایک ایسا مقام ہے جو صرف ایک نبی کو عطا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ نبی ہوں جسے وہ مقام عطا ہوگا۔

حضرت عبدالعزیز بن جبیبؒ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑا تھا کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو ۸۰ بار مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسّی برس کے گناہ معاف کر دیگا یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! حضور پر درود شریف کیسے پڑھا جائے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ یوں پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔ اور انگلیوں پر تعداد شمار کرو۔

جمعہ کے روز درود شریف پڑھنے کے بارے میں ایک روایت ہے، جو حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ پس جو زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا وہ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوگا (غنیۃ الطالبین)

ایسے ہی بزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ جمعہ کے روز ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا بہت اچھا ہے لہٰذا گن کر پڑھنا بہتر ہے۔ اسی طرح ہزار بار تسبیح پڑھنا بھی مستحب ہے۔ تسبیح کے چار کلمات یہ ہیں:۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ؕ

۷۔ جمعہ کا افضل ترین ذکر

جمعہ کے تمام اوقات میں افضل ترین ذکر یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ

۱۰۔ پیدل جا کر نمازِ جمعہ پڑھنے کا ثواب

نماز جمعہ کے لیے پیدل جانا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر مسجد زیادہ دور ہو تو سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جمعہ کے لیے پیدل جانے کو ترجیح دی ہے۔

وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنٰى مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا ؂

حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ نہلائے جمعہ کے دن اور نہاوے اور سویرے جائے اور اول بھی خطبہ پائے اور پیادہ جائے سوار نہ ہو، امام کے نزدیک ہو اور خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے اس کو ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے روزوں کے رکھنے اور قیام کرنے کا ثواب ہوگا (ترمذی، ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ)

۸۔ مسائلِ نمازِ جمعہ

نمازِ جمعہ کی فرض رکعتیں دو ہیں جو امام کے ساتھ خطبے کے بعد پڑھی جاتی ہیں اس کے علاوہ چار رکعت سنت قبل از جماعت اور چار سنت بعد از جماعت پھر دو سنت اور دو نفل پڑھنے چاہئیں اس طرح نمازِ جمعہ کی کل ۱۴ رکعت ہیں نماز جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ نماز جمعہ کے متعلق متفرق مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ نماز جمعہ کی ایک رکعت پانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے امام کے ساتھ نمازِ جمعہ کی ایک

روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی وہ اس شخص کے برابر ہو گیا جس نے دس ہزار دینار خیرات کیئے، شب جمعہ اور روز جمعہ میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھنا مستحب ہے کہ چار رکعتوں میں یہ چار سورتیں پڑھے :۔ سورۂ انعام، سورۂ کہف، سورۂ طٰہٰ، اور سورۂ مُلک۔ اگر تمام سورتوں کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا تو جتنا اچھی طرح پڑھ سکتا ہے تو اتنا ہی پڑھے کیونکہ کہا گیا ہے کہ ختمِ قرآن بقدرِ علمِ قرآن ہے یعنی اگر کسی کو قرآن پورا اچھی طرح یاد نہ ہو تو جتنا یاد ہو اس کا اتنا ہی پڑھنا ختمِ قرآن ہو گا۔ اگر کسی کو پورا قرآن یاد ہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ جمعہ کے دن پورا قرآن ختم کرے۔ اگر دن میں مکمل نہ ہو سکے تو رات میں بھی پڑھے اور ختم کرے۔ اگر فجر یا مغرب کی دو رکعتوں میں آخری حصہ کو ختم کیا جائے تو اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر دس بیس رکعتوں میں ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد (سورۂ اخلاص) پڑھے گا تو یہ بھی فضیلت میں ختمِ قرآن سے زیادہ ہو گا۔

۹۔ جمعہ کے لیے الگ لباس بنوا کر رکھنا

جمعہ کے آداب میں سے ایک احتیاط یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لیے ایک علیحدہ صاف ستھرا لباس بنوا کر رکھ لیا جائے جو عام کاروبار کے ایام میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ صرف نمازِ جمعہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰٓى اَحَدِكُمْ اِنْ وَّجَدَ اَنْ يَّتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ ؕ

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے لیے کیا قباحت ہے کہ وہ دو کپڑے بنا لے جمعہ کے دن کے لیے اپنے کاروبار کے کپڑوں کے علاوہ

(ابن ماجہ)

۳۔ نمازِ جمعہ کے بعد کھانا کھانا اور قیلولہ کرنا سُنت ہے

جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا تناول کرنا بہتر ہے اور اس کے بعد ہی آرام کرنا چاہیئے۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ اول روز کا کھانا کھاتے تھے مگر جمعہ پڑھنے کے بعد۔ (متفق علیہ)

۴۔ عورتوں کی نمازِ جمعہ

جمعہ میں عورتوں کا شامل ہونا ضروری نہیں، کیونکہ جمعہ صرف مردوں پر واجب ہے عورتوں پر نہیں لیکن اگر کوئی عورت ظہر کی بجائے جمعہ کی نماز پڑھے تو جمعہ صحیح ہوگا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے نماز جمعہ کے لیے جانا بہتر ہے یا اپنے گھر میں نماز ظہر پڑھ لینا بہتر ہے، تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ عورتیں گھر میں نماز ظہر ادا کریں۔ مگر ایسی عورتیں جو عمر رسیدہ ہوں اگر وہ مسجد میں جا کر نماز جمعہ کا اہتمام کریں تو ان کے لیے درست ہے۔ البتہ اگر کسی عورت کے مسجد میں جانے سے کوئی برائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی عورت کو نماز جمعہ میں نہیں آنا چاہیئے تاکہ فتنہ پیدا نہ ہو۔ عورتوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب وہ نماز کے لیے جائیں تو خوشبو لگا کر نہ جائیں اور نہ ہی بناؤ سنگار کر کے جائیں۔

۵۔ جمعہ کی نماز کا متعدد مقامات پر ہونا

جن مقامات پر نماز جمعہ درست ہے وہاں اس کے متعدد مقامات پر ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ میدان میں نمازِ جمعہ

میدان میں نماز جمعہ درست ہے کیونکہ صحتِ جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں بلکہ میدان میں بھی نمازِ جمعہ

رکعت پالی اس نے گویا نماز پالی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ ؂

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پالیتا ہے، پس اس نے نماز پالی۔

(متفق علیہ)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شاملِ جماعت ہوا ہو، امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے دوسری پوری کرنی چاہیئے۔

۲۔ نمازِ جمعہ میں امام کے بیٹھنے پر جماعت میں شامل ہونا

جو شخص سلام پھیرنے سے پہلے جب امام بیٹھا ہو، شریکِ جماعت ہو، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جمعہ کی دو رکعتیں پوری کرے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰی وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا اَوْقَالَ الظُّهْرَ ؂

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے پس چاہیئے کہ اس کے ساتھ ایک اور ملا لے اور جس کی دونوں رکعتیں رہ جائیں وہ چار رکعت پڑھے یا فرمایا ظہر پڑھے۔ (دارقطنی)

اس حدیث کے متعلق حضرتِ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص جمعہ کی جماعت کے کسی حصہ میں بھی شریک ہوگیا اس نے جمعہ پا لیا۔ اگرچہ سجدۂ سہو میں پہنچا ہو، اسے باقی نماز کو بطور جمعہ کے پورا کرنا چاہیئے۔

۹۔ بڑی جماعت میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے

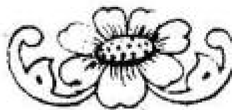
اگر جمعہ کی جماعت بہت بڑی ہو اور امام کو سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ زیادہ ہجوم ہونے کی وجہ سے گڑبڑ مچ جائے گی اور اگر زیادہ ہجوم نہ ہو تو سجدۂ سہو اگر ضروری ہو جائے تو ضرور کرنا چاہیئے۔

۱۰۔ معذور کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کا مسئلہ

اگر غیر معذور شہر میں نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ظہر ہو جائے گی مگر گنہگار ہو گا پھر اگر جمعہ کی نماز پڑھ لے تو پہلی نماز نفل ہو جائے گی اور جمعہ درست ہو جائے گا، شہر میں جہاں جمعہ درست ہے معذور کو نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ جمعہ کی نماز جبکہ شہر میں متفرق اوقات میں ہوتی ہو تو معذور کے لیے مستحب ہے کہ جب آخری نماز ختم ہو جائے تب نماز ظہر پڑھے۔

۱۱۔ نماز اور خطبے میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

خطبے اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا درست ہے اگر کسی وقت دورانِ نماز اسپیکر میں فنی خرابی ہو جائے تو مکبّروں کو تکبیر کہنی چاہیئے تاکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو۔



جائز ہے لیکن اگر گھر کے قریب مسجد ہو اور وہاں نمازِ جمعہ ہوتی ہو تو مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنا افضل ہے۔ اگرچہ شہروں میں جگہ جگہ مساجد ہیں لیکن اگر کوئی ایسا پارک یا باغ یا سیرگاہ یا تفریح گاہ، سکول یا کالج کا ہوسٹل ہو جہاں نمازِ جمعہ کا مستقل اہتمام نہ ہو وہاں اگر لوگ جمع شدہ ہوں اور وہ مل کر نمازِ جمعہ کی جماعت قائم کر لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی اگر کہیں خاص دعوت کا اہتمام کیا گیا ہو اور درمیان میں نمازِ جمعہ کا وقت آ جائے اور قریب مسجد نہ ہو تو وہاں چند آدمیوں کا مل کر نمازِ جمعہ پڑھ لینا درست ہے بشرطیکہ جمعہ کی دوسری شرائط پوری ہوتی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ نے بحرین سے حضرت عمرؓ کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ کیا ہم بحرین میں نمازِ جمعہ قائم کریں تو حضرت عمرؓ نے انھیں جواب دیا تھا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو نمازِ جمعہ پڑھو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خصوصی حالات کے پیشِ نظر اگر کسی مقام پر یا میدان میں نمازِ جمعہ کا اہتمام کرنا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۷۔ جمعہ کے دن سفر پہ روانہ ہونا

جمعہ کے دن پہلی اذان ہونے کے بعد نمازِ جمعہ پڑھنے سے پہلے سفر پر روانہ ہونا جائز نہیں اور نمازِ جمعہ پڑھنے کے بعد سفر اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ ناگزیر صورت میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں یعنی کوئی غرض فوت ہو گیا اور وہاں جانا بہت ضروری ہو۔ جان و مال کا کسی صورت میں خدشہ ہو تو اس صورت میں زوال کے بعد بھی سفر کرنا جائز ہے۔

۸۔ مسافر پر جمعہ واجب نہیں

جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ مسافر پہ نمازِ جمعہ واجب نہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں (ابوداؤد) مسافر اگر جمعہ پڑھ لے تو اسے ثواب ہے اگر جمعہ کی نماز نہ پڑھے تو پھر ظہر کی نماز ضروری پڑھنی چاہیئے۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ ؕ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بدلے میں تمہیں دو دن بہتر عطا فرمائے ہیں، عید قربان کا اور عید فطر کا۔ (ابوداؤد)

۱۔ عیدُ الفطر

یہ عید شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ مسرت کا دن ہے مگر دراصل اس خوشی کا اظہار ہے جو انسان اطاعتِ خداوندی میں پورا اترنے کے بعد محسوس کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماہِ صیام کے روزے فرض فرمائے ہیں، جو قدرے مشقت طلب کام ہے پھر روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بندہ فرضی نمازیں پڑھتا ہے۔ رات کو تراویح کی صورت میں قیام اللیل کرتا ہے، صدقہ خیرات کی کوشش کرتا ہے یعنی بندہ ہر طرح سے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس طرح جب انسان پورا ماہ روزے رکھ لیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور اس خوشی کا اظہار عید الفطر کی صورت میں ہے۔ اسے عید الفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن سے پہلے غریبوں کی خوشی میں شامل ہونے کے لیے جو صدقہ و خیرات دی جاتی ہے وہ فطرانہ کہلاتا ہے لہذا اس نسبت سے اسے عید الفطر کہا جاتا ہے چونکہ اس دن اظہارِ مسرت کے لیے یہ خیرات کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ خوشی کا دن عید الفطر کے نام سے منسوب ہے۔

عید کی خوشی اسلام میں عام خوشیوں کی نسبت منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ عام طور پر انسان اس وقت خوشی محسوس کرتا ہے جب اس کی کوئی دلی خواہش پوری ہوتی ہے یا اسے کوئی جسمانی راحت حاصل ہوتی ہے یا لذتِ نفس میں مبتلا ہو کر عارضی نفسانی خوشی ملتی ہے گویا دنیاوی خوشی کا تعلق حصولِ دنیا کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

باب ۲۲

عِیدَین

عید مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے جس کے معنی لوٹ کر بار بار آنے کے ہیں چونکہ یہ خوشی کا دن ہر سال لوٹ لوٹ کر آتا رہتا ہے اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔

عیدیں سال میں دو ہوتی ہیں یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ، انھیں عیدین کہا جاتا ہے عید کے روز مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ خوشی کے دن منایا کرتے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیسے دن ہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ قدیم زمانے سے ہم لوگ ان دنوں میں خوشی مناتے چلے آ رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں۔ تم ان میں خوشی منایا کرو۔ ان میں ایک دن عید الفطر ہے اور دوسرا عید الضحیٰ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور ان کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم ان دو دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی

اور آپ نے اس خواب کے بارے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باخبر کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ابّا جان! آپ کو جو حکم ربّی ہوا ہے اسے جلدی پورا کرو، آپ مجھے ضرور صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام منٰی کے مقام پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے لے گئے۔ جب آپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر تیز چھری سے ذبح کرنے لگے تو چھری نے امرِ ربّی سے گلا نہ کاٹا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم! بے شک تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، پھر آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق دُنبے کی قربانی کی۔ عیدالضحٰی کے موقعہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو دُہرایا جاتا ہے اور اس روز مسلمان جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

عیدالضحٰی کے موقع پر اگرچہ مسلمان جانور ذبح کرتے ہیں لیکن قربانی کی اس بےمثال تاریخ کی یادگار منا کر مسلمان اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ مسلمان کا جو کچھ بھی ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

۱۔ احکاماتِ عیدُالفطر و عیدُالضحٰی

عیدالفطر، رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد پہلی شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور عیدالضحٰی دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے۔ ان دنوں کے شرعی احکامات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ عیدین کے دن دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے

عیدین کے دن دو رکعت نمازِ عید پڑھنا واجب ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالضحٰی کے دن عیدگاہ کی طرف جاتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے، پھر آپ لوگوں کے

جبکہ عید کی خوشی میں دنیاوی خوشی کے ساتھ ہی روحانی خوشی کا راز بھی مضمر ہے چونکہ اسلام میں عید منانے کا جو طریقہ پایا جاتا ہے اس میں خوشی کا تعلق بھی خدا اور بندے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ کیونکہ انسان ماہِ رمضان کے بعد عید کے روز نمازِ عید میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس کی روح حقیقی معنوں میں ایک مسرت محسوس کرتی ہے۔ نماز کے بعد جب انسان ایک دوسرے سے گلے ملتا ہے اس وقت انسان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مل کر جو مسرت حاصل کرتا ہے وہ ناقابلِ بیان ہوتی ہے کہ اس وقت دل میں ایسے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جو واقعی معراجِ انسانیت کا حصہ ہیں۔

۲۔ عیدُ الضحٰی

عید کے دوسرے تہوار کو عید الضحٰی کہا جاتا ہے یہ تہوار ذی الحجہ کی دس تاریخ کو ہوتا ہے مسلمانوں کے لیے یہ بھی ایک خوشی کا دن ہے اور اس روز ضحٰی کے وقت یعنی اچھی طرح سورج طلوع ہو جانے پہ دو رکعت عید کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی نسبت سے اسے عید الضحٰی کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہوار سے ایک تاریخی واقعہ وابستہ ہے جو اس کی اصل یادگار رہے۔ یہ یادگاری واقعہ دراصل وہ عظیم قربانی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ کے حضور پیش کی تھی؛ وہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا کہ اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دے۔ چنانچہ مسلسل تین دن تک آپ کو یہی خواب آتا رہا۔ چنانچہ آپ نے اپنی عزیز ترین چیز اپنے بیٹے کو خیال کرتے ہوئے اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کیا۔

دو نیزہ آفتاب بلند ہوتے پڑھاتے اور عید الضحیٰ کی نماز ایک نیزہ سورج بلند ہونے پر پڑھاتے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سورج اچھی طرح روشن ہوتے پر عیدین کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے لیکن عید الضحیٰ کی نماز میں جلدی اور عید الفطر میں ذرا دیر کرنا افضل اور سُنت ہے۔

۵. غُسل اور اچھا لباس پہننا

عید کے دن غسل کرنا، ناخن تراشنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور صاف ستھرا پاکیزہ لباس پہننا سنت ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن یعنی عید کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن بنایا ہے۔ لہٰذا اس دن خوب غسل کر لیا کرو اور اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگا لیا کرو اور مسواک کر لیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن جسم کی طہارت قائم کرنا اور پاکیزہ لباس پہننا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضؓ، جہاں تک ہو سکتا عید کے دن اچھے سے اچھا لباس پہننے کی کوشش کرتے۔

۶۔ صدقۂ فطر ادا کرنا

عید الفطر کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری اور واجب ہے اس کا ادا کرنا اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو سکیں۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں اور جَو کا ایک صاع صدقۂ فطر مسلمانوں کے ہر غلام آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے پر فرض قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ نمازِ عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص صدقۂ فطر نماز سے پہلے ادا کرے اس کا صدقہ مقبول ہوگا اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا وہ خیراتوں میں ایک خیرات ہوگی۔ ایک اور روایت ہے کہ گندم کا نصف صاع صدقہ فطر میں دیا جائے۔

سامنے کھڑے ہوتے، لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے تو انھیں وعظ و نصیحت کرتے اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر جمعہ فرض ہے لہذا بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گناہ ہے۔

۲۔ نمازِ عیدین بغیر اذان اور اقامت کے ہے

عیدین کی نماز سے پہلے اذان نہیں اور نہ ہی جماعت کھڑی ہونے سے قبل اقامت ہے۔ مُسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی ایسے ہی بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز دو رکعت پڑھی اور نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کچھ پڑھا۔

۳۔ خطبہ عیدین

عیدین کا خطبہ سنت ہے جبکہ نماز جمعہ کا خطبہ فرض ہے۔ نماز جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے لیکن عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے کیونکہ مُسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز پہلے پڑھتے اور بعد میں خطبہ پڑھا کرتے تھے مگر عیدین کا خطبہ سننا واجب ہے۔

۴۔ عیدین پڑھنے کا وقت

عیدین پڑھنے کا وقت سورج اچھی طرح روشن ہونے سے شروع ہوتا ہے اور قبل از زوال تک ہے لیکن افضل وقت ایک یا دو نیزہ سورج بلند ہونے پر ہے۔ اس وقت عید پڑھ لیں تو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اشراق کے وقت عید الفطر کی نماز پڑھنے سے فارغ ہو جاتے ایسے ہی حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز

اجازت دیتی ہے، عید کے روز اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا چند دوستوں کا عید کے موقع پر مل کر سیر و تفریح کر لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یاد رہے کہ احکام خداوندی کے خلاف والی سیر و تفریح اسلام میں منع ہے۔

۱۰۔ نمازِ عید میں عورتوں کی شمولیت عورتوں کا نمازِ عید میں شامل ہونا درست ہے لیکن عید گاہ میں ان کے لیے اگر الگ باپردہ انتظام ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

۲۔ نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل

نمازِ عید کے لیے صف بندی کے بعد پہلے اس طرح نیت کریں کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی مع چھ زائد تکبیروں کے، اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے، پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ پھر تکبیر تحریمہ کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لیں اور ثناء یعنی سبحانک اللّٰھم الخ پڑھیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لیں اور دوسری اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھیں اور رکوع و سجود کریں۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں، پہلے امام الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھے۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی بار بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کریں۔

۷۔ عیدالفطر ادا کرنے سے پہلے میٹھی چیز کھانا سُنت ہے

عید کے دن نماز عید ادا کرنے سے قبل میٹھی چیز کھانا سنت ہے۔ بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عیدگاہ کی طرف نہ جاتے جب تک آپ کھجوریں نہ کھا لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے لہٰذا دودھ سویوں کا کھانا بھی اسی سنت میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی عیدالضحٰی کے دن نماز کے بعد آکر اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے۔

۸۔ پیدل راستہ بدل کر جانا آنا سنت ہے

عیدگاہ کو پیدل جانا سنت ہے اور ایسے ہی جس راستے سے جائے اس راستے سے نہ آئے بلکہ راستہ بدل کر آنا سنت ہے کیونکہ بخاری میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن مخالف راہ اختیار کرتے یعنی جس راستے جاتے تو واپسی پر بدل کر آتے۔

۹۔ عید کے دن اظہارِ خوشی

عید کے دن اظہارِ خوشی کی اجازت ہے۔ اس کا ثبوت مُسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ منٰی میں دو بچیوں کے پاس سے گزرے وہ دف بجا رہی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دونوں انصار کے وہ اشعار گا رہی تھیں جو یومِ بعاث سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انھیں جھڑکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا اے ابوبکرؓ! انھیں چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں۔ اے ابوبکرؓ! ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے اور یہ ہمارا عید کا دن ہے۔ اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ خوشی جس کی شریعت

(۳) البتہ اگر دونوں رکعتیں جاتی رہیں، یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوا تو وہ تکبیرات کو ان کے موقع پر (مقتدی کی طرح) ادا کرے۔

(۴) اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیئے کہ حالتِ رکوع میں تکبیریں کہہ لے، قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے لیکن ہر حال میں بوجہ کثرتِ ہجوم کے سجدۂ سہو نہ کرے۔ نماز ہو جائے گی۔

(۵) جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ نمازِ عید سے پہلے بھی اور پیچھے بھی، ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز عید سے پہلے گھر پر بھی مکروہ ہے۔

(۶) اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے کہ عید کی نماز میں جماعت شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا لیکن کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے البتہ اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پھر پڑھ سکتا ہے۔

(۷) اگر وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ عید کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تھی تو بھی قضا نہیں، اس کے بجائے استغفار کریں۔

(۸) اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے اور ایسے ہی عید الاضحیٰ کی نماز تیسرے دن یعنی ۱۲۔ ذی الحجہ تک مقررہ وقت پر پڑھی جا سکتی ہے۔

(۹) عید گاہ میں جہاں عید کی نماز پڑھی جا رہی ہو وہاں کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ نہ ہی عید کی نماز سے قبل اور نہ ہی بعد میں کوئی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

نماز کے بعد امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ خطبہ پوری توجہ سے سُننا چاہیئے۔ عید کے خطبوں کے بعد دعا مانگیں۔ چونکہ تمام پنجگانہ نمازوں کے بعد دعا مانگنا مسنُون ہے۔ اس لیے اس پر قیاس کر کے دعا مانگنا ضروری ہے۔ خطیب عیدین کے خطبہ کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر سے کرے۔ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ خطیب پر لازم ہے کہ خطبے میں اس روز کے مناسب احکام یعنی صدقہ فطر یا تکبیراتِ تشریق اور قربانی کے احکام بیان کرے۔ نمازِ عید پڑھنے کے مفصل مسائل حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) اگر کوئی عید کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد شریک ہوا تو نیت باندھنے کے فوراً بعد (بغیر ثناء پڑھے) ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہوا ہو تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیروں کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے، بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالتِ رکوع میں بجائے تسبیح کے بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیریں کہہ لے اور اگر پوری تکبیریں کہنے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

(۲) اگر کسی کی عید کی نماز میں پہلی رکعت چلی جائے تو جب وہ کھڑا ہو کر اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرلے یعنی پہلے ثناء، پھر تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد دوسری رکعت کے ... تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر بھول سے یا بے علمی سے زائد تکبیریں قرأت سے پہلے ادا کرے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی مگر مکروہ (تنزیہی) ہو گی۔

نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہئیں اور یہ ۲۳-اوقات کی نمازیں بنتی ہیں ان کے بعد تکبیراتِ تشریق پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً پڑھنی چاہیئے اور اگر نماز کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جو نماز کے منافی ہو۔ یعنی اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا۔ یا قہقہہ لگایا، یا کلام کیا، اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اقتداء اس کی کی، اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو اور اگر اس کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی اس مقتدی پر بھی واجب ہے۔ اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی۔ ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے۔ مگر آہستہ کہے۔ یونہی جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت، جماعتِ مستحبہ نہیں۔

مسئلہ:۔ نفل و سنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔

مسئلہ:۔ مسبوق و لاحق پر تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ

(۱۰) جس شخص کو عید الفطر یا عید الضحیٰ کی جماعت نہ مل سکے تو وہ ان نمازوں کو قضا کر کے نہ پڑھے۔ کیونکہ عیدین کی قضا نہیں ہے۔

(۱۱) اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید نہ پڑھی گئی مثلاً بارش ہو رہی تھی یا ہلالِ عید نہ دیکھا گیا اور دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا کہ گزشتہ شب چاند نکلا تھا تو چاہیئے کہ سب لوگ روزہ افطار کر دیں اور اگلے دن نماز عید پڑھ لیں۔ عید الضحیٰ کی نماز میں بلا عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز بالکراہت ہو جائے گی۔ لیکن عید الفطر کی نماز بلا عذر تاخیر کرنے سے نہ ہوگی۔

(۱۲) نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے بہت اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں اظہارِ مسرت اور خلوص ہے۔

(۱۳) عید الاضحیٰ کے تمام احکام عید الفطر کی طرح ہیں، صرف چند باتوں میں فرق ہے عید الاضحیٰ سے قبل کچھ نہ کھائے پیئے اگر کھا لیا تو کوئی کراہت نہیں۔

(۱۴) عید الضحیٰ پر قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن تراشے۔

۳۔ تکبیراتِ تشریق

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں، دسویں کو یوم النحر اور گیارہویں بارھویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اس کے سوا کوئی معبود
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔	نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے اور
	حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے۔

مسئلہ:۔ تکبیراتِ تشریق ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کی

باب ۲۳

نمازِ مسافر

سفر کرنے والے کو مسافر کہا جاتا ہے اور سفر میں اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے کہ مسافر نماز میں قصر کرے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔

اور جب تم زمین میں سفر کے لیے نکلو تو تم پر کوئی مضائقہ نہیں یہ کہ تم نمازیں قصر کر لو۔ اگر خوف ہو کہ کافر تمہیں فتنہ میں ڈالیں گے۔ النساء آیت ۱۰۱

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت سے قصر کا حکم کافروں کے خوف کی صورت میں ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں حضرت یعلیٰ بن امیہ کا کہنا ہے کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے خوف کی صورت میں نماز قصر کی اجازت دی ہے لیکن اب تو امن ہے۔ لہٰذا امن کی صورت میں قصر نہیں ہونی چاہیئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور مندرجہ بالا احکام کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تصدق کیا ہے، لہٰذا اس کا صدقہ قبول کرو۔ مسلم شریف۔

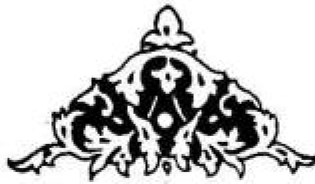
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نمازِ قصر پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین منشاء کے مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سفر میں نمازِ قصر واجب ہے نمازِ قصر

بھی نہیں۔

مسئلہ:۔ اور دنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی، ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یونہی ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں، یونہی سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں۔ ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انہی دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔

مسئلہ:۔ منفرد پر تکبیر واجب نہیں مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ:۔ امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی ہو۔



اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی صرف دو رکعتیں فرض تھیں لیکن ہجرت کے بعد چار کر دی گئیں۔ مگر حالتِ سفر میں وہی دو رکعتیں برقرار رہیں۔

۲۔ حضرت انسؓ کی روایت

صلوٰۃِ قصر کے بارے میں حضرت انسؓ سے بھی سفر میں دو رکعت پڑھنے کی روایت مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر سفر پر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو رکعتیں پڑھاتے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قِیْلَ لَہٗ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف جا رہے تھے آپ دو دو رکعتیں پڑھاتے تھے، یہاں تک کہ ہم مدینہ کو واپس ہوئے۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ تم مکہ میں کتنے روز ٹھہرے تھے؟ فرمایا ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے (بخاری شریف)

۳۔ حضرت ابنِ عباسؓ کا قول

ایسے ہی سفر میں قصر کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ذریعے حضر میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت، اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں صلوٰۃِ قصر ضروری ہے حضرت ابن عباس رضؓ کی بیان کردہ حدیث حسبِ ذیل ہے:۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّ فِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ وَفِی الْخَوْفِ رَکْعَۃً ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شہر میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ (مسلم شریف)

کے سلسلے میں شرعاً مندرجہ ذیل احکامات ہیں، جن کے بارے میں اب تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے:-

ا۔ نمازِ قصر کا حکم

مسافر کے لیے نماز میں قصر یعنی کمی یا تخفیف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعت فرض نماز کو صرف دو ہی رکعت میں پڑھا جائے یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں جن میں فرض کی چار رکعتیں ہیں ان میں دو رکعت پڑھی جائیں، سفر میں فرض نمازوں کو قصر کر کے پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا لہٰذا ہمیں بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نمازِ سفر میں قصر کرنی چاہیے، اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسبِ ذیل ہیں:-

ا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی دو رکعتیں فرض تھیں اور ہجرت کے بعد مسافر کے لیے وہی برقرار رہیں، اس کے بارے میں حدیث یہ ہے:-

وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَّ تُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَآئِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ كَمَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ ؕ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نماز دو رکعتیں فرض کی گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار رکعتیں فرض کی گئیں اور سفر میں پہلی صورت پر نماز چھوڑ دی گئی۔ زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا۔ عائشہؓ سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں، کہا اس نے تاویل کر لی تھی جس طرح عثمانؓ نے تاویل کر لی۔

(مسلم شریف)

فرمایا کہ عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر قریبی رشتہ دار کے نہ کرے، نیز حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن تین راتیں مقرر فرمائی ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔ ایسے ہی حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن تین رات تک مسح کی اجازت دی ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات کی، جبکہ وضو کر کے موزے پہنے ہوں۔

حضرت علی بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا، کہ کتنی مسافت پر نماز کی قصر ہو سکتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے مقام سویدا دیکھا ہے میں نے جواب دیا کہ دیکھا تو نہیں سنا ہے۔ فرمایا وہ یہاں سے تین رات کی مسافت پر ہے پس جب ہم وہاں جائیں تو قصر کر سکتے ہیں۔

پس ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز قصر کے لیے سفر کے فاصلے کی حد تین دن رات ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ ان دنوں میں اگر کوئی مسافر صبح کو چلے تو وہ دوپہر کو اپنی ایک منزل پر پہنچ جائے تو اس تین منزل سے فاصلہ سفر معتبر ہے۔ جو تقریباً ۹۲ کلومیٹر بنتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو مسافر اتنا فاصلہ طے کرنے کی نیت سے سفر اختیار کرے گا وہ مسافر کہلائے گا۔

۲۔ مدّتِ قصر

نمازِ قصر کی مدت ۱۵ دن ہے۔ جب تک مسافر سفر میں رہے اور کسی شہر یا کسی مقام پر کم از کم ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو اس وقت تک اسے نمازِ قصر پڑھنی چاہیئے اور جب کسی جگہ ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اس نیت کے بعد پوری نماز ہی پڑھنی چاہیئے۔ نمازِ قصر اس وقت ختم ہو گی جب پندرہ دن کی نیّت

۴۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث

حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نماز کے لیے دو رکعتیں مقرر کیں اور وہی پوری ہیں اور سفر میں وتر پڑھ لینا سنت ہے یعنی ان کا ترک کرنا بھی درست نہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَّ الْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نماز دو رکعتیں مقرر کیں، اور وہ پوری ہیں ناقص نہیں اور وتر سفر میں سنت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر واجب ہے اور یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سفر میں ہر چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتیں بالاتفاق فرض ہیں اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رعایت دی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

۲۔ فاصلۂ سفر

شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے سفر کی مسافت کم از کم تین دن کا راستہ ہے اس سے کم فاصلہ سفر نہیں۔ جس کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ مکہ والو! چار برید فاصلے سے کم میں قصر نہ کرو۔ یہ فاصلہ مکہ مکرمہ سے عسفان کا ہے، بعض ائمہ نے چار برید کو ۴۸ میل یعنی ۷۷ کلومیٹر کے برابر قرار دیا ہے اور بعض نے چار برید کو ۵۷½ میل یعنی ۹۲ کلومیٹر بتایا ہے۔ لہٰذا شریعت میں وہ مسافر ہے جو تین دن کی راہ کا عازمِ سفر ہو اور تین دن کی مسافت کی تصدیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشمار احادیث سے ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نماز پڑھتا رہا تو جب اسے قصر کا علم ہو جائے تو ان نمازوں کو دوبارہ قصر کر کے پڑھنا ضروری ہے اگر اس نے سفر کے دوران مقیم امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پوری نمازیں پڑھی ہوں تو تب بھی درست ہوں گی، پھر انہیں قصر کر کے پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ بھول کر چار رکعت پڑھنا

اگر بھول کر دو رکعت کی بجائے چار رکعتیں پڑھ رہا ہو تو اگر دوسری رکعت میں یاد آیا اور تشہد پڑھ چکا ہو تو آخر میں سلام پھیرلے تو اس کی نماز قصر ہو جائے گی۔ اگر چوتھی رکعت میں یاد آئے تو چار رکعتیں پوری کرتے ہوئے آخر میں سجدۂ سہو کرلے تو دو رکعتیں فرض ہو جائیں گی اور دو نفل ہو جائیں گی۔

۵۔ خانہ بدوش کی نماز

خانہ بدوش اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ایک جگہ مقیم ہو کر نہیں رہتا۔ آج یہاں اور چند روز بعد کہیں، یہ لوگ عموماً جنگلوں میں خیمے لگا کر رہتے ہیں اگر خانہ بدوش جس جگہ قیام پذیر ہو، وہاں سے کوچ کر کے دوسری جگہ پر جائے اور وہ جگہ تین دن کی مسافت کے حکم میں آتی ہو اور وہاں پندرہ دن سے زائد قیام کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ مسافر ہوگا اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیئے۔ اگر ایک جگہ سے خیمہ اٹھایا اور تھوڑے فاصلے پر جا کر پھر قیام کر لیا تو وہ خانہ بدوش مسافر کے حکم میں نہیں آتا اسے چاہیئے کہ پوری نماز پڑھے۔

۶۔ سیّاح کی نمازِ قصر

سیّاح وہ ہوتا ہے جو پھر کر اللہ کی زمین کی سیر کرتا ہے ایسا شخص ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور اس کا سفر عموماً اپنے اصلی مقام سے تین منزل سے زائد کا سفر ہوتا ہے اور اس نے ملک ملک اور شہر شہر پھرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے ہر مقام پر قصر کرنی چاہیئے اور اگر کہیں

کی جائے گی۔ اگر ۱۵ دن کی نیت نہیں کی اور پندرہ دن سے زائد ٹھہرنا پڑا تب بھی نماز قصر ہی پڑھنی چاہیئے۔ اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک قول ہے کہ ایک دفعہ وہ آذربائیجان کے علاقے میں ۶ مہینے رہے اور اس عرصے میں بس آج کل چلنے کا ارادہ کرتے رہے لیکن روانہ نہ ہو سکے اور اس عرصے میں نمازِ قصر پڑھتے رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی جائے گی، نماز قصر پڑھی جائے گی۔

بعض روایات میں ۱۹ دن کا بھی ذکر ہوا ہے اور بعض میں ۱۵ دن کا، اور پندرہ دن والی روایات زیادہ قوی ہیں، لہذا اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر کوئی ۱۹ دن والی روایات پر عمل کرے تو وہ بھی خلافِ سُنت نہیں۔

۴۔ مسائل صلوٰۃِ قصر

سفر میں نماز قصر پڑھنے کے متعلق ضروری مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آبادی سے باہر نکل کر قصر شروع کرنا مسافر جب اپنی بستی سے باہر نکل جائے تو اس وقت قصر کرنے لگے اور جب اپنی بستی میں واپس آجائے تو تب قصر چھوڑ دے اور پوری نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے کہ جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل جاتے، تو قصر کرنے لگتے اور واپسی تک قصر ہی کرتے رہتے یہاں تک کہ گھر پہنچ جاتے۔

۲۔ نیتِ قصر جب کوئی قصر نماز پڑھنے لگے تو نیت کرے کہ دو رکعت نماز فلاں قصر۔ کیونکہ نیت کرتے وقت قصر کا لفظ استعمال کرنا ضروری ہے۔

۳۔ نمازوں کی دوبارہ قصر پڑھنا اگر کوئی بے علمی میں سفر کے دوران پوری

علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ فَاَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيَالٍ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا اَرْبَعًا فَاِنَّا سَفْرٌ ؕ

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا ہے اور فتح مکہ کے دن میں حاضر تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں رہے۔ نہیں پڑھتے تھے مگر دو رکعت۔ فرماتے اے شہر والو تم چار رکعت پوری کرو تو ہم مسافر ہیں۔

(ابوداؤد)

۱۱۔ مسافر امام کے پیچھے مقیم اور مسافر مقتدیوں کی نماز

مسافر امام کے پیچھے اگر مسافر اور مقیم دونوں قسم کے مقتدی ہوں تو مسافر مقتدی امام کی پیروی میں دو رکعت پر سلام پھیر دیں اور مقیم مقتدی کھڑے ہو کر دو رکعت اور پڑھیں۔ مسافر امام اپنے قعدہ میں التحیات، درود اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے اور مقیم مقتدی صرف التحیات پڑھ کے خاموش رہے اور امام کے بائیں طرف سلام شروع کرنے پر کھڑا ہو جائے۔

۱۲۔ مقیم مقتدی کی صورت میں نماز پوری کرنے کا طریقہ

مسافر امام جب ظہر، عصر یا عشاء کی نمازیں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی نماز لاحق کی طرح پوری کرلے یعنی باقی دو رکعتوں کے قیام میں قرأت نہ کرے۔ فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے، رکوع کے بعد صرف تحمید کہہ کر قومہ کرے اور باقی تمام چیزیں حسبِ قاعدہ پڑھ کے نماز پوری کرلے۔ اگر مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں شریک ہوا اور اسے ایک رکعت ملی ہو تو وہ مسبوقِ لاحق کی طرح باقی نماز کو اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں قرأت نہ کرے

اس نے پندرہ دن سے زائد رہنے کی نیت کر لی تو پھر اسے پوری نماز پڑھنا پڑے گی۔

۷۔ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی صورت سفر کے دوران اگر کئی مقامات پر ٹھہرنے کی نیت ہو، کہیں پانچ دن، کہیں دس دن، کہیں بارہ دن، لیکن کسی مقام پر بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں تو پورے سفر میں قصر کرنا ضروری ہے۔

۸۔ مسافر کی قضا نمازیں سفر کے دوران جو نمازیں قضا ہو جائیں، گھر پہنچنے کے بعد اس کی قضا دو رکعت ہی پڑھی جائیں۔ یعنی قصر کی قضا کرے تو قصر پڑھے اور اگر حالتِ اقامت میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور پھر فوراً سفر اختیار کر لیا جائے تو سفر کے دوران چار رکعت ہی قضا پڑھے کیونکہ اقامت کی قضا نماز کی سفر میں قصر نہیں ہوتی۔

۹۔ سفر میں مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا سفر میں مسافر اکیلے چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے گا اگر کسی مقیم امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پڑھے تو امام کی پیروی لازم ہے۔ جتنی رکعتیں امام پڑھے اتنی رکعت ہی مسافر پڑھے۔ کیونکہ حضرت ابن عمرؓ امام کے ساتھ چار رکعت اور تنہا دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۔ مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز اگر مسافر امام ہو اور مقتدی مقیم ہوں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ چار رکعت پڑھیں اور مسافر امام جب اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پھیرے تو مقتدیوں کو کہہ دے کہ تم اپنی نماز پوری کر لو میں مسافر ہوں۔ مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو جائے اور اپنی بقایا رکعتیں پوری کرلے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ

اسے جماعت کا خواہ کسی قدر حصہ ملے تو وہ اپنی باقی نماز مثل مقیم کے پوری کرے۔

۱۵۔ مسافر کی نمازِ ظہر اگر کئی آدمی سفر میں ہوں اور جمعہ نہ پڑھ سکتے ہوں تو وہ اپنی نماز الگ الگ نہ پڑھیں بلکہ انھیں نمازِ ظہر جماعت کر کے پڑھنی چاہیئے۔

۵۔ تبدیلیٔ وطن کی صورت میں صلوٰۃِ قصر

صلوٰۃِ قصر کے سلسلے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ مسافر کا اصلی مقام کونسا ہے اور جہاں اس نے جانا ہے اس مقام کی شرعاً کیا حیثیت ہے تو اس کے لیے عرض یہ ہے کہ وطن دو قسم کا ہے۔ وطنِ اصلی، وطنِ اقامت۔ وطنِ اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے۔ یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کرلی ہو۔ وطنِ اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ وطن کے متعلقہ مسائل حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) ایک شخص کی دو یا تین بیویاں الگ الگ شہروں میں رہتی ہیں تو وہ سب شہر اس کے وطنِ اصلی ہیں ان میں سے جس شہر میں جائے گا وہاں مقیم ہوگا، پوری نماز پڑھے۔ پس وطنِ اصلی تب باطل ہوتا ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ وطن اختیار کرلے خواہ ان جگہوں میں تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہو یا نہ ہو۔ نیز وطنِ اصلی سفر کرنے سے یا دوسری جگہ وطنِ اقامت بنانے سے باطل نہیں ہوتا البتہ وطنِ اقامت وہاں سے سفر کرنے سے باطل ہو جاتا ہے۔

(۲) ایک شخص بالغ ہے اور اپنی پیدائش کی جگہ میں رہتا ہے اور اس کے ماں باپ دوسری جگہ کسی اور مقام پر رہتے ہیں اور اس کے بیوی بچے نہیں ہیں تو وہ جگہ اس کا وطن نہیں جب تک وہاں ہمیشہ رہنے کا ارادہ نہ کرلے۔ مثلاً طالبِ علم

فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے۔ پھر رکوع، سجود کرکے بیٹھ جاوے۔ التحیات پڑھ کے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں بھی قراءت نہ کرے، خاموش کھڑا رہے۔ پھر تیسری رکعت میں جو پہلی فوت شدہ ہے، ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت سب پڑھ کے نماز تمام کرے۔ اور اگر مقیم مقتدی، مسافر امام کی اقتداء قعدہ میں کرے تو اپنی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت نہ کرے کیونکہ ان میں حکماً مقتدی ہے مگر مثل لاحق کے ہے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس طرح قراءت کرے کہ پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے۔ کیونکہ ان میں مسبوق ہے۔ مسافر امام کے مقتدی کو لاحقی رکعت میں کوئی سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو بھی نہ کرے اور مسبوق رکعت میں سہو ہو جائے تو آخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

۱۳۔ مسافر امام کا قصداً چار رکعت پڑھنا

اگر مسافر امام قصداً قصر نماز کی چاروں رکعت پڑھ دے تو کسی کی نماز درست نہ ہوگی اور سہواً پڑھے تو سجدۂ سہو سے امام کی اور مسافر مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی لیکن مقیم مقتدیوں کی نماز پھر بھی نہیں ہوگی وہ دوبارہ پڑھیں۔ مقیم مقتدی، امام کی اقتداء ختم ہو جانے کے بعد اپنی نماز الگ الگ پوری کریں ایک ساتھ نہیں۔

۱۴۔ مسافر امام کی اقتداء میں مقیم مسبوق کی نماز

اگر مسافر امام کے پیچھے مقیم مسبوق نمازی، مقیم امام کے مسبوق کی طرح قیام میں قراءت کر دے یعنی لاحقی رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ دے اور مسبوق رکعت میں خاموش رہے یا الحمد پڑھ دے تو بھی مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی اگر مسافر مقتدی، مقیم امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں مسبوق ہو جائے، اور

یہ یقین نہیں ہے تو چاہے ساری دنیا میں پھر آوے تب بھی مقیم ہی کے حکم میں ہے ہر جگہ پوری نماز پڑھنا پڑے گی۔

(۸) وطنِ اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو۔ بلکہ مدت سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کرلی تو وطن اقامت ہوگیا۔

(۹) بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں، نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔ ایسے ہی مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہوگیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔

(۱۰) کوئی شخص دو مقام میں ٹھہرنے کی نیت کرے اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہے کہ ایک مقام کی (بغیر لاؤڈ اسپیکر کی) اذان کی آواز دوسرے مقام تک نہیں جاسکتی۔ وہ مثلاً دس روز ایک جگہ رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز دوسری جگہ، تو اس صورت میں وہ مسافر ہوگا اور اگر رات کو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں، تو جس جگہ رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے، وہ اس کا وطنِ اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی اور اگر ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہے کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں مجموعی پندرہ روز ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائے گا۔

۶۔ عورت کی نمازِ قصر

عورت کے لیے بھی نمازِ سفر میں قصر کا وہی حکم ہے جو مردوں کے لیے ہے اگر عورت تین منزل یا اس سے زائد سفر کی مسافر ہو تو اسے نمازِ قصر پڑھنی چاہیئے عورت کو چاہیئے کہ وہ سفر میں اپنے خاوند کے ساتھ جائے البتہ خاوند ساتھ نہ ہونگی

بعض اوقات اپنے اصلی گھر سے دور کسی شہر کے مدرسے میں پڑھنے کے لیے رہائش اختیار کر لیتے ہیں تو وہ مدرسہ ان کا اصلی وطن نہ ہوگا۔ وطنِ اقامت میں اگر کوئی طالب علم پندرہ دن سے زیادہ رہے تو پوری نماز ادا کرنی چاہیئے۔

(۳) ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اگر وہ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ وطن بنالے اور اپنے پہلے وطن سے کوئی تعلق نہ رکھے تو دوسری جگہ اس کا اصلی وطن بن جائے گا اور جب پہلی جگہ جائے تو وہاں نماز قصر پڑھے۔ اگر پہلی جگہ بچے موجود ہوں تو دونوں جگہ اصلی وطن ہیں خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافتِ سفر ہو یا نہ ہو۔

(۴) وطنِ اقامت دوسرے وطنِ اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی دونوں کے درمیان مسافتِ سفر ہو یا نہ ہو۔ ایسے ہی وطنِ اقامت، وطنِ اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔

(۵) اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطنِ اصلی ہے۔

(۶) دو چار دن رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ باتیں ایسی ہو جاتی ہے کہ جانا نہیں ہوتا۔ روز یہ نیت ہوتی ہے کہ آج جاؤں، کل جاؤں۔ اسی طرح پندرہ دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔

(۷) اگر کوئی شخص ملزم کی گرفتاری یا کسی اور کام کے لیے نکلے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ ملزم کہاں گرفتار ہوگا یا کام کس جگہ بنے گا تو یہ شخص گمانِ غالب پر عمل کرے۔ اگر کم از کم تین منزل پر ملزم کے ملنے یا کام بننے کا یقین ہے تو نماز قصر پڑھے اور اگر

دو رکعت فرض پڑھنے چاہئیں۔ فرض کے علاوہ تمام نفل اور سنتیں پوری پڑھنی چاہئیں کیونکہ ان میں قصر نہیں۔ اس لیے نوافل اور سنتیں پڑھنا ہی بہتر ہے۔ نوافل اور سنت کو چھوڑ دینا بہتر نہیں۔ کیونکہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہوگی البتہ سخت تھکن یا کسی اور وجہ سے کبھی چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں کہ انھوں نے بعض اوقات سنت اور نوافل نہیں پڑھے اور اکثر اوقات پڑھے بھی ہیں۔ اور وہ روایات حسب ذیل ہیں:۔

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وطن اور سفر میں نمازیں پڑھیں۔ پس میں نے آپ کے ساتھ وطن میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت، اور آپ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت، عصر کی دو رکعت اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھا اور مغرب وطن اور سفر میں برابر تین رکعتیں۔ وتروں میں بھی وطن اور سفر میں کمی نہ کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھیں۔

ابوداؤد میں حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کیے۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر کے دو نفل چھوڑے ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی ناقہ کو کعبہ کی طرف کر دیتے۔ پھر تکبیر کہہ کر نفل پڑھتے۔

مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے، جدھر بھی اس کا منہ ہوتا آپ اشارے سے نماز

صورت میں مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یعنی باپ، بھائی یا بیٹا وغیرہ ساتھ ہو جائے اچھا ہے۔ بغیر محرم کے عورت کے لیے سفر کرنا درست نہیں۔ بہرکیف غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔ اگر مجبوراً عورت کو اکیلے سفر کرنا پڑے تو عورت سواری کے ساتھ مل کر سفر کرے۔ عورت کی نمازِ قصر کے مسائل حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔ راستے میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی اسے ٹھہرنا پڑے گا۔ خاوند کے بغیر زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو اس صورت میں عورت مسافر نہ ہوگی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے۔ اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت مسافر ہوگی اور اسے قصر نماز ادا کرنی چاہیئے۔

(۲) عورت کا ارادہ چار منزل تک سفر کرنے کا تھا لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گذریں تو وہ مسافر نہیں، نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ جگہ اگر تین منزل ہو تو وہ مسافر ہے اور اسے مسافروں کی طرح قصر نماز پڑھنی چاہیئے۔

(۳) عورت شادی کے بعد اگر سسرال جائے اور وہیں رہنے لگے تو وہ اس کا اصلی وطن بن گیا اور اب میکا اس کے لیے وطن اصلی نہ رہا۔ یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا۔ نماز پوری پڑھے۔

۷۔ نمازِ سفر میں سنّت اور نفل پڑھنا

مسافر کو سفر کی حالت میں فرض نماز قصر کرنی چاہیئے یعنی چار رکعت فرض کی جگہ

۔گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے ریل، ہوائی جہاز، بحری جہاز اور کشتیوں وغیرہ میں سفر کرتے ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کے مسافر کی نماز قصر کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ریل کے سفر میں نماز

چلتی ریل گاڑی یا کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ریل گاڑی جب کسی پلیٹ فارم پر رُکے اور کچھ دیر اس کے کھڑا ہونے کی امید ہو تو پلیٹ فارم پر ہی نماز پڑھ لی جائے۔ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر چلتی گاڑی میں نماز پڑھ لینا درست ہے تاکہ نماز کا وقت نہ نکل جائے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لینی چاہیے۔ دورانِ نماز اگر ریل گاڑی گھوم جانے سے نمازی کا منہ قبلہ کی طرف سے ہٹ جائے تو فوراً قبلے کی طرف پھر جانا چاہیے۔ بسا اوقات ریل گاڑی میں اگر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا جائے تو گاڑی کی چھت سر سے ٹکراتی ہے اور آمنے سامنے کی سیٹوں کے درمیان فاصلہ بھی بہت ہوتا ہے، کہ گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بحالتِ قیام ریل سے اتر کر نماز ادا کرتے ہیں یہ خدشہ ہوتا ہے کہ گاڑی چل جائے گی تو ان تمام صورتوں میں نماز پڑھنے کے لیے گاڑی سے اترنے کی ضرورت نہیں بلکہ گاڑی ہی میں بیٹھ کر نماز ادا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ہوائی جہاز پر نماز

ہوائی جہاز میں اگر مسافر کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہوائی جہاز منزلِ مقصود پر پہنچ جائے گا اور زمین پر اتر کر نماز مل جائے گی تو زمین پر اتر کر نماز پڑھنی چاہیے اس کے برعکس اگر ہوائی جہاز کا سفر لمبا ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ہوائی جہاز پر نماز پڑھ لینی چاہیے لیکن زمین پر اترنے کے بعد اس نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے کیونکہ علماء کا کہنا ہے کہ ہوائی جہاز پر نماز

پڑھتے۔ تہجد کی نماز اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں فرض نماز کے بعد سنت اور نوافل پڑھ لینا درست ہے۔ اس کے برعکس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یہ بھی ہے جو مسلم اور بخاری میں حضرت حفص بن عاصم رض سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں تھا تو آپ نے ہمیں نماز ظہر دو رکعت پڑھائی۔ پھر آپ اپنی منزل پر تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو کچھ لوگوں کو کھڑا ہوا دیکھا۔ فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نفل پڑھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اگر میں نفل پڑھتا تو پوری نماز پڑھتا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، تو آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور میں نے حضرت ابوبکر رض، حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کو بھی ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں سنت اور نوافل پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ اُس زمانے میں سفر بہت سخت ہوتا تھا اس لیے اکثر سفروں میں فرض قصر نماز ادا کرنے پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن اب اُس وقت کے سفر اور موجودہ سفر کی سہولتوں میں بہت فرق ہے اس لیے سنت اور نوافل پڑھ لینا ہی بہتر ہے چھوڑنے میں حرج تو نہیں لیکن اپنی ہی عاقبت میں ثواب میں کمی کا نقصان ہے۔ اس لیے اہل تقویٰ اور صوفیا رکا یہی مسلک رہا ہے کہ انھوں نے سفر میں فرض کی قصر نماز پڑھنے کے بعد سنت اور نوافل پڑھنے کو ترجیح دی ہے، ہر سفر میں نماز فجر اور مغرب کی سنتیں اور عشاء میں وتر بالکل نہیں چھوڑنے چاہئیں۔

۸۔ مختلف نوعیّت کے مسافروں کی نماز

قدیم زمانے کی نسبت سفر کی نوعیت کئی لحاظ سے بدل چکی ہے، اب لوگ

باب ۲۴

قضا نماز کی ادائیگی

فرض نماز جو اپنے وقت مقررہ پر ادا نہ کی جا سکے اور وقت گزر نے کے بعد پڑھی جائے تو اسے قضا پڑھنا کہا جائے گا اور اگر وقت کے اندر ہی نماز پڑھی جائے تو اسے ادا نماز کہا جائے گا۔

مثلاً فجر کی نماز اگر فجر ہی کے وقت میں پڑھی جائے تو ادا کہلائے گی اور اگر اس کا اصلی وقت گزر جانے کے بعد ادا کیا جائے تو قضا یا فوت شدہ کہلائے گی مطلب یہ ہوا اگر فجر کی نماز کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھا جائے تو وہ قضا نماز پڑھی جائیگی۔

مسائلِ قضا نماز

۱۔ نماز قضا کرنے کا گناہ بلا شرعی عذر نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے لہٰذا ایسے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے اور قضا پڑھے۔ کیونکہ توبہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ قبولِ توبہ کے لیے ضروری ہے کہ پچھلی قضا نمازیں پوری کرے اور آئندہ قضا نہ کرنے کا عہد کرے اور پھر نماز کو نماز کے وقت ہی میں ادا کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ نماز کی محافظت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کی حفاظت کرے تو قبر اور قیامت کے دن نماز اس کے لیے نور ایمان ہو گی اور ذریعۂ نجات بنے گی اور جو شخص نماز کی محافظت نہیں کرتا، نہ اس کے لیے نور ایمان

درست نہیں۔ اس کی وجہ دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہوائی جہاز چونکہ فضا میں اڑتا ہے اور نماز کے لیے مستقر علی الارض یعنی چیز کا زمین پر ہونا ضروری ہے۔

۳۔ بحری جہاز میں نماز

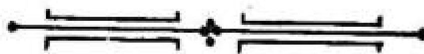
بحری جہاز چونکہ سطح سمندر پر چلتا ہے اور بحری جہاز بواسطہ پانی زمین پر ہی ہوتا ہے اس لیے بحری جہاز کے مسافروں کے لیے جہاز میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

۴۔ کشتی پر نماز

کشتی بھی مثل بحری جہاز ہے اس لیے کشتی کے مسافر کو کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر کشتی سمندر میں لمبے سفر پر ہو تو کشتی کے مسافر اور کشتی بان کے لیے نماز میں قصر کرنا درست ہے۔

۵۔ سواری پر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو اور کوئی آدمی ساتھ نہیں اور نہ ہی کوئی چیز باندھنے کے لیے ہو۔ اور اترنے میں گھوڑے کے بھاگ جانے کا خوف ہو یا رات ہو جانے سے جان کا اندیشہ ہو تو گھوڑا ٹھہرا کر، ورنہ چلتے ہوئے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے فرض نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ گھوڑے کے چلے جانے کا غالب گمان ہو اور اگر ویسے ہی شبہ ہو تو گھوڑے پر نماز نہ پڑھے بلکہ زمین پر اتر کر شروع کرے، پھر اگر گھوڑا بھاگنے کو ہو تو نماز توڑ کر اس کو پکڑ لے۔ مجبوری کی حالت میں اونٹ کے کجاوے میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اترنا اور قافلہ کے ساتھ رہنا سب سہل ہو تو کجاوے میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ غرض کہ اگر جاندار سواری سے اترنے میں جان یا مال کا قوی اندیشہ ہو یا دشمن کا مقابلہ ہو تو بغیر اترے اس پر نماز درست ہے ورنہ نہیں۔ اور جب ایسی حالت میں سواری پر نماز پڑھے تو پھر اس نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔



۶۔ سوتے یا بھولے میں قضا ہونا

سوتے ہوئے یا بھول کر اگر کوئی نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنا فرض ہے۔ البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں۔ لہٰذا جاگنے پر یا یاد آنے پر نماز پڑھے کیونکہ تاخیر مکروہ ہے۔

۷۔ اکیلے کی قضا نماز کی ادائیگی

اگر اکیلے آدمی کی نماز قضا ہو گئی ہو تو اسے خاموشی سے گھر پر قضا نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ اگر چاہے تو مسجد میں بھی قضا پڑھ لے۔ لیکن لوگوں میں اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ چرچا کرنے سے اچھا تاثر قائم نہیں ہوتا۔ ویسے بھی اپنی غفلت یا مجبوری کا دوسروں پر اظہار کرنا اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔

۸۔ قضا نماز کی جماعت

اگر کسی وقت چند لوگوں کی نماز قضا ہو جائے مثلاً اجتماعی سفر کے دوران وقت پر نماز ادا کرنے کا موقع نہ مل سکا ہو یا خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آگیا ہو یا سونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل گیا ہو تو ان سب صورتوں میں جب لوگوں کی نماز قضا ہو گئی ہو تو انھیں مل کر جماعت سے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اگر فجر، مغرب یا عشار کی نماز پڑھیں تو امام قرأت بلند آواز سے کرے اور اگر ظہر یا عصر قضا پڑھی جائے تو قرأت آہستہ آواز سے کی جائے۔

۹۔ قضا نماز پڑھنے کا وقت

قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ جب بھی یاد آئے اور موقع ملے تو فوراً پڑھ لینی چاہیئے۔ لیکن ممنوع اور مکروہ وقت میں قضا نماز نہ پڑھے جیسے زوال یا سورج کے طلوع اور غروب کے وقت کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔

ہوگا بلکہ قیامت کے روز وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ بے نمازیوں کا انجام اچھا نہیں۔

۲۔ نماز کو قضا کرنے کا شرعی عذر ہر ایسا کام جس سے جانی نقصان کا خطرہ ہو یا شدید مالی نقصان ہو جانے کا اندیشہ ہو، جس کا بعد میں پورا کرنا مشکل ہو تو اس صورت میں اگر نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ایسے ہی دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے کافی عذر ہے۔ مسافر کو چور یا ڈاکو کا اندیشہ ہو تو اس وجہ سے بھی وقتی طور پر نماز قضا کر سکتا ہے۔

۳۔ فرض نماز کی قضا فرض نماز کی قضا فرض ہے، واجب کی قضا واجب ہے جیسے وتر کی قضا واجب ہے۔ سنت چونکہ واجب ہوتی ہے اس لیے منت کی مانی ہوئی نماز کی قضا بھی واجب ہے۔ ایسے ہی نفل نماز شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی وجہ سے نفل نماز فاسد ہو جائے یا شروع کر دینے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑنی پڑے تو اس کی قضا واجب ہے۔

۴۔ فجر کی سنتوں کی قضا فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں۔ اگر کسی وجہ سے انکی قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے ان کی قضا پڑھ لی جائے۔ اور زوال کے بعد قضا پڑھنے کی صورت میں صرف فرض کی قضا پڑھی جائے۔

۵۔ سنتِ مؤکدہ اور نوافل کی قضا سنتِ مؤکدہ اور نوافل کی قضا نہیں ہے۔ اگر کوئی پڑھ بھی لے تو اس میں کچھ ہرج نہیں۔

۱۵۔ نمازِ جمعہ کی قضا نہیں
جمعہ کی نماز کی قضا نہیں لہٰذا جب جمعہ رہ جائے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھے۔ اگر کسی کی بہت سی جمعہ کی نمازیں رہ گئی ہوں تو ان کی جگہ اتنی ظہر کی نمازیں پڑھے

۱۶۔ عیدین کی بھی قضا نہیں
جس طرح نمازِ جمعہ کی قضا نہیں ایسے ہی اگر کسی شخص کی عید کی نماز رہ جائے تو اس کی بھی قضا نہیں اور نہ ہی وقت کے اندر تنہا عید کی نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ نمازِ عید کے لیے جماعت شرط ہے۔

۱۷۔ وقت کی تنگی میں ادا نماز پہلے پڑھنا
وقت کی تنگی کی صورت میں پہلے ادا نماز پڑھنی چاہیئے پھر قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔ اگر پہلے قضا پڑھے تو ادا نماز کا وقت نکل جائے گا اور وہ بھی قضا ہو جائے گی۔ اس لیے پہلے ادا پڑھنا ضروری ہے۔

۲۔ صاحبِ ترتیب کی نماز

صاحبِ ترتیب کی قضا نماز کے حکم میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صاحبِ ترتیب کون ہے؟ تو بالغ ہونے کے بعد جس شخص کی نماز قضا نہ ہوئی ہو یا زندگی میں پہلی بار چند نمازیں قضا ہوئی ہوں یا پہلے اگر قضا ہوئی تو قضا پڑھ لی تو اب اس کے ذمے صرف چند نمازوں کی قضا ہے تو ایسے شخص کو صاحبِ ترتیب کہا جاتا ہے۔ صاحبِ ترتیب کے لیے قضا نمازوں کے پڑھنے کے مسائل حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے۔ کہ پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب پھر عشاء پھر وتر پڑھے خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا

۱۰۔ قضا نماز کی نیت قضا نماز کی نیت کرتے ہوئے اس نماز کا نام لینا ضروری ہے جس دن یا وقت کی نماز قضا ہوئی ہو اور نیت میں کہے کہ فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ نمازِ فجر قضا پڑھنے کا طریقہ اگر نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج نکل آئے تو نماز نہ ہوئی تو پھر اچھی طرح سورج طلوع ہونے کا انتظار کرے۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز فجر قضا پڑھے۔

۱۲۔ نمازِ عصر نمازِ عصر پڑھتے وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا لیکن پڑھنے کے دوران سورج ڈوب گیا تو نماز مکمل کرے، نماز ادا ہو جائے گی۔ البتہ سورج ڈوبنے پر پڑھنا شروع کی تو نماز نہ ہوگی بلکہ بعد میں عصر کی قضا نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۱۳۔ کئی نمازوں کی قضا اگر کسی شخص کی کئی نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو ان کی قضا میں دیر نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہو سکے، جلدی پڑھ لے، اگر پڑھ سکتا ہو تو ایک ہی وقت میں ساری نمازیں پڑھ لے، یہ ضروری نہیں کہ ہر نماز کی قضا اس کے وقت پر ہی پڑھے۔ یعنی عصر کی قضا عصر پر پڑھے اور ظہر کی قضا ظہر کے وقت میں پڑھے۔ بلکہ جب موقع ملے ایک وقت میں جب قضا نمازیں پڑھنے کی ہمت ہو پڑھ کر تعداد پوری کرلے۔

۱۴۔ کئی مہینوں کی قضا پڑھنے کا طریقہ اگر کسی شخص کی کئی مہینوں کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو اس کو چاہیئے کہ وہ قضا شدہ نمازوں کا اندازہ کرے اور پھر قضا نمازیں پڑھنا شروع کر دے۔ اور اس صورت میں قضا نماز کی نیت میں نماز کا نام یعنی فجر یا ظہر یا عصر وغیرہ لینا ضروری ہے۔

درست نہ ہو گی (ہدایہ) اور اگر ان پانچ کے علاوہ ایک اور نماز قضا کردی اور چھ نمازیں ذمہ ہو گئیں تو اب وہ صاحبِ ترتیب نہیں رہا۔ (دُرِّ مختار)

۶۔ اگر صاحبِ ترتیب کی ایک نماز قضا ہوئی اور اس نے بغیر اس کے ادا کیے اگلی نمازیں پڑھنا شروع کردیں تو اس طرح اس کی اگلی چار نمازیں غیر مستقل رہیں گی البتہ پانچویں نماز پڑھنے پر پانچوں ہو جائیں گی اور صرف وہی ایک نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ایسا شخص اگر پانچوں نماز سے پہلے اور قضا سمیت چھٹی نماز سے پہلے اپنی پہلی قضا نماز کو ادا کرے تو درمیان میں پڑھی ہوئی نمازیں نفل ہو جائیں گی، انھیں پھر سے ترتیب وار پڑھے (دُرِّ مختار)

۷۔ فجر کی نماز قضا ہو گئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی، پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی۔ عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد ہوتے اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہو گئی۔ غرض یہ ہے کہ فرضیتِ ترتیب سے جو ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی (دُرِّ مختار)

۸۔ غیر صاحبِ ترتیب کو جس کی چھ یا چھ سے زیادہ نمازیں قضا ہو جائیں، بغیر اُن کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب اپنی ان نمازوں کو پڑھے تو جو نماز سب سے پہلے قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے، سب طرح جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ البتہ یہ تعیّن کرنا ضروری ہے کہ یہ فلاں وقت کی پہلی نماز ہے یا دوسری یا تیسری یا آخری۔

۹۔ اپنے کو اگر باوضو گمان کر کے ظہر پڑھی، پھر وضو کر کے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر میں وضو نہ تھا تو عصر کی ہو گئی۔ صرف ظہر قضا کر کے پڑھے (عالمگیری)

۱۰۔ کئی مہینے یا کئی برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں۔ اور

بعض قضا۔ مثلاً ظہر کی قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے ۔ اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے (عالمگیری)

۲ - ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے۔ مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں ۔ تو جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہو سکتا ۔ مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو پہلے ظہر پڑھ لے پھر عصر پڑھے ۔ (ردالمحتار)

۳ - جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی تو پہلے اس قضا کو پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے ۔ اگر بغیر قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی ۔ قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی، بالکل بھول گیا اور دورانِ نماز میں بھی یاد نہیں آیا تو ادا درست ہو گئی ۔ اب جب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لے، ادا کو نہ دُہرائے۔ (عالمگیری) اسی طرح وقت بہت تنگ ہو جانے کی وجہ سے اگر پہلے ادا پڑھ لی پھر قضا نماز پڑھی تب بھی ادا کو نہ دُہرائے (شرح الہدایہ)

۴ ۔ اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے ۔ اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں ۔ تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدرِ جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے (عالمگیری)

۵ ۔ اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا نہیں ہے تو جب تک ان پانچوں نمازوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ ابھی صاحبِ ترتیب ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے پہلے چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے، پھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی، بغیر اس ترتیب کے

۱۔ اگر کسی شخص کی عمر کا کچھ حصہ نماز سے غفلت میں گزر جائے اور عمر کے اس حصے میں اس نے نمازیں بالکل نہ پڑھی ہوں یا پڑھی بھی تو کبھی کبھار کوئی نماز پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ جب اسے توفیق دے تو اسے پہلی فرصت میں چاہیئے کہ اپنی عمر کی قضا نمازوں کو پورا کرے، ان قضا شدہ نمازوں کا حساب لگائے اور انھیں مسلسل پڑھنا شروع کردے اور اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کی (مثلاً) فجر کی (پہلی یا دوسری) نماز پڑھتا ہوں۔ بغیر اس طرح نیت کیے قضا صحیح نہیں ہوتی (ردّ المحتار)

۲۔ اگر کسی کو دن، تاریخ، مہینہ یا سال کی تعداد یاد نہ ہو تو اندازہ کرے، جو تعداد زیادہ سے زیادہ اندازہ میں آئے اس کو اختیار کرے اور ہر نماز کے لیے یوں نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح عصر وغیرہ کے لیے نیت کرتا رہے یہاں تک کہ دل گواہی دے دے کہ سب نمازیں پوری ہو گئیں (درّ مختار)

۳۔ قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اس لیے دوسری ہیں اوقاتِ ممنوعہ کو چھوڑ کر جس وقت فرصت ہو وضو کر کے حسبِ قاعدہ ایک دن رات کی بیس رکعتیں پڑھ لیا کرے اور اپنی نمازوں کا حساب رکھے۔

تیسری صورت یہ بھی جائز ہے کہ ایک ایک وقت کی پوری پوری اکٹھی نمازیں پڑھ لے۔ مثلاً پہلے فجر کی ساری، پھر ظہر کی پھر عصر کی، پھر مغرب کی پھر عشاء کی (ردّ المحتار)

۴۔ ایک صورت یہ ہے کہ پنجگانہ ہر نماز سے پہلے یا بعد میں ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی۔ یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔ ایک نماز کی صورت میں سال بھر

اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا، کبھی قضا نہیں ہونے پائی، کچھ عرصہ کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنا درست اور ترتیب واجب نہیں کیونکہ یہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہو گئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہو گیا تو ترتیب عود نہ کرے یعنی وقتی نماز ہو گئی۔ مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوتیں۔

قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہو گئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو وقتیہ بھی نہ ہو گی

۱۲۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھ لے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔ (عالمگیری)

۳۔ قضا عُمری

قضا عمری کا مطلب ہے کہ جس شخص کی عمر بھر کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں وہ بقیہ عمر میں قضا نمازیں پوری کرے۔ جسے قضا عمری کہا جاتا ہے لیکن عام لوگوں میں قضا عمری کا ایک عام غلط مفہوم پایا جاتا ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن چار رکعت نماز قضا عمری پڑھنے سے عمر بھر کی نمازوں کی قضا ادا ہو جاتی ہے لیکن یہ درست نہیں بلکہ قضا عمری کی نمازیں پوری کرنے کے طریقے حسب ذیل ہیں:۔

۳۔ فدیہ مرنے کے بعد ہے
اگر کوئی مرنے والا بحالت زندگی اپنی نمازوں کا فدیہ دے تو وہ جائز نہیں کیونکہ کمزوری، ضعیفی یا بیماری کی حالت میں نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے خواہ اشارے سے نماز پڑھنی پڑے۔

۴۔ فدیہ کے بدلے میں قرآن مجید دینا
فدیے کے بدلے میں قرآن مجید خرید کر دینا جائز نہیں کیونکہ بعض لوگ ایسا کر دیتے ہیں کہ فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دے دیتے ہیں، اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا۔

میّت کی وصیت کے مطابق ورثاء کا نماز پڑھنا درست نہیں
اگر مرنے والے کی وصیت کے مطابق ورثاء اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھیں تو وہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ نماز دوسرے کے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتی۔

۶۔ نقد فدیہ دینا
فدیے کے سلسلے میں یہ ورثاء کو اختیار ہے کہ وہ گیہوں وغیرہ تقسیم کریں یا نقد دیں۔ اگر کسی دینی مدرسے کے طلباء کو دینی کتابیں خرید کر دینا چاہیں تو بھی درست ہے۔ ایسی کتابیں طلباء کی ملکیت میں دینا ضروری ہیں۔



میں سابقہ ایک سال کی نماز ادا ہوگی۔

۵۔ کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہوگیا۔ اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہگار ہوگا۔ (ردالمحتار)

مرنے والے کی قضا نمازوں کا فدیہ

ایک مسلمان، اگر اس کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور آخری وقت میں ان کی قضا ادا کیے بغیر وہ دنیا سے کوچ کر جائے تو ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے لواحقین کو مرتے وقت نمازوں کی جگہ فدیہ دینے کی وصیت کر جائے اور ایسی وصیت کرنا واجب ہے۔ ایسے فدیے کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ایک تہائی مال سے فدیہ دینا

جب کوئی مرنے والا قضا نمازوں کے بدلے میں فدیہ کی وصیت کر جائے تو اس کے مال میں سے کفن دفن اور قرض وغیرہ اگر ہو تو ادا کر کے بقایا مال سے ایک تہائی رقم کو فدیہ کے طور پر مستحقین میں بانٹ دینی چاہیے۔ وصیت کی صورت میں مرنے والے کے مال کا اختیار رکھنے والے پر فدیہ واجب ہو جاتا ہے اگر فدیہ نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔

۲۔ مقدار فدیہ

ہر فرض نماز اور وتر کے عوض نصف صاع گیہوں فی نماز کے حساب سے فدیہ ادا کریں۔ اس طرح پانچ فرض اور ایک واجب وتر ملا کر چھ نمازوں کا فدیہ دس کلو گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت فدیے میں ادا کی جا سکتی ہے۔ ہر نماز کے فدیے کی مقدار صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

تو پہلو پر لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھو۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر نہ ہو سکے بیٹھ کر نماز پڑھ۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے پس اپنی کروٹ پر نماز پڑھ (بخاری)

۳۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ

لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ لیٹتے وقت شمال کی جانب سر رکھے اور پاؤں جنوب کی جانب کرے۔ لیٹتے ہوئے داہنی کروٹ پر لیٹ جائے، منہ قبلہ کی طرف کر کے تکبیر تحریمہ کے بعد دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھ لے، رکوع کے وقت سر کو تھوڑا سا جھکائے ایسے ہی پھر سجدہ میں اشارہ سے تسبیح پڑھے اسی طرح دو چار رکعت والی نماز کو مکمل کر کے سلام پھیر دے اگر مندرجہ طریقہ سے نہ لیٹ سکتا ہو، تو جس طرح لیٹا ہو ویسے ہی اشارے سے نماز ادا کرے۔

بیمار کی نماز کے مسائل

۱۔ بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کھڑے ہونے سے بیماری بڑھنے کا خطرہ ہو یا کھڑے ہو کر سر چکرا کر گر جانے کا خطرہ ہو یا درد شدید ہو جو ناقابلِ برداشت ہو تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ پھر اگر رکوع سجود کر سکتا ہو تو بیٹھ کر رکوع سجود کرنا چاہیئے۔

۲۔ رکوع اور سجود کی جگہ اشارہ کرنا

اگر رکوع اور سجود کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو رکوع اور سجود کو اشارہ سے ادا کرے

باب ۲۵

نمازِ بیمار

نماز کی اہمیت اس امر سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ عبادت اسلام میں اتنی اہم ہے کہ بیماری کی حالت میں بھی معاف نہیں اور ہر صورت میں نماز قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر کھڑے ہونے کی ہمت اور طاقت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے اور اگر بیماری میں شدتِ مرض اور تکلیف کے باعث کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے اور اگر بیٹھنے کی بھی سکت نہ ہو تو داہنی کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھ لینی چاہیے۔ بہرکیف کسی صورت میں بھی نماز نہیں چھوڑنی چاہیئے۔

۱۔ حکمِ قرآن قرآن مجید میں کروٹ کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لینے کا حکم قرآن پاک کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران) — وہی لوگ اچھے ہیں جو اللہ کو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور کروٹ کے بل لیٹ کر یاد کرتے ہیں۔

اگرچہ اس آیت کا صریحاً اشارہ ذکرِ الٰہی کی طرف ہے لیکن اس طرف بھی اشارہ ہے کہ لیٹ کر بھی یادِ الٰہی کی جا سکتی ہے اور یاد رہے کہ یادِ الٰہی کا سب سے عمدہ ذریعہ نماز ہے۔

۲۔ حکمِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بخاری میں بیمار کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو

۷۔ تھوڑی نماز بیٹھ کر اور تھوڑی کھڑے ہو کر پڑھنا بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔ کیونکہ بیٹھنے کا جو عذر تھا وہ ختم ہو جانے پر کھڑا ہونا بہتر ہے۔

۸۔ بیہوشی سے ہوش میں آنے پر نماز پڑھنا ایک شخص روزانہ بیہوش ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کو ہوش بھی آ جاتا ہے۔ تو اگر افاقہ کسی وقتِ مقررہ پر ہوتا ہے تو نمازوں کی قضا واجب ہے اور اگر وقت مقرر نہیں تو قضا نہیں ہے۔

۹۔ مسلسل بے ہوشی کی صورت میں قضا نماز پڑھنا واجب نہیں اسی طرح اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات یا اس سے کم ہوئی تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ ہو گئی ہو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

۱۰۔ اشارے کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں نماز اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک دن رات سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اور اس کی قضا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات کے اندر پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بھی پڑھے۔

۱۱۔ حد سے زیادہ کمزوری میں نماز اگر کسی مریض کی مرض کی وجہ سے حد درجہ کی کمزوری ہو جائے کہ اس میں اشاروں سے بھی نماز پڑھنے کی سکت نہ ہو تو پھر اس وقت نماز نہ پڑھے۔ صحت مند

سجدے کے لیے رکوع کے اشارہ سے ذرا زیادہ جھکے لیکن سجدہ کی جگہ پر تکیہ وغیرہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سجدہ کی جگہ تکیہ رکھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے تکیہ پھینک دیا اور فرمایا کہ زمین پر سجدہ کرو اور طاقت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھو۔

۳۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کی اجازت

اگر مریض میں بیٹھنے کی ہمت نہ ہو تو گاؤ تکیہ یا کسی اور چیز وغیرہ کی ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہے۔ اگر اپنے آپ بیٹھ نہ سکتا ہو تو کوئی دوسرا بٹھا سکتا ہے۔ بیٹھنے میں کسی خاص طریقے سے بیٹھنا ضروری نہیں۔ جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ سکتا ہے اگر ممکن ہو تو مسنون طریقے سے بیٹھے جس طرح قعدہ میں بیٹھا جاتا ہے۔

۴۔ اشارے کا طریقۂ کار

رکوع اور سجدے کے لیے جب اشارہ کرے تو آنکھ کا اشارہ کافی نہیں بلکہ سر سے اشارہ کرنا چاہیئے۔ رکوع میں تھوڑا سر جھکانا چاہیئے۔ اور سجدہ کے اشارے میں زیادہ سر جھکانا چاہیئے۔

۵۔ رکوع اور سجدہ کا دیگر طریقہ

اگر کوئی شخص کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع سجود نہیں کر سکتا تو بھی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اگر کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع کیلئے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے مگر پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔

۶۔ پیشانی پر زخم کی صورت

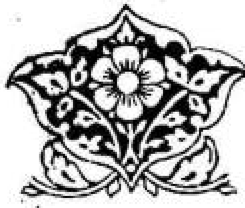
اگر پیشانی پر زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا زمین پر نہیں لگایا جا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہو گی

۱۶۔ روزہ رکھنے میں جسمانی کمزوری

بعض کمزور لوگوں کو روزہ رکھنے سے وقتی کمزوری ہو جاتی ہے اگر یہ صورت ہو کہ روزہ رکھے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہ رکھے تو اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی سکت ہے تو اس صورت میں روزہ ضرور رکھنا چاہیئے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لینی چاہیئے۔

۱۷۔ مجبوری کی حالت میں نجس بستر پر نماز پڑھنا

اگر کسی بیمار آدمی کا بستر وغیرہ نجس ہو اور دوسرے بستر کا مہیا ہونا ناممکن ہو۔ یا بیماری کی وجہ سے بار بار بستر نجس ہو جائے تو پھر نجس بستر پر ہی نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ تیمار دار اگر مریض کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کریں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ انھیں مریض کی خدمت کا آخرت میں بے حد اجر ملے گا۔



ہونے پر اس کی قضا پوری کرے۔ اور اگر یہی کیفیت پانچ نمازوں سے زیادہ ہو جائے تو پھر ان نمازوں کی قضا واجب نہیں بلکہ ایسی نمازیں معاف ہیں۔

۱۲۔ نماز کے دوران مرض کا حملہ

اگر کسی شخص پر نماز کے دوران مرض کا حملہ ہو جائے اور وہ کھڑا ہونے سے معذور ہو جائے۔ جیسے دردِ گردہ کا یک دم شروع ہو جانا تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور بیٹھنے سے بھی معذور ہو جائے تو لیٹ کر پڑھے، رکوع اور سجود کرنے کے قابل نہ رہا ہو تو اشاروں سے رکوع سجود کرے۔ القصہ یہ کہ یکدم مرض کے حملہ کی صورت میں باقی نماز جیسے بھی پوری کر سکتا ہو کرے۔

۱۳۔ مرض کی حالت میں قضا نماز پڑھنا

اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے اور پھر وہ بیمار پڑ گیا تو اسے قضا نماز ادا کرنے کے لیے صحت یابی کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ بیماری کے دوران ہی اگر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جس طرح بھی ہو قضا نماز ادا کر لینی چاہیئے۔

۱۴۔ طبیب کے حکم کی پاسداری

بعض امراض ایسے ہوتے ہیں کہ طبیب مریض کو ہدایت کر دیتا ہے کہ فلاں وقت تک تم نے ہلنا نہیں اور چت لیٹے رہنا ہے تو اس صورت میں طبیب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے لیٹے ہوئے اشارے سے نماز پڑھ لینا جائز ہے جیسے آنکھ بنوانے کے بعد دو تین دن مریض کو چت لیٹنا پڑتا ہے۔

۱۵۔ بیماری کی حالت میں نماز کا قضا ہونا

بیماری کی حالت میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے تو تندرست ہونے پر اسے تندرستوں کی طرح نماز ادا کرنی چاہیئے۔ اب وہ قضا نماز بیماروں کی طرح ادا نہیں کر سکتا جیسا کہ بیماری میں بیٹھ کر یا اشارے سے ادا کی جاتی ہے۔

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک بار زور سے حملہ کر دیں اور اگر بارش یا بیماری کی تکلیف ہو تو ہتھیار اتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں مگر دشمن سے ہوشیار رہو بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے جب تم خوف کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اللہ کی یاد میں لگے رہو۔ پھر جب اطمینان ہو جائے تو نماز کو حسبِ دستور قائم کرو کیونکہ نماز مسلمانوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔ (نساء)

جہاد میں جنگ کی کئی صورتیں ہوتی ہیں:۔

ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ میدانِ جہاد میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال کر بیٹھی ہیں لیکن جنگ نہیں ہو رہی بلکہ دونوں کسی موقع کی تلاش میں ہوں کہ موقع ملنے پر حملہ کر دیا جائے۔ اس صورت میں جنگ کا خطرہ تو ہوتا ہے لیکن حملہ نہیں ہو رہا ہوتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہو، کفر و اسلام کے درمیان شدید جنگ ہو رہی ہو بلکہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پورے زور سے لڑ رہے ہوں مجاہد اپنے مورچوں پر ڈٹے مقابلہ کر رہے ہوں۔

جنگ کی تیسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اپنے خیموں یعنی مورچوں میں ہوں۔ یا سواریوں پر ہوں اور سواریوں سے اترنے کی مہلت نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں صورتحال کے مطابق نماز ادا کرنا صلوٰۃ الخوف ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صلوٰۃ الخوف کے مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے:۔

باب ۲۶

صلوٰۃ الخوف

مسلمان کی زندگی کا ایک نہایت ہی اہم پہلو جہاد ہے اور نماز کی اتنی اہمیت ہے کہ جہاد کی صورت میں بھی معاف نہیں بلکہ شرعاً یہی حکم ہے کہ میدانِ جنگ میں لڑائی کی صورت میں بھی نماز پڑھی جائے۔ صلوٰۃِ خوف کوئی علیحدہ نماز نہیں، بلکہ پانچوں نمازوں میں سے جو بھی میدانِ کارزار میں جنگ کی صورت میں پڑھی جائے گی وہ صلوٰۃ الخوف کہلائے گی۔ نمازِ خوف کے بارے میں شرعی احکامات حسبِ ذیل ہیں:۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نمازِ خوف کے بارے میں فرمایا کہ جب دشمن کا خوف ہو تو فوج کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان دونوں میں سے ایک گروہ پہلے نماز پڑھے جب وہ پڑھ لے تو پھر دوسرا گروہ نماز پڑھے۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ج وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

اور جب آپ ان میں موجود ہوں تو آپ ان کو نماز پڑھائیں تو ان کے دو گروہ کر دیجئے، ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار لیے ہو جب یہ سجدے میں جائیں تو دوسرا گروہ تمہارے پیچھے حفاظت کے لیے کھڑا رہے اب دوسرا گروہ آئے جس نے تمہارے پیچھے نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں۔ کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم ذرا

مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

سے روایت کیا۔

(صحیح بخاری)

نمازِ خوف پڑھانے کی وجہ تسمیہ

نمازِ خوف کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں تھے کہ مشرکین نے منصوبہ بنایا کہ مسلمان جب نماز میں ہوں تو اس وقت ان پر حملہ کیا جائے اس وقت حضرت جبریل ؑ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انھوں نے صلوٰۃ خوف پڑھنے کا طریقہ بتلایا۔ ترمذی کی روایت یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِهٰؤُلَاءِ صَلٰوةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِّنْ اٰبَاءِهِمْ وَاَبْنَاءِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ فَتَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً وَاَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّقْسِمَ اَصْحَابَهٗ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ وَتَقُوْمُ طَائِفَةٌ اُخْرٰى وَرَاءَهُمْ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُوْنُ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَّلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے۔ مشرکوں نے کہا مسلمانوں کی یہ نماز ہے وہ ان کو ان کے باپوں اور بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے اور وہ عصر کی نماز ہے۔ پس اپنے امر کا قصد کرو اور ان پر یک وقت حملہ کر دو اور بے شک جبریل ؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو حکم دیا کہ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کریں ایک جماعت کو نماز پڑھا دیں اور دوسری جماعت ان کے پیچھے کھڑی رہے اور چاہیئے کہ پکڑیں اپنا بچاؤ اور ہتھیار اپنے۔ پس ان کی ایک ایک رکعت ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت ہوں گی۔

(نسائی شریف)

نجد میں نبی کریمؐ کا نمازِ خوف پڑھانے کا واقعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تھے کہ نماز کا وقت آگیا تو آپ نے اس موقعہ پر نمازِ خوف پڑھائی۔ جس طرح آپؐ نے نماز پڑھائی اس کی صورت حسبِ ذیل ہے:۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ وَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوَى نَافِعٌ نَحْوَهُ وَزَادَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ نجد کی طرف ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان کے سامنے صف بندھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہم کو نماز پڑھاتے تھے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک جماعت دشمن کی طرف متوجہ ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے ایک رکوع کیا اور دو سجدے کیے پھر وہ اس جماعت کی طرف پھرے جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی، وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک رکوع کیا اور دو سجدے، پھر آپ نے سلام پھیرا ان میں سے ہر ایک نے ایک رکوع اور دو سجدے کیے اور نافع نے اس کی مانند روایت کی ہے اور زیادہ بیان کیا کہ اگر خوف زیادہ ہو نماز پڑھیں پیادہ، اپنے قدموں پر کھڑے یا سوار منہ قبلے کی طرف ہوں یا نہ ہوں۔ نافع نے کہا میں نہیں گمان کرتا مگر ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گولہ باری ہو رہی ہو اور سپاہی مورچہ بندی کر کے بیٹھے ہوں۔ اگر باہر نکلیں گولہ باری کا خوف ہو تو اس صورت میں مورچوں ہی میں نماز ادا کی جائے۔ اگر ایک مورچے میں ایک سے زائد ہیں تو وہ جماعت کی صورت میں نماز پڑھ لیں۔

ٹینکوں یا موٹر گاڑیوں پر سوار ہونے کی صورت میں اگر خوف بہت زیادہ ہو تو سواری سے نہ اتریں، تو سواری پر ہی تنہا تنہا اشارے سے جس طرف بھی منہ کر سکیں کر کے نماز پڑھ لیں۔ اور یہ نماز اس وقت جائز ہے جبکہ دشمن کا حملہ ہو اور تعاقب زوردار ہو۔ اگر گھمسان کی لڑائی جاری ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے نماز ادا کریں جماعت بنا کر، منفرد طور پر، پیدل یا سواری پر جیسے بھی ممکن ہو خواہ رخ کعبہ کی طرف ہو یا پشت ہو، اشارہ سے ادا کرے یا بغیر اشارہ کے۔ نماز شروع کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے یا نہیں اس سلسلہ میں دو اقوال منقول ہیں۔ جب امن یا دشمن کو شکست ہو جائے تو پچھلی نماز ادا کریں۔ سواریوں سے اتر آئیں اور کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں۔ ہاں اگر حالتِ سکون میں نماز شروع کی تھی پھر جنگ نے شدت اختیار کر لی اور پہلی سی خوف کی حالت ہو گئی تو سواریوں پر سوار ہو جائیں اور صلوٰۃ خوف پوری کریں خواہ اس وقت شمشیر زنی کی ضرورت ہو یا نیزہ بازی کی یا دشمن کے دباؤ سے، پیچھے ہٹنے کا موقع ہو۔

صلوٰۃِ خوف دشمن سے ڈرنے والے کے لیے ہے۔ خواہ وہ دشمن انسان ہو، یا سیلاب ہو یا کوئی درندہ ہو۔ اسی طرح اگر دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہے یا دشمن کو عنقریب شکست ہونے والی ہے اور یہ خطرہ ہے کہ نماز میں مشغول ہو جانے سے دشمن زد سے نکل جائے گا ہر صورت میں صلوٰۃ خوف پڑھی جائے گی۔

اس حدیث کے مطابق حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ نمازِ خوف ان چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ ایک یہ کہ مدِمقابل دشمن سے جنگ کرنا جائز ہو۔ دوم، دشمن سمتِ قبلہ کے سوا اور کسی دوسری سمت ہو۔ سوم۔ دشمن کے حملہ کر دینے کا خوف ہو۔ چہارم، لشکر میں اتنے آدمی ہوں کہ انھیں متفرق کیا جا سکے۔ یعنی کم سے کم چھ ان آدمیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دشمن کے مقابل رکھے اور دوسرے گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے۔ جب امام پہلی رکعت سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لیے اٹھے تو اقتدا کرنے والا گروہ دشمن کے مقابل میں چلا جائے اور امام سے جدائی کی نیت پر نماز تمام کر کے سلام پھیر دے اور اب دوسرا گروہ ان کی جگہ لے لے۔ اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ امام کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھے۔ پھر امام بیٹھ جائے (کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہو گئی) اور مقتدی کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ رکعت پوری کر کے بیٹھ جائیں) اب امام کے ساتھ سب سلام پھیریں۔ دوسری رکعت میں امام کو قرأت اتنی طویل کرنی چاہیے کہ پہلا گروہ دوسری رکعت پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا گروہ آکر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اس دوسرے گروہ کے لیے امام تشہد کو اتنا طویل کر دے کہ یہ گروہ اپنی دوسری رکعت پوری کر کے امام کو تشہد میں پالے اور امام کے ساتھ سلام پھیر سکے۔ اسی طرح اس دوسرے گروہ کو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی جس طرح پہلے گروہ کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے کی فضیلت حاصل ہو چکی تھی۔

نمازِ خوف اس صورت میں جائز ہے جب دشمن سر پر چڑھا ہوا ہو۔ اگر دشمن دور ہو تو اس صورت میں نمازِ خوف نہ ہو گی۔ پہلے دور کی لڑائیوں کے خوف کی صورت اور نوعیت کی تھی۔ لیکن وہ نوعیت بالکل بدل گئی ہے۔ سرحدوں کے اوپر توپوں کے گولے، گنوں کے فائر اور ٹینکوں کے حملے کا دور ہے تو اس صورت میں جب کہ

ذِکْرِہٖ وَدُعَآئِہٖ وَاسْتِغْفَارِہٖ ۔ کی طرف پناہ ڈھونڈو۔ (متفق علیہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سورج گرہن کے وقت دو رکعت نماز باجماعت پڑھنا سنت ہے۔ یہ نماز مسجد میں باجماعت پڑھی جائے لیکن اس نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں، لیکن لوگوں کو جمع کرنے کے لیے "اَلصَّلوٰۃُ جَامِعَۃٌ" پکارا جائے۔ اگر سورج گرہن مکروہ وقت پر ہو تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا اور ذکر میں مشغول ہو جائیں۔

اس نماز میں لمبی سورتیں پڑھنی چاہئیں ایسے ہی رکوع اور سجود بھی لمبے کرنے چاہئیں کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔ نماز کے بعد امام کو دعا مانگنی چاہیئے۔ اور جماعت میں شامل شدہ حضرات کو آمین کہنا چاہیئے۔ اس نماز کو لمبا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گرہن کا سارا پورا ہو جائے۔ اگر گرہن کے دوران کسی فرض نماز کا وقت آجائے تو گرہن کی نماز کو جلد پورا کر لینا چاہیئے تاکہ فرض نماز اپنے وقت میں ادا کی جا سکے۔

چاند گرہن کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے خسوف کہا جاتا ہے۔ خسوف کی نماز تنہا پڑھنی چاہیئے اس میں جماعت کرنا مسنون نہیں۔ اس میں ہر شخص اپنے طور پر دو رکعت پڑھے۔ پھر دعا تسبیح اور ذکر کرنا چاہیئے۔ گرہن کے وقت فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ و خیرات دینے کا اہتمام کیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکٹھا کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، انھیں نہ تو کسی کی موت سے اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے گرہن لگتا ہے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا ہے، پھر دیکھا آپ پیچھے ہٹے۔ فرمایا کہ میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے خوشہ لینا چاہا اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔

باب ۲۷

نماز کسوف و خسوف

سورج گرہن کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز کسوف کہا جاتا ہے۔

سورج گرہن مذہبی نقطۂ نگاہ سے اچھی علامت نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اہل زمین پر گرہن کے نتائج اچھے مرتب نہیں ہوتے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقع پر دو رکعت نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

سورج گرہن کے وقت دو رکعت نفل با جماعت پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب سورج گرہن لگا تو آپ نے دو رکعت نماز نفل پڑھائی۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا یَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ السَّاعَةَ فَاَتَی الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی بِاَطْوَلِ قِیَامٍ وَّ رُکُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَاَیْتُهٗ قَطُّ یَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰیٰتُ الَّتِیْ یُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَکُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیٰوتِهٖ وَلٰکِنْ یُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَیْتُمْ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰی

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج گہنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے ڈرتے تھے کہ قیامت نہ آجائے۔ مسجد میں آئے نماز پڑھائی بڑے لمبے قیام، رکوع اور سجود والی۔ میں نے ایسی نماز پڑھتے کبھی آپ کو نہیں دیکھا اور فرمایا یہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جس وقت تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو اس کے ذکر اور دعا اور استغفار کی

باب ۲۸

نمازِ اِستسقاء

استسقاء کا مطلب پانی طلب کرنا ہے لیکن شریعتِ اسلامیہ میں قحط سالی کی صورت میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر بارانِ رحمت طلب کرنے کو نمازِ استسقاء کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان اپنے بُرے اعمال کی بنا پر اللہ کی ناراضگی مول لے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بُرے لوگوں کو تنبیہ کے لیے قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا اثر نیک لوگوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "جو مصیبت تمھیں پہنچتی ہے تو وہ تمھارے ہاتھوں کے کیے کے باعث ہے۔ لیکن وہ بہت سی تکالیف کو معاف کر دیتا ہے۔"

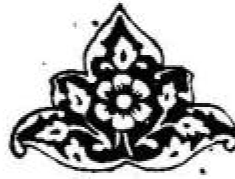
اس سے معلوم ہوا کہ خشک سالی بُرے لوگوں کے اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے تو ایسی حالت میں کثرت سے استغفار کی ضرورت ہے اور شریعت میں یہ استغفار نمازِ استسقاء کی صورت میں ہے۔

ا۔ نمازِ استسقاء کے وقت مستحب اعمال

ائمہ کے نزدیک نمازِ استسقاء سُنّت ہے لیکن حنفی فقہ میں اسے مستحب قرار دیا گیا ہے۔ یہ نماز عید کی نماز کی طرح ادا کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے تمام احکام و احوال نمازِ عید کی طرح ہیں۔ اس نماز کے لیے مستحب یہ ہے کہ نماز کے لیے پاک صاف ہو کر جائیں یعنی پہلے غسل کر لیں کیونکہ یہ عاجزی، مسکینی اور طلبِ حاجت کا وقت ہوتا ہے اس لیے اس موقع پر معمولی لباس پہننا چاہیے بلکہ پُرانے

اور میں نے آگ دیکھی تو آج کی گھبراہٹ والا منظر کبھی نہ دیکھا۔ میں نے دوزخ میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیوں؟ فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا۔ وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم ان سے زمانہ بھر تک نیکی کرو، پھر تمہاری طرف سے کچھ ذرا سی بات دیکھ لیں تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرہن کے وقت خوفِ خدا پیدا ہونا چاہیئے اور اللہ کے حضور استغفار اور توبہ کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی دو رکعت نفل نماز پڑھنی چاہیئے۔



اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ ان لوگوں پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

کا یہی مطلب ہے۔ آدمی جب بگڑ جاتا ہے تو اس کا بگاڑ ہر جاندار تک اثر انداز ہوتا ہے اور اگر درست ہوتا ہے تو اس کی درستی کا اثر ہر چیز تک پہنچ جاتا ہے۔ انسان کا بگاڑ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، اور اس کی درستی اس کی طاعت و فرماں برداری کے باعث ہوتی ہے۔

۲۔ نماز ادا کرنے کا طریقہ نماز استسقاء کھلے میدان میں ادا کی جائے۔ اگر شہر میں بالکل جگہ نہ ہو تو پھر مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو عیدین کا ہے البتہ اس میں زائد تکبیریں نہ کہی جائیں بلکہ صرف اتنی تکبیریں ہوں جتنی عام نماز میں مطلوب ہوتی ہیں نماز خلیفۂ وقت کو پڑھانی چاہیے اگر وہ نہ پڑھائے تو امام کو پڑھانی چاہیے۔ یہ نماز بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کے ساتھ ہے۔ اس نماز میں حسبِ قاعدہ امام کو بلند آواز سے قرأت کرنی چاہیے۔

۳۔ نماز کے بعد خطبہ نماز مکمل کرنے کے بعد امام کو دو خطبے پڑھنے چاہئیں جس طرح عید کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔ خطبہ کا آغاز عید کے خطبے کی طرح تکبیر سے کرنا چاہیے اور درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے اور خطبہ میں قرآن پاک کی ایسی آیات پڑھنا زیادہ بہتر ہے جن میں استغفار کی ترغیب ہو۔ خطبہ دیتے وقت امام کو زمین پر کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر ہاتھ میں عصا وغیرہ ہو تو اچھا ہے۔

۴۔ چادر پلٹنا خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد امام کو چاہیے کہ چادر کو الٹ دے یعنی دائیں کاندھے والا حصہ بائیں کاندھے پر

کپڑے پہن کر بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ بیکسوں کی سی صورت بنا کر مسکینی اور شکستہ حالی کی صورت میں نماز کے لیے جانا مستحب ہے۔ اس نماز میں بوڑھے، بچے، مرد اور مصیبت زدہ لوگوں کو شریک ہونا چاہیے۔ ظلم، گناہ اور حقوق العباد کے اتلاف سے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے۔ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق ادا کرنے ہوں ان کے حقوق ادا کردینے چاہئیں۔ زکوٰۃ دینے والی ہو تو وہ بھی ادا کرنا بہتر ہے۔ خیرات زیادہ کرنی چاہیے۔ اگر روزہ رکھ سکتے ہوں تو روزے رکھیں بلکہ از سرِ نو توبہ کر لینی چاہیئے اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں۔ زاہدوں، نیکوکاروں، عالموں، بزرگوں اور دینداروں کا وسیلہ اختیار کریں۔

روایت میں آیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز کے لیے جب باہر میدان میں آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو ہو کر اس طرح دعا مانگی۔ "الٰہی! یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا ہیں۔ ہم ان کو وسیلہ میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے طفیل میں تو ہم کو سیراب فرما!" راوی کا بیان ہے کہ لوگ وہاں سے گھروں کو لوٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے جل تھل بھر گئے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بارش نہ ہونا اور مینہ بند ہو جانا، اولادِ آدم کی نحوست کا بدلہ اور ان کی سزا ہے۔ اسی لیے روایت میں آیا ہے کہ "جب کافر کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو منکر نکیر آ کر اس سے رب، نبیؐ اور دین کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جب اس سے جواب بن نہیں پڑتا تو گرز سے اس کو مارتے ہیں۔ اس کی ضرب سے وہ چیختا ہے۔ اس کی چیخ کو جن و انس کے سوا باقی تمام مخلوق سنتی ہے اور لعنت بھیجتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ بکری بھی اس پر لعنت بھیجتی ہے، جو قصاب کی چھری کے نیچے ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم پر اس منحوس کے باعث بارش بند ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:۔

کریں اور پھر اللہ سے بارانِ رحمت طلب کریں۔ انشاءاللہ ضرور قبول ہوگی۔

اگر ایک دفعہ نمازِ استسقاء پڑھنے سے بارش نہ ہو تو تین دن تک ایسا ہی کرنا چاہیئے اور ان تینوں دنوں میں روزہ رکھنا بھی بڑا افضل ہے۔ دعا مانگتے وقت ہاتھوں کو خوب اونچا کرنا چاہیئے۔ حسبِ ذیل دعا پڑھنا زیادہ بہتر ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا	الٰہی! ہمارے لیے پانی بھیج جو مصیبت سے نجات
مُرِيْئًا هَنِيْئًا مُرِيْعًا غَدَقًا مًا	دے۔ اس کا نتیجہ اور انجام اچھا ہو، خوشگوار ہو
مُجَلَّلًا رِيًا مُجَلَّلًا عَامًا طَبَقًا	وہ سیراب کرنے والا اور زمین میں اثر کرنے والا ہو۔
سَحًّا دَائِمًا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا	عام طور پر جاری ہونے والا اور کثرت سے جاری
الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ	ہونے والا ہو۔ الٰہی ہمارے پاس پانی بھیج۔ ہمیں
اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَا	پانی سے نا امید ہونے والے لوگوں میں سے نہ بنا۔
سُقْيَا عَذَابٍ وَلَا مَحْقٍ وَلَا	الٰہی! ایسا پانی ہم کو عطا فرما جو عذاب ہو، نہ وبائی
بَلَاءٍ وَلَا هَدْمٍ وَلَا غَرَقٍ	جو ہماری کھیتیوں کو بہالے جانے والا ہو۔ اور نہ
اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْبِلَادِ وَالْعِبَادِ وَ	وہ مصیبت میں ڈالے نہ ہمارے گھروں کو گرائے نہ انھیں
الْخَلْقِ مِنَ الْاَذَاءِ وَالْبَلَاءِ	غرق کرے اے اللہ! شہروں میں اور تیرے بندوں میں
وَالْجُهْدِ وَالضَّنْكِ مَا لَا	بڑی افسردگی اور بھوک پھیلی ہوئی ہے۔ بہت تنگی
نَشْكُوْ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ	اور مصیبت درپیش ہے ان باتوں کا گلہ تجھ ہی سے
اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاَدِرَّ لَنَا	ہے اور ہم تیرے سوا کسی کے پاس گلہ نہیں کرتے۔
الضَّرْعَ وَاسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ	الٰہی! ہماری کھیتی کو سرسبز کردے اور ہمارے جانوروں
السَّمَاءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ	کا دودھ بڑھادے اور ہم پر آسمان کی برکتیں نازل
بَرَكَاتِ الْاَرْضِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ	فرما اور زمین کی برکتوں سے ہماری فصلیں اگادے
عَنَّا الْجُهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرْيَ	جو لہلہاتی اور نرم نظر آتی ہوں۔ الٰہی ہم کو بھوک

اور بائیں کاندھے والا دائیں کاندھے پر ڈال دے۔ بالائی کنارہ نیچے اور نیچے والا کنارہ اوپر کرے۔ بعض حضرات نے چادر پھیرنے کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ جب امام خطبے سے فارغ ہو تو اس کے کندھے پر ایک چادر ہونی چاہیئے۔ اسے چاہیئے کہ دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر داہنے ہاتھ کے ساتھ بائیں جانب کے نیچے کا کونہ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے داہنی طرف کے نیچے کا کونہ پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھ گھما کر چادر کے دونوں نچلے کونے کندھوں کے اُوپر لے آئے تاکہ نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے اور اوپر کا نیچے۔ دائیں جانب بائیں طرف ہو جائے اور بائیں جانب دائیں طرف ہو جائے اندر کی جانب باہر ہو جائے اور باہر والی اندر کی جانب ہو جائے۔ چادر پھیرنے کے بارے میں ابوداؤد کی بیان کردہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَهُ الْاَيْسَرَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ ۝	حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ کی طرف نکلے پس بارش طلب کی۔ اپنی چادر پھیری جس وقت قبلہ کی طرف منہ کیا اس کا دایاں کونہ بائیں کندھے پر رکھا اور بایاں کونہ دائیں کندھے پر رکھا۔ آپ پر سیاہ رنگ کی چادر تھی آپ نے اس کو نیچے سے پکڑنا چاہا کہ اس کو اوپر اٹھا دیں، جب آپ پر بھاری ہو گئی اپنے کندھوں پر اس کو الٹ دیا، پھر اللہ سے دعا کی۔ (ابوداؤد)

۵۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

خطبہ اور چادر پلٹنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اللہ کے حضور روئیں گڑگڑائیں اور استغفار

عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَ
وَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ ثُمَّ
قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا
الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً
وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ
فَلَمْ يَتْرُكِ الرَّفْعَ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ
اِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ
وَقَلَبَ اَوْحَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَهُوَ رَافِعٌ
يَدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ
فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَنْشَاَ اللّٰهُ سَحَابَةً
فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ بِاِذْنِ
اللّٰهِ فَلَمْ يَاْتِ مَسْجِدَهٗ حَتّٰى سَالَتِ
السُّيُوْلُ فَلَمَّا رَاٰى سُرْعَتَهُمْ اِلَى الْكِنِّ
ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَقَالَ
اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ وَّاَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلُهٗ ۔

وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول کرے گا پھر فرمایا
سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو عالموں کا پروردگار
ہے۔ بخشنے والا مہربان ہے جزا کے دن کا مالک
ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے
اے اللہ! تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو
بے پروا ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر مینہ برسا اور اس
چیز کو جو تو اتارے قوت اور ایک مدت تک فائدہ
پہنچنے کا سبب پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور نہ چھوڑے ہاتھ
اٹھانا یہاں تک کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی۔ پھر
لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ پھیری اور الٹی کی یا پھیری
چادر اپنی اور آپ اٹھانے والے تھے اپنے ہاتھوں کو
پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اترے۔ دو
رکعتیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر ظاہر کیا پھر
گرجا اور چمکا۔ پھر اللہ کے حکم سے مینہ برسایا۔
آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے بہے۔
جب لوگوں کو سائے کی طرف جلدی کرتے ہوئے
دیکھا، ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوگئے
پس فرمایا میں گواہی دیتا ہوں بے شک اللہ ہر
چیز پر قادر ہے اور بے شک میں اللہ کا بندہ
اور اس کا رسول ہوں۔

(ابوداؤد)

وَاكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَكْشِفُهُ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنَا بِدُعَآئِكَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَكَ فَقَدْ دَعَوْنَا كَمَا اَمَرْتَنَا فَاسْتَجِبْ لَنَا كَمَا وَعَدْتَنَا ؏

بیاس کی مشقت اور سختی سے محفوظ رکھ۔ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو ہم کو اس مشقت سے بچائے، الٰہی! ہم تیری ہی بخشش چاہتے ہیں اس لیے کہ تو ہی بخشنے والا ہے۔ الٰہی! ہم پر برسنے والا ابر بھیج اے اللہ تو نے اپنے حضور میں ہم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور تو نے دعا قبول کرنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے اس لیے تیرے ارشاد کے مطابق ہم نے تجھ سے دعا کی ہے پس اب تو اپنے وعدہ کے مطابق اس کو قبول فرما۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ استسقاء

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نمازِ استسقاء پڑھی، اس کے بارے میں ابوداؤد کی روایت حسبِ ذیل ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَا النَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَاَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهٗ فِي الْمُصَلّٰى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مینہ کے رک جانے کی شکایت کی آپ نے منبر کا حکم دیا پس رکھا گیا واسطے آپ کے عیدگاہ میں اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ اس میں نکلیں گے۔ عائشہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جس وقت سورج کا کنارہ ظاہر ہوا پس منبر پر بیٹھے تکبیر کہی اور اللہ کی حمد کہی پھر فرمایا تم نے اپنے شہروں میں قحط کی شکایت کی ہے اور مینہ کے وقت مقررہ سے دیر کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس کو پکارو اور تم سے

يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ اَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔	جب چھ راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ آدھی رات چلی گئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! کاش کہ آپ اس رات کا قیام زیادہ کرتے آپ نے فرمایا آدمی جس وقت امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ فارغ ہوتا ہے اس کے لیے رات کا قیام گنا جاتا ہے۔ جب چار راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا یہاں تک کہ جس وقت تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب تین راتیں باقی رہ گئیں آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور اپنی عورتوں کو اور لوگوں کو۔ اور ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائیگی میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ کہا سحر کا کھانا پھر مہینے کے بقیہ دنوں میں قیام نہیں کیا (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فرضیت کے خوف کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا رمضان قیام اللیل باجماعت نہیں ہوا بلکہ چند روز ہوا جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور یہ صورت حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوسرے سال تک رہی اور ۱۴ھ میں حضرت عمر فاروقؓ نے نماز تراویح کا امر فرمایا۔ اس روز سے لے کر ملتِ اسلامیہ میں قیام اللیل باجماعت نے فروغ پایا اور حضرت عمرؓ اور بقیہ خلافتِ راشدہ کے دور میں اس مسلک پر عمل ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ رمضان المبارک میں باجماعت نماز تراویح یعنی قیام اللیل صحابہ کا طرز عمل ہے اور صحابہ کے

باب ۲۹

نمازِ تراویح

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے جس کا مطلب آرام کرنا ہے۔ چونکہ نمازِ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی سی استراحت کی جاتی ہے جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اسے نمازِ تراویح کہا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت لیث سے مروی ہے کہ یہ رمضان المبارک کی راتوں میں صلوٰۃ باجماعت کا نام تراویح اس لیے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے ابتدا میں جماعت کیساتھ تراویح پڑھنا شروع کی تو وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے کہ آدمی اتنی دیر میں چار رکعتیں آسانی سے پڑھ سکے۔

۱۔ نمازِ تراویح کی جماعت کا آغاز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین رات نمازِ تراویح پڑھی لیکن بعد میں فرضیت کے ڈر سے چھوڑ دی۔ اس کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی درج شدہ کتاب ابوداؤد و نسائی حدیث حسبِ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِّنَ الشَّھْرِ حَتّٰی بَقِیَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی ذَھَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ فَلَمَّا کَانَتِ السَّادِسَۃُ لَمْ	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا۔ مہینے سے کچھ بھی۔ جس وقت سات راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ ایک تہائی رات چلی گئی۔

۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی ج ۲)

۲۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ عَھْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرُ ۔

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے (سنن بیہقی)

۳۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً ۔

حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(موطا امام مالک)

۴۔ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ اِنَّ عَلِیًّا دَعَا الْقُرَّاءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ النَّاسَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَکَانَ عَلِیٌّ یُوْتِرُ بِہِمْ ۔

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا، پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انھیں وتر پڑھاتے تھے۔ (بیہقی)

۵۔ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اَنْ تُصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ۔ قَالَ اِنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّہَارَ وَلَا یُحْسِنُوْنَ اَنْ یَّقْرَءُوْا فَلَوْ قَرَأْتَ عَلَیْہِمْ بِاللَّیْلِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ھٰذَا شَیْءٌ لَمْ یَکُنْ۔ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَلٰکِنَّہٗ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق نے انھیں فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں رات کی نماز پڑھایا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابی بن کعب لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور قرأت قرآن بخوبی ادا نہیں کر سکتے۔ کیا اچھا ہے کہ آپ ان پر قرأت کردیا کریں انھوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! یہ ایسی چیز ہے جو پہلے نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کو

طرزِ عمل کو بھی اپنانا ہمارے لیے ضروری ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِي تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے، کہ ایک رات میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں لوگ متفرق تھے ایک آدمی اکیلا نماز پڑھتا تھا۔ ایک آدمی نماز پڑھتا تھا اور اس کے ساتھ ایک قوم نماز پڑھتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کردوں تو بہتر ہوگا۔ پھر اس کا پختہ ارادہ کیا اور ابی بن کعب پر ان کو جمع کردیا، کہا عبدالرحمٰن نے پھر ایک دوسری رات میں اس کے ساتھ نکلا۔ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ عمرؓ نے کہا یہ اچھی عادت ہے اور وہ نماز جس سے تم سو رہتے ہو اور غفلت کرتے ہو اس نماز سے بہتر ہے کہ قیام کرتے ہو جس کا، ارادہ کرتے تھے آخر رات کا اور لوگ اول رات قیام کرتے تھے (بخاری)

۲۔ نمازِ تراویح کی بیس رکعت

نمازِ تراویح کی بیس رکعت پڑھنا سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ کے بعد صحابہ کا بھی یہی طرزِ عمل تھا۔ یعنی بیس رکعت سنتِ صحابہ بھی ہے۔ ایسے ہی بیشتر تابعین، تبع تابعین اور صوفیاء نے بیس رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔ اس کے بارے میں روایات حسبِ ذیل ہیں:۔

حاصل ہے کہ وہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا درود شریف پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے مگر تسبیح پڑھنا بہتر ہے:۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ط	پاک ذات ہے اللہ کی جو ملک اور بادشاہت والا ہے۔
سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَ	پاک ذات ہے اللہ کی جو عزت والا اور عظمت والا،
الْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَ	اور ہیبت والا اور قدرت والا ہے اور بڑائی والا
الْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ	اور دبدبہ والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو بادشاہ
الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ	ہے۔ زندہ رہنے والا ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں
قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ	اور روح کا پروردگار ہے اے اللہ! بچا ہم کو دوزخ
الرُّوْحِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا	کی آگ سے۔ اے بچانے والے اے پناہ دینے
مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ ؕ	والے اے نجات دینے والے۔

۴۔ تراویح میں ایک قرآن مجید پڑھنا سنّت ہے

رمضان المبارک کی نماز تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ البتہ دو یا تین بار ختم کرنا افضل ہے۔ اگر ایک قرآن پاک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو۔ لیکن تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھنی چاہئیں۔ قرآن پاک کی قرأت میں بہت جلدی کرنا اچھا نہیں بلکہ مناسب ترتیل سے قرآن پڑھا جائے تو اچھا ہے۔ اگر کسی وجہ سے تراویح میں قرآن پڑھنے کے لیے حافظِ قرآن نہ ملے تو پھر سورتوں کے ذریعے تراویح پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے۔ جو بھی سورتیں یاد ہوں پڑھ لیں۔

۵۔ نماز تراویح اکیلے پڑھنا

اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہ گار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت

عَشْرُ فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِيْنَ ۔ | اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ کام اچھا ہے پس حضرت کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی (کنزالعمال)

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں صحابہ کرام نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہے۔ لہٰذا اس پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان کو بیس رکعت پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ مسائلِ نمازِ تراویح

۱۔ نماز تراویح کا وقت نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے فرض پڑھنے کے بعد سے شروع ہو کر طلوع فجر تک ہے۔ نماز وتر تراویح سے پہلے پڑھنا جائز ہے لیکن نماز تراویح کے بعد مستحب ہے بلکہ تراویح کے بعد وتر با جماعت پڑھنا بہت بہتر ہے۔

۲۔ نماز تراویح تراویح کی جماعت مردوں کے لیے سنت کفایہ ہے۔ جب تراویح جماعت کے ساتھ پڑھیں تو دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اگر اکیلے پڑھیں تو چار رکعت کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہر دو رکعت پر نیت کرنی چاہیئے اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کر لی جائے تو بھی نیت ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیئے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھے پھر تراویح میں شریک ہو۔ اور اگر اس دوران میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو چکیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔

۳۔ چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھنا ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا مستحب ہے اس بیٹھنے کے دوران نمازی کو اختیار

پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیئے اور اگر سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملا کے چار کرے دو رکعت تراویح ہو جائیں گی اور دو نفل۔ دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور زائد رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوگا۔ اور اگر دوسری رکعت کے بعد التحیات پڑھ کے (قصداً یا سہواً) تیسری کے لیے کھڑا ہوگیا اور چار رکعت پڑھ لیں تو بلا سجدۂ سہو چاروں رکعت تراویح شمار ہو جائیں گی۔ اگر کسی نے دو کے بجائے چار رکعت تراویح کی نیت کی پھر درمیان میں قعدہ کرنا بھول گیا اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس کی دو رکعت تراویح ہوں گی۔ دو اور پڑھے اور قرآن کا اعادہ نہ کرے۔

۱۰۔ دوبارہ نمازِ تراویح کی جماعت نہیں

لوگوں نے تراویح پڑھ لی، اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں، جماعت کی اجازت نہیں۔ افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ پر امام بدلیں مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے۔ نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔ (عالمگیری)

۱۱۔ تراویح اور وتر پڑھانے والا امام

رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔ یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشاء و وتر پڑھائے، دوسرا تراویح، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء و وتر کی امامت کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی (عالمگیری)

۱۲۔ جماعتِ تراویح میں شریک ہونے کی شرط

اگر سب لوگوں نے عشاء کی جماعت ترک کر دی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں ہاں عشاء جماعت سے ہوئی اور بعض کو

چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (عالمگیری)

۶۔ قرأت قرآن میں آیت کے چھوٹ جانے کا مسئلہ

نماز تراویح میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے اگر کوئی آیت، لفظ یا سورت رہ جائے۔ اور حافظ اس آیت یا سورت کے آگے پڑھنے لگے، نہ ہی سامع نے لقمہ دیا اور پھر یاد آیا کہ فلاں آیت یا سورت چھوٹ گئی ہے تو اس کا بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ چھٹی ہوئی آیت یا سورت کو پڑھے پھر جس قدر قرآن شریف چھوٹ جانے کے بعد پڑھ لیا تھا اس کو دوبارہ پڑھے تاکہ قرآن مجید با ترتیب ختم ہو۔

۷۔ تراویح سے پہلے عشاء کے فرض پڑھنا ضروری ہیں

نماز تراویح سے پہلے عشاء کے فرض پڑھنے ضروری ہیں جس نے عشاء کی فرض نماز نہ پڑھی ہو وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر، جب تک کہ فرض نماز نہ ادا کرے۔

۸۔ فرض تنہا پڑھنے کی وجہ سے وتر بھی اکیلے پڑھنے چاہئیں

جس نے عشاء کی فرض نماز تنہا پڑھی ہو اور تراویح جماعت سے، تو وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔ وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہوگا۔

۹۔ تراویح کی رکعتوں میں اضافے یا کمی کی صورت میں ازالہ

اگر دو رکعت تراویح کی نیت کی اور دوسری رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے

باب ۳

نفلی نمازیں

اللہ کو اپنے بندوں کا سجدہ بہت پسند ہے۔ اس لیے اس کے محبوب بندوں نے سجدہ کی راہ اختیار کی، سجدہ کی بہترین صورت فرض نمازیں ہیں اس کے بعد نفل نمازیں ہیں۔ نفل پڑھنے کا اجر بہت ہے۔ کیونکہ یہ انسان کے اختیار میں رکھا گیا ہے۔ دن رات میں جتنے چاہے نوافل پڑھے۔ لیکن دن رات میں کچھ نوافل نمازیں ایسی ہیں جن کا درجہ فرضوں کے بعد عام نوافل سے قدرے زیادہ ہے کیونکہ نبی پاکؐ کو نماز پڑھنے میں جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی اس قدر کسی اور کام میں نہ ہوتی، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

۱۔ نوافل کے ذریعے اللہ کا قُرب حاصل کرنا

نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب بہت جلد حاصل ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے کسی دوست سے عداوت کرے تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کروں گا اور میرا بندہ وہی ہے جو فرائض کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور پھر نوافل کے ذریعے حاصل شدہ قرب برقرار رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر پناہ مانگے تو پناہ دوں گا اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی قُرب ملتا ہے اور اولیائے کاملین کے خواص میں سے ہے۔ لہٰذا میرے دوست! اگر تو اللہ کی راہ چاہتا ہے،

جماعت نہ ملی، تو یہ جماعتِ تراویح میں شریک ہوں۔ اگر عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشاء تنہا پڑھ لی۔ اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار، ردالمحتار)

۱۳۔ تراویح پڑھتے وقت بغیر عذر کے بیٹھے رہنا درست نہیں

عشاء کی سنتوں کا سلام نہ پھیرا اس میں تراویح ملا کر شروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔

مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى۔ منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔

۱۴۔ عشاء کی نماز میں غلطی کا ازالہ

اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو، اور بعد پڑھ چکنے کے (اداوقت میں) معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز میں کچھ غلطی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسے عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح بھی دوبارہ پڑھنی چاہئیں اور وتر بھی۔

۱۵۔ وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہونے والے کے لیے ضروری مسئلہ

اگر کوئی مسبوق وتر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا تو وہ اپنی نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے کیونکہ رکوع کی حالت میں شریک ہونے سے جب پوری رکعت کا پانے والا ہو چکا تو قنوت کا پانے والا بھی ہو گیا۔ اس لیے اب قنوت ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

(تنزیہی) ہے اور رات کو اکٹھی چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعات کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے۔ البتہ آٹھ رکعات سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ (تنزیہی) ہے۔ (شرح البدایہ)

۶۔ نماز نفل ٹوٹنے کی صورت میں قضا

اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر دو رکعت پڑھ چکا تھا پھر تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دو رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات پڑھی ہے تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ (شرح البدایہ)

۷۔ چار رکعت نوافل پڑھنے کا طریقہ

اگر چار رکعت نفل کی نیت باندھے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے کہ التحیات کے بعد درود اور دعا بھی پڑھے پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو، پھر تیسری رکعت پر سبحانک اللّٰھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر تیسری رکعت بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اسی طرح رات کو چھ اور آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھنے میں التحیات کے بعد درود و دعا اور تیسری، پانچویں اور ساتویں رکعت کے شروع میں ثناء اور تعوذ بھی پڑھنے کا اختیار ہے۔

۸۔ بیٹھ کر نوافل پڑھنا

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ البتہ اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو پھر پورا ثواب ملے گا۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ہاتھ ویسے ہی ناف کے نیچے باندھے

تو نوافل میں کثرت کر۔

۲۔ نوافل پر اللہ کا راضی ہونا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کسی عمل پر اتنا مہربان نہیں ہوتا جتنا نوافل کی دو رکعتوں پر جنھیں بندہ پڑھتا ہے۔ بیشک نیکی بندے کے سر پر چھڑکی جاتی ہے جب تک وہ نماز میں مشغول رہتا ہے اور خدا کا بندہ خدا سے نزدیکی حاصل کرنے کے لیے جس قدر قرآن سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی چیز سے نہیں اٹھاتا۔

۳۔ نفل نماز میں آہستہ اور بلند آواز سے قرأت

جو نوافل دن کے وقت پڑھے جاتے ہیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہیئے اور جو نوافل رات کے وقت تنہائی میں پڑھے جائیں ان میں اختیار ہے کہ چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے پڑھے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ یَرْفَعُ طَوْرًا وَّیَخْفِضُ طَوْرًا ۞

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو نماز پڑھنا مختلف تھا۔ کبھی بلند کبھی پست۔ (ابوداؤد)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَدْرِ مَا یَسْمَعُهٗ مَنْ فِی الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِی الْبَیْتِ ۞

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدار اس چیز کے کہ سنتا اس کو وہ شخص کہ ہوتا صحن میں اور حجرے میں آنحضرت ہوتے (ابوداؤد)

۴۔ نوافل میں رکعت کی اکٹھی نیّت

دن کے وقت نوافل پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت کرے اور چاہے چار چار رکعت کی۔ دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ

يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ۔	متوجہ ہو ان دونوں پر اپنے دل کے ساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

تحیۃ الوضوء کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ ہے:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اِنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِيْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ ۔	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا صبح کی نماز کے وقت۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! مجھے اپنا ایک ایسا عمل بتلا جس کی تو بہت امید رکھتا ہو جس کو تو نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ تحقیق میں نے تیری جوتیوں کی آواز جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے۔ کہا میں نے کوئی عمل نہیں کیا جس کی مجھ کو زیادہ امید ہو لیکن میں رات اور دن میں کبھی وضو نہیں کرتا مگر اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جو میرے لیے مقدر کی گئی ہے کہ میں پڑھوں۔ (صحیح بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وضو سے فارغ ہوتے ہی دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے لیکن یہ نوافل مکروہ اوقات میں نہ پڑھے جائیں۔ ایسے ہی غسل کے بعد بھی ان ان رکعتوں کا پڑھ لینا سنت ہے کیونکہ غسل کے ساتھ وضو بھی ہو جاتا ہے۔ اس نماز میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔

ان نوافل سے قربت حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ میں مزید توفیق میسر آتی ہے، لہٰذا اہلِ تقویٰ کو ایسی باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

جائیں گے۔ نگاہ گود میں رکھے اور رکوع میں آنکھوں کے مقابل۔ رکوع میں پیچھے سے پیٹھ اٹھانے کی ضرورت نہیں کمر کو جھکائے اور سر گھٹنوں کے مقابل رہے، پھر کمر سیدھی کر کے قومہ کرے اور سجدہ وغیرہ کو حسبِ قاعدہ ادا کرے۔

اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا تو یہ درست ہے۔ اسی طرح اگر نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی۔ پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ بھی درست ہے۔

۹۔ نوافل کی نیّت کر کے نوافل کو پورا کرنا واجب ہے

نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اور اگر (بلا عذر) توڑ دے گا تو گنہگار ہو گا۔ اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ لیکن نفل نماز کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہے۔ سب رکعتیں واجب نہیں ہیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

۱۔ تحیّۃ الوضوء

اہلِ تقوٰی کا شیوہ ہے کہ وہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں جسے تحیۃ الوضوء کہا جاتا ہے اس کی بہت فضیلت ہے۔ جو شخص خلوص دل سے تحیۃ الوضوء پڑھے اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ ثُمَّ

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے

اللہ اِلّا اللہ واللہ اکبر پڑھ لے۔ ایسے ہی غروبِ آفتاب کے فوراً بعد یعنی نمازِ مغرب سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ نمازِ تہجّد

نمازِ تہجد اللہ والوں کی محبوب نماز ہے۔ کیونکہ اس نماز کے روحانی اسرار بہت ہیں۔ لہٰذا جو شخص اللہ کے خاص فضل اور رحمت کا طالب ہو تو وہ اس نماز کو لازماً پڑھے۔ یہ نماز رات کے پچھلے پہر میں پڑھی جاتی ہے۔ پانچوں وقت کی فرض نماز کے بعد نمازِ تہجد سب سے افضل ہے۔ یہ نماز شروع اسلام میں فرض تھی۔ لیکن بعد میں اس کی فرضیت ختم ہو گئی لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھیں کیونکہ یہ آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز کرے۔ (بنی اسرائیل: ۹۷)

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

وہ رات کے تھوڑے حصہ میں سوتے ہیں اور سحر دم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔

ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے:۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔

ان کے پہلو رات کو بستروں سے دور رہتے ہیں اور وہ اپنے رب سے خوف اور امید کے زیرِ اثر دعا کرتے ہیں۔

ایک اور ارشادِ ربانی ہے:۔

۲۔ تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے پر اللہ کے حضور جو نوافل مسجد میں بیٹھنے یا داخل ہونے پر شکرانے کے طور پر پڑھے جاتے ہیں انھیں تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت پڑھے اور وہ حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ ؂	حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا مسجد میں داخل ہو، چاہیے کہ دو رکعتیں پڑھے اس سے پہلے کہ اس میں بیٹھے (متفق علیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد دراصل تعظیم مسجد کا احساس دلانے کے لیے ہے کہ انسان جب اللہ کے گھر میں داخل ہو تو اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے لہذا جو شخص مسجد میں آئے تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے اگر مسجد میں آتے ہی تحیۃ المسجد نہ پڑھی بلکہ کوئی فرض نماز یا سنت پڑھی جائے تو وہی نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔

بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے اور اگر پڑھنے کے بغیر ہی بیٹھ گیا تو نماز ساقط نہ ہوگی بلکہ جب یاد آگئے اس وقت پڑھ لے۔

اگر ایک دن میں کئی بار ایک ہی مسجد میں داخل ہو تو ایک ہی بار تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے۔

اگر کوئی ایسے وقت مسجد میں آیا کہ اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے مثلاً طلوع فجر یا بعد نمازِ عصر، یا تنگ وقت ہو یا بے وضو ہو تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا

بنالیتا ہے اور اس وقت بندہ جو کچھ اس سے مانگتا ہے، پاتا ہے۔ اس کے متعلق امام ترمذی کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَھُوَ قُرْبَۃٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَۃٌ لِّلسَّیِّئَاتِ وَمَنْہَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ۔

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے قیام کو لازم پکڑو وہ اچھا طریقہ ہے تم سے پہلے لوگوں کا اور تمہارے رب کی طرف نزدیکی ہے گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔

مقامِ حضوری کا حصول

اہلِ روحانیت کو نمازِ تہجد پڑھنے سے مقامِ حضوری بھی حاصل ہو جاتا ہے یعنی مجلسِ محمدی میں ان کا آنا جانا ہو جاتا ہے بلکہ نماز پڑھتے پڑھتے ایک مقام وہ آجاتا ہے کہ اہلِ روحانیت نمازِ تہجد ہی مجلسِ محمدی میں ادا کرتے ہیں کیونکہ اس نماز میں رات کے وقت کچھ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لیے اس کا اجر بہت ہے۔ نبی پاکؐ خود اس نماز میں اتنی مشقت برداشت کرتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آجاتا۔

وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ لِمَ تَصْنَعُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک سُوج گئے آپ کو کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں فرمایا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں (بخاری)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا محبوب ترین نبی اور معصوم ہونے کے باوجود رات کے وقت قیام اللیل کی اتنی ضرورت نہ تھی لیکن آپ جو کچھ کرتے وہ رضائے الٰہی اور شکر گزاری کے لیے کرتے اور یہی وجہ ہے کہ

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ ؕ

بھلا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے :۔

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ؕ

اور وہ لوگ (نیک بندے) ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کی بڑی فضیلت ہے بلکہ یہ اہلِ روحانیت کی نماز ہے اور ان کے لیے بہت ضروری ہے اور اس نماز میں رازِ ولایت چھپا ہے اور جو اس نماز کو اپنا لیتا ہے وہ دین و دنیا سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ احادیث میں بھی نماز تہجد کے بیشمار فضائل بیان ہوئے، جو مندرجہ ذیل ہیں :۔

فرضوں کے بعد افضل نماز

فرض نمازوں کے بعد اگر کوئی نماز افضل ہے تو وہ نماز تہجد ہے۔ بسند امام احمد میں اس کے افضل ہونے کے بارے میں یہ روایت ہے :۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَۃِ صَلٰوۃٌ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ؕ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے فرضوں کے بعد افضل نماز درمیان رات کی نماز ہے (احمد)

نمازِ تہجد اللہ سے قربت کا ذریعہ ہے

نماز تہجد اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کرنے کا خاص ذریعہ ہے۔ کیونکہ رات کی تنہائی میں جبکہ عام لوگ خوابِ استراحت کے مزے لوٹ رہے ہوتے ہیں جب کوئی اللہ کو پکارتا ہے اور اس کے حضور گریہ زار ہوتا ہے تو اللہ اسے اپنا دوست

صَفُّوْا فِی الصَّلوٰۃِ۔ (شرح السنہ)

قیامت کے روز نمازِ تہجد کا اجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا تو ایک منادی پکارے گا " وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے اور وہ اپنے رب کو خوف و امید کے تحت پکارتے تھے" یہ ندا سن کر سب لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر ان کی تعداد کم ہو گی پھر دوبارہ منادی پکارے گا "وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو مالِ تجارت، خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی" (ان مشاغل کے باوجود وہ یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے) یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر یہ بھی تھوڑے ہوں گے پھر منادی پکار کر کہے گا۔" جو رنج و غم میں اللہ کی ثنا کرتے تھے"۔ یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر یہ بھی کم ہوں گے پھر ان کے باقی لوگوں کا حساب کتاب ہو گا۔

رحمتِ خداوندی کا خاص وقت

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اس وقت دنیاوی آسمان کی طرف اللہ عزوجل نزولِ اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کو قبول کروں! کون ہے جو مجھ سے طالبِ مغفرت ہو اور میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے اور میں اس کو رزق عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دکھ درد دور کرنے کی استدعا کرے اور میں اس کا دکھ دور کروں؟ یہ کیفیت طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد کی اسناد سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے " ہر رات آخری تہائی میں اللہ تعالیٰ دُنیاوی

جس بندے سے اللہ راضی ہو جاتا ہے دنیا اس کے تابع ہو جاتی ہے۔

بارگاہِ ربُّ العزّت میں قبولیّت کی ساعت

نماز تہجد دراصل قبولیتِ بارگاہِ ربّ العزّت کا وقت ہے اس وقت جو اللہ سے مانگا جائے ملتا ہے اور جو شخص نمازِ تہجد پابندی سے قائم کر لیتا ہے اسے اللہ دین و آخرت سے بھر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ ؂

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے رات میں ایک گھڑی ہے اس کو کوئی مسلمان نہیں پاتا کہ اللہ سے اس میں بھلائی کا سوال کرے دنیا اور آخرت کے امر سے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے اور یہ ہر شب میں ہے۔ (مسلم)

نمازِ تہجّد پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا اظہارِ مسرّت

جو لوگ رات کے وقت کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر خوش ہوتا ہے اور ان سے راضی ہوتا ہے اس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ اَلرَّجُلُ اِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ وَالْقَوْمُ اِذَا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہنستا ہے۔ ایک وہ آدمی جو رات کو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور وہ لوگ جو قتال کے لیے صف باندھیں اور نماز کے لیے صف باندھیں۔

سورتوں کی قرأت کر کے نماز مکمل کر لینی چاہیئے

نماز تہجد میں سجدہ معمول سے ذرا لمبا کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ کیونکہ نماز تہجد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے کہ آپ اس نماز میں سجدہ اتنا دراز کرتے کہ تم لوگ آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ سکتے آپ کا معمول تھا کہ ہلکی دو رکعت سے نماز شروع کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پہلی دو رکعت میں لمبی قرأت نہ کرتے۔ پھر جوں جوں رکعات کی تعداد بڑھتی آپ قرأت بھی لمبی کرتے جاتے۔ کیونکہ صحابیٔ رسول حضرت خالد جُہنی کا کہنا ہے، ایک مرتبہ انھوں نے کہا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز یعنی تہجد دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں تو انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں دراز دراز پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی دو سے ہلکی تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان پہلی دو سے ہلکی تھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے ہلکی تھیں۔ مراد یہ ہے کہ شروع میں قرأت لمبی نہ پڑھتے، درمیان قرأت بہت لمبی پڑھتے پھر آہستہ آہستہ لمبی قرأت کی نسبت ہلکا کرتے جاتے، لہذا جن لوگوں کو لمبی قرأت یاد نہ ہو وہ جتنی پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیں۔

نماز تہجد بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ جب صحت کمزور یا بڑھاپا ہو جس کی وجہ سے انسان زیادہ دیر کھڑا نہ ہو سکے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کی وجہ سے گراں بدن ہو گئے تو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

نماز تہجد میں سورتیں پڑھنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو شخص رات کی نماز میں دس آیات پڑھتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا

آسمان کی طرف نزولِ اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون مغفرت کا طلبگار ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؛ کون سائل ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں؛ صحابہ کرام رضی اسی بناء پر آخری رات کی نماز کو مستحب کہتے تھے۔

نمازِ تہجّد پڑھنے کا طریقِ کار

نماز تہجد کے لیے رات کے پچھلے پہر بیدار ہونا چاہیئے کیونکہ یہ نماز رات کے کچھ حصے میں سونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ تہجد کا مسنون وقت یہی ہے کہ عشار کی نماز کے بعد آدمی سو جائے اور پھر نصف رات کے بعد بیدار ہو کر نماز تہجد پڑھے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا کہ آپ کبھی نصف رات کے کچھ دیر بعد یا کبھی رات کے پچھلے پہر اٹھتے۔ اٹھ کر اللہ کی تعریف بیان کرتے۔ مسواک کرتے، پھر وضو کرتے اور بعد نماز تہجد میں مشغول ہو جاتے۔ لہذا ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

بعض اللہ کے بندے پوری رات بیداری میں گزارتے ہیں تو ایسے حضرات کو چاہیئے کہ نصف شب کے بعد جب دل چاہے تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ اس نماز کو بڑی توجہ سے پڑھنا چاہیئے۔ نماز کے لیے جب اللہ کے حضور کھڑے ہوں تو پوری توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیئے اور اپنے دل و دماغ کو ماسوائے اللہ کے خالی کر لینا چاہیئے کیونکہ بزرگانِ دین نے ہمیشہ یہ نماز حضوریٔ قلب سے پڑھی۔

نماز تہجد میں سورتوں کی تلاوت، روحانی کیفیات کے نزول کے مطابق کرنی چاہیئے اگر دل مائل بعجز و نیاز ہو تو قرأت لمبی پڑھنی چاہیئے اور اگر طبیعت، تھکاوٹ یا بیماری کی وجہ سے لمبی قرأت کا بوجھ برداشت نہ کر سکتی ہو تو حسبِ معمول درمیانی

فرمایا کہ آپ نے مختلف اوقات میں سات، نو، گیارہ رکعت پڑھی ہیں، جن میں تین وتر ہوتے تھے۔ ایسے ہی حضرت زید بن خالد کا بیان ہے کہ آپ نے تیرہ رکعت پڑھیں جن میں تین وتر تھے۔

تو ان بیانات سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی ہیں۔ لہذا نماز تہجد کی فضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معمول اختیار کرنا چاہیئے کہ نماز تہجد روزانہ پڑھے خواہ تھوڑی رکعت ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس میں پھرنا نہیں ہونا چاہیئے۔ بعض لوگ اس نماز کو بڑے زور سے شروع کرتے ہیں لیکن چند روز پڑھنے کے بعد ترک کر دیتے ہیں تو ایسا کرنا اچھا نہیں کیونکہ شروع کر کے چھوڑ دینا بُری بات ہے۔

جو شخص رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد پڑھنا شروع کر دے کہ اتنے میں صبح کی اذان ہو جائے یا کسی اور طرح معلوم ہو جائے کہ صبح صادق ہو گئی ہے تو وہ اپنی شروع کی ہوئی نماز کو پورا کرلے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص رات کو نماز تہجد کی نیت کر کے سو جاتا ہے تو پھر اگر اسے جاگ نہ آئے اور نماز تہجد نہ پڑھ سکے تو بھی اسے نیت کا ثواب مل جائے گا۔

یعمر بن بشیرؒ کا بیان ہے کہ رات کے وقت میں عبداللہ بن مبارک کے مکان پر گیا تو ان کو نماز پڑھتے پایا۔ وہ سورۃ اذا السماء انفطرت کی تلاوت کر رہے تھے جب وہ اس آیت پر پہنچے یَاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (اے انسان! تجھے کس بات نے اپنے رب کریم سے مغرور کر کے منحرف کر دیا ہے؟) تو اس کو پڑھ کر ٹھہر گئے اور بار بار اس کی تکرار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ساری رات گزر گئی۔ میں واپس آ گیا اور (ر) پھر میں طلوعِ فجر کے وقت ان کے یہاں گیا وہ اس وقت بھی اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے

اور جو شخص سو آیات کے ساتھ نماز تہجد پڑھتا ہے وہ اطاعت گزاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو نماز تہجد میں ایک ہزار آیات پڑھتا ہے اس کا نام عظیم ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

نماز تہجد میں چاہیں تو اونچی آواز سے قرأت کریں یا چاہیں تو پست آواز سے پڑھیں کیونکہ یہ تو موقعہ محل کے مطابق ہے اگر خلوت ہو تو بلکی، اونچی آواز سے پڑھنا بڑا فرحت انداز ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز تہجد میں کبھی اونچی آواز سے قرأت کیا کرتے تھے اور کبھی پست آواز میں پڑھتے۔ مگر حضرت ابن عباس کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اتنی بلند آواز سے قرأت فرماتے کہ صحن میں بیٹھا ہوا آدمی آپ کی آواز سن لیتا تھا جب کہ آپ مکان کے اندر پڑھ رہے ہوتے۔

نماز تہجد کے بعد سے نماز فجر تک آرام کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نماز تہجد پڑھ کر تھوڑا سا سو جانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تھا۔ لیکن یہ وقت کے مطابق ہوتا تھا۔ اگر نماز تہجد ادا کرنے کے بعد نماز فجر میں وقت کم ہوتا تو آپ نہ سوتے۔ اگر وقت زیادہ ہوتا تو آپ آرام کر لیتے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک مرتبہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو گئے۔ پھر جب حضورؐ بیدار ہوئے مسواک کی۔ وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ ان دونوں رکعتوں میں قیام سجود لمبا کیا۔ پھر بستر پر تشریف لائے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔

نماز تہجد کی رکعتیں بارہ تک ہیں کیونکہ مختلف اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے دو رکعت نماز تہجد پڑھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک نے چار رکعت نماز تہجد ادا کی۔ ایسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُوْدِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِيْ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَاَ فِيْهِنَّ الْبَقَرَةَ وَاٰلُ عِمْرَانَ وَ النِّسَاءَ وَالْمَآئِدَةَ اَوِ الْاَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ ؕ

کی مقدار تھی ان کے قریب تو ساں کے ۔ پس تھے کہتے سجدے اپنے میں پاک ہے میرا رب بلند پھر اٹھایا اپنا سر سجدہ سے اور تھے بیٹھتے دونوں سجدوں کے درمیان اپنے سجدے کے قریب اور تھے کہتے لے میرے رب بخش میرے لیے ۔ پس پڑھیں چار رکعتیں ۔ ان میں پڑھا بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ یا انعام ۔ شعبہ نے شک کیا جو حدیث کا راوی ہے ۔

(ابوداؤد)

پچاس آیات جتنا لمبا سجدہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ۔ اور ان میں سجدہ بہت طویل کرتے بلکہ سجدہ اتنا طویل ہوتا کہ ایک شخص اتنے وقت میں پچاس آیات تلاوت کر سکتا ہے ۔ اس کے بارے میں مسلم کی روایت یہ ہے :-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے نماز پڑھتے درمیان اس کے فارغ ہوں نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں ۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور وتر کرتے ایک رکعت کے ساتھ ۔ پھر کرتے سجدہ اس رکعت میں اس قدر کہ پڑھے ایک شخص پچاس آیتیں اس سے پہلے کہ اٹھاتے اپنا سر مبارک جب مؤذن چپ ہوتا فجر کی اذان سے اور

تو نماز ختم کردی اور اس کے بعد کہا "الٰہی! تیرے حلم نے اور میری جہالت نے مجھے دیر کر دیا تھا" اس کے بعد میں لوٹ آیا اور ان کو ان کے حال پہ چھوڑ دیا۔

نمازِ تہجد کے بارے میں معمولاتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نمازِ تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں لیکن آٹھ رکعت کی تعداد احادیث میں زیادہ منقول ہے۔ اس لیے اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے معمولات کے بارے میں روایات مندرجہ ذیل ہیں:-

نوافل میں مسنون قرأت

نبی پاک تہجد کے وقت لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی سورہ آل عمران، نساء، مائدہ اور انعام جیسی لمبی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون قرأت کے بارے میں ابوداؤد کی حدیث حسبِ ذیل ہے:-

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلٰثًا ذُوالْمَلَكُوْتِ وَ الْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَكَانَ قِيَامُهٗ نَحْوًا مِّنْ رُكُوْعِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ لِرَبِّيَ

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے تحقیق دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو نماز پڑھتے تھے فرماتے اللہ اکبر تین بار اور کہتے صاحب ملک کا اور غلبہ کا اور بڑائی کا اور بزرگی کا۔ پھر سبحانک اللھم پڑھتے۔ پھر پڑھتے سورہ بقرہ۔ پھر رکوع کیا۔ پھر تھا ان کے رکوع کا اندازہ ان کے قیام کا۔ پس کہتے اپنے رکوع میں پاک ہے میرا رب بڑا۔ پھر سر اٹھایا اپنا رکوع سے پھر تھا کھڑا رہنا ان کا رکوع کے قریب، کہتے میرے رب کے لیے سب تعریف ہے۔ پھر سجدہ کیا۔ سجدہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ
سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ
اللَّيْلُ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ
اِلَى السَّمَآءِ فَقَرَاَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ حَتّٰى خَتَمَ
السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الْقِرْبَةِ فَاَطْلَقَ
شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ
وُضُوْءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ لَمْ
يُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ وَ
تَوَضَّاْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ
بِاُذُنِيْ فَاَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ
صَلٰوتُهٗ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ
اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا
نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ
فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَكَانَ فِيْ
دُعَآئِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا
وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ
عَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا
وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا
وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا وَّزَادَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے ساتھ تھوڑی
دیر پھر سو رہے۔ جب رات کا آخر ثلث رہ گیا یا کچھ
اس میں اٹھ بیٹھے پس دیکھا آسمان کی طرف، یہ آیت
پڑھی۔ تحقیق بیچ پیدا کرنے آسمانوں اور زمین کے اور
رات اور دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں
کے لیے یہاں تک کہ ختم کیا سورۃ کو۔ پھر مشک کی طرف
کھڑے ہوئے اس کا بند کھولا۔ پھر پیالہ میں پانی
ڈالا۔ پھر وضو کیا اچھا درمیان دو وضوؤں کے
نہ زیادہ کیا پانی کے استعمال کو اور تحقیق پہنچایا پانی
پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھی اور کھڑا ہوا میں اور وضو
کیا میں نے، پھر کھڑا ہوا میں حضرت کے بائیں طرف
پس پکڑا میرا کان۔ پھر پھیرا مجھ کو دائیں طرف اپنے
پوری ہوئی نماز حضرت کی تیرہ رکعت پھر لیٹ رہے۔
اور سوئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور تھے حضرت
جس وقت کہ سوتے خراٹے لیتے آگاہ کیا حضرت کو
بلال نے نماز کے لیے، نماز پڑھائی اور نہ وضو کیا اور
تھے بیچ دعا آپ کی کے یہ الفاظ یا الٰہی کر میرے دل
میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور
اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور میرے اوپر
نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے
پیچھے نور اور کر میرے لیے نور۔ بعض راویوں نے زیادہ

...دا سکت المؤذن من صلوة
...الفجر وتبین له الفجر قام فرکع
...رکعتین خفیفتین ثم اضطجع علی
...شقه الایمن حتی یأتیه المؤذن
...للاقامة فیخرج ؛

فجر ظاہر ہوتی آپ کے لیے۔ کھڑے ہوتے، پڑھتے
دو رکعتیں ہلکی، پھر لیٹتے اپنی داہنی کروٹ پر یہاں
تک کہ آتا اذان دینے والا آنحضرتؐ کے پاس،
تکبیر کے لیے۔ نکلتے آپ نماز کے لیے۔

(بخاری و مسلم)

نمازِ تہجد کی رکعتوں کے متعلق حضرت عائشہؓ کی روایت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں نمازِ تہجد کی رکعتیں مختلف پڑھی ہیں اس کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت ...یہ ہے ان رکعتوں میں وتر بھی شامل تھے۔

وعن مسروق قال سألت عائشة
عن صلوة رسول الله صلى الله عليه
وسلم بالليل فقالت سبع وتسع
واحدى عشرة ركعة سوى ركعتي
الفجر۔

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ میں نے عائشہؓ
سے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے
بارہ میں۔ کہا کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں
فجر کی سنت کے سوا۔

(بخاری)

نمازِ تہجد پڑھنے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا معمول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ بعض اوقات نمازِ تہجد پڑھنے کے بعد سو جاتے اور پھر بیدار ہو کر فجر کی نماز ادا کرتے۔

وعن ابن عباس قال بت عند
خالتي ميمونة ليلة والنبي صلى الله
عليه وسلم عندها فتحدث رسول

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رات
گزاری اپنی خالہ میمونہؓ کے پاس ایک رات، اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے پس باتیں کیں

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَسْئَلُكَ التَّوْبَةَ فَاغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ وَاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يَّذْكُرُكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّيُسَبِّحُكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔

الٰہی! تو پاک ہے اور تو ہی حمد کے لائق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ الٰہی! تو مجھے توبہ کرنے والوں میں کر دے اور پاکوں میں شامل فرما دے اور مجھے صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا بنا دے اور ان لوگوں میں شامل فرما دے جو تجھے بہت یاد کرنے والے ہیں اور صبح و شام تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ جَارٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَآؤُكَ هٰذِهٖ يَدِيْ بِمَا كَسَبَتْ

میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے تیری رضا کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ میں ہرگز تیری ثنا نہیں کر سکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثنا کی ہے تو ویسا ہی ہے۔ میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ سراسر انصاف ہے۔ میرے یہ

بَعْضُهُمْ وَفِي لِسَانِي نُوْرًا وَذَكَرَ وَعَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کیا۔ بیدا کر میری زبان میں نور۔ اور ذکر کیا بعض نے کہ پٹھے میرے میں، گوشت میرے میں اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں اور میرے چمڑے میں نور۔ (متفق علیہ)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوْرًا وَاَعْظِمْ لِي نُوْرًا وَفِي اُخْرٰى لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِي نُوْرًا۔

ان دونوں کی ایک روایت میں ہے میری جان میں نور اور بڑا کر میرے لیے نور۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے یا الٰہی دے مجھ کو نور۔

ہلکی دو رکعتوں سے نمازِ تہجد شروع کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد پڑھنا شروع کرتے تو پہلی رکعتیں ہلکی پڑھتے یعنی پہلی رکعتوں میں قرأت مختصر پڑھتے۔ اس کے متعلق مسلم کی روایت یہ ہے:۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے رات کو تاکہ نماز پڑھیں یعنی تہجد کی شروع کرتے اپنی نماز کو دو رکعتوں ہلکی کے ساتھ۔ (مسلم)

تہجد کے وقت کی دُعائیں

احادیث کی رُو سے تہجد کے وقت مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنا مُستحب ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَحْيَانِي بَعْدَ مَا اَمَاتَنِي وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

تعریف ہے اس اللہ کے لیے جس نے مارنے کے بعد مجھے زندہ کیا اور مخلوق کا حشر اسی کی طرف ہے۔

اس کے بعد سورۂ آلِ عمران کی دس آیات پڑھے اور مسواک کرے۔ مسواک کے بعد وضو کرکے یہ دعا پڑھے:۔

مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

اس میں مجھے سیدھا راستہ دکھا۔ بلاشبہ تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

۴۔ نمازِ اشراق

سورج طلوع ہونے کے بعد ایک یا دو نیزے بلند ہو جائے تو اس وقت نفل نماز اشراق پڑھنی چاہیئے۔ اہلِ تقویٰ کے نزدیک اشراق کے نوافل بہت درجہ رکھتے ہیں کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔ اس نماز کے نفل دو یا چار رکعت ہیں۔ اس کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی حسبِ ذیل ہے۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اِلْجُهَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِیْ مُصَلَّاهُ حِیْنَ یَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰی یُسَبِّحَ رَکْعَتَیِ الضُّحٰی لَا یَقُوْلُ اِلَّا خَیْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ اَکْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

حضرت معاذ بن انس جہنی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہے یہاں تک کہ اشراق کی دو رکعتیں پڑھے اور خیر و نیکی کے علاوہ کوئی بات نہ کرے تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت نافع نے بروایت ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر ادا فرما کر اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے، یہاں تک کہ اشراق کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ (سورج نکل آتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اسی جگہ اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لیے اشراق کا وقت ہو جائے تو اس کی فجر کی نماز ایسی ہو جائے گی جیسے کسی کا مقبول حج اور عمرہ۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ فجر پڑھ کر طلوع آفتاب تک وہیں بیٹھے رہتے تھے جب ان سے

وَهٰذِهٖ لِنَفْسِیْ بِمَا اجْتَرَحَتْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ، عَمِلْتُ سُوْءً وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبُ الْعَظِیْمِ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ ، اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ،	اللہ اپنے کیے میں گرفتار رہیں اور یہ میری جان اپنے کیے ہوئے اعمال سے وابستہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک میں غافلوں میں سے ہوں میں نے بُرے کام کیے اور اپنی جان پر ظلم کیا تو میرے گناہ بخش دے تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز کو کھڑا ہو اور کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ، پھر دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، دس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُوالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ وَالْجَلَالِ وَالْقُدْرَةِ ، ایک بار پڑھے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کیا کہ ابوسلمہؓ نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے تو تکبیر کس طرح پڑھتے تھے اور نماز کی ابتدا کس طرح فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ تکبیر اور ابتدائے نماز اس طرح فرماتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفُوْا فِیْهِ	یا اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو تُو نے ہی پیدا کیا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے ظاہری اور باطنی بھیدوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ بندے جن باتوں میں اختلاف کرتے ہیں ان میں تو ہی حکم کرنے والا ہے۔ جس بات میں اختلاف کیا گیا ہے، تو

اہل تقویٰ اگر یہ نماز پابندی سے پڑھیں تو اللہ کے ہاں ان کا شمار صالحین میں ہونے لگے گا اور اگر وہ اس نماز کے ساتھ رہبرِ کامل کی ہدایت کے مطابق ذکرِ الٰہی میں کثرت کریں تو خوابوں میں ان کی ملاقات اولیائے کرام اور صحابہ کرام کی روحوں سے ہو گی۔

۵۔ صلوٰۃ الاوّابین

نمازِ مغرب کے بعد صلوٰۃ الاوابین ہے۔ اوابین نفلی نماز ہے۔ جس کا وقت نمازِ مغرب کے بعد عشاء سے پہلے تک ہے۔ اس کی کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بیس ۲۰ رکعتیں ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازِ مغرب کے بعد دو دو رکعت کر کے پڑھے۔ اور نیت یوں کرے، دو رکعت نفل صلوٰۃ الاوابین بندگی خدا کی، منہ قبلہ شریف کی طرف، پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے۔ اس نماز کے بہت سے فوائد اور روحانی اسرار ہیں۔ نماز پڑھنے کے بعد جو شخص بخشش کی دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہو گی۔ اگر آخرت طلب کرے تو اسے بذریعہ خواب جنت کی بشارت ملے گی اکثر اللہ والوں کے معمول میں اس نماز کا پڑھنا شامل رہا ہے۔ احادیث میں اس نماز کے حسب ذیل فضائل بیان ہوئے ہیں:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ یَتَكَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً ؕ	حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے کہ نہ بولے ان کے درمیان کلامِ بد کے ساتھ تو اسے بارہ برس کی عبادت کے برابر ثواب ہو گا۔ (ترمذی)

اس حدیث میں بیان ہوا کہ نمازِ مغرب کے بعد اوابین کے چھ نوافل پڑھے تو

اس قیام کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے فرمایا میں سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ ابو نصر نے بالاسناد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا رہے پھر طلوعِ آفتاب کے بعد چار رکعتیں مسلسل پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی، سات بار سورۂ اخلاص، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد والشمس وضحٰہا ایک بار، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور والسماء والطارق ایک بار، اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ستّر فرشتے بھیجے گا یعنی ہر آسمان سے دس فرشتے۔ ہر فرشتے کے پاس بہشتی خوان اور بہشتی رومال ہوں گے۔ یہ فرشتے ان خوانوں میں اس نماز کو رکھ کر رومال سے ڈھانپ کر اوپر لے جائیں گے۔ یہ فرشتے فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزریں گے تو وہ فرشتے اس نمازی کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ خوان رکھے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے میرے لیے نماز پڑھی اور میری عبادت کی، اب تو از سرِ نو عمل کر، تیرے پچھلے گناہ میں نے معاف فرما دیئے۔

یہی نماز اس روایت کی تشریح ہے جس میں رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل فرمایا تھا: "اے بنی آدم! میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ جو آخر دن تک تیرے لیے کافی ہیں۔"

اہلِ دنیا کے لیے اس نماز کا پابندی سے پڑھنا اضافۂ رزق کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا جو شخص پابندی سے سات سال تک نمازِ اشراق پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ یَا رَزَّاقُ یَا اَللّٰہُ اور یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰہُ پڑھے تو اللہ اس کی دنیاوی دولت میں اضافہ کر دے گا۔

اور ابونصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ طارق بن شہاب سے اور وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے اللہ کے رسول ؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو دو بار حج کرتا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی چھ رکعت پڑھے؟ فرمایا اس کے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سعید بن جبیر اور وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ؐ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان جامع مسجد میں اپنے نفس کو بند رکھے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے کہ بہشت میں اس کے واسطے دو محل بنائے اور ان میں سے ہر ایک کی وسعت اس قدر ہو جس قدر ایک سو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور ہر ایک محل کے درمیان ایک ایسا باغ ہو کہ اگر دنیا کے تمام لوگ اس باغ میں مہمان بنیں تو ان کو سمالے۔

حضرت ابونصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ؐ نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک سب نمازوں سے زیادہ پیاری مغرب کی نماز ہے۔ کیونکہ اس نماز سے آدمی اپنے دن کو ختم کرتا ہے اور رات شروع ہوتی ہے اور مسافر یا مقیم سے اس میں کمی نہیں کی جاتی ہو جو اس نماز کو پڑھے اور اس کے بعد کسی قسم کی کلام کرنے کے سوا چار رکعتیں پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے واسطے دو محل بہشت میں بنا دے گا جس میں یاقوت اور مروارید جڑے ہوئے ہوں گے اور ان میں باغ ہوں گے جن کو اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جو آدمی مغرب کی نماز کو پڑھے اور اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان میں کسی قسم کی کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ اس کے چالیس

اسے بارہ برس کی عبادت کا اجر ملے گا۔ مراد یہ ہے کہ فرضی عبادت کرنے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اللہ کی عبادت کرنا چاہے تو اس کا اجر ہی اجر ہے اس لیے اوابین کے نوافل کا بہت زیادہ ثواب ہے۔

صلوٰۃ الاوابین کے فضائل کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یہ ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پڑھے مغرب کے بعد بیس رکعتیں بناتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر۔ (ترمذی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اوابین کی بیس رکعتیں اگر پڑھی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کے باعث پڑھنے والے کو جنت عطا فرمائے گا۔ مراد یہ ہے کہ فرض نمازوں کی پابندی کرنے کے بعد جو نوافل پڑھے تو اس کا یہ فعل بارگاہِ رب العزت میں بہت مقبول ہوگا اور ایسا کرنے والا جنت کا حقدار ہوگا۔

کہتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورہ کافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھے اور ان کو جلدی سے پڑھے اور فرمایا ہے کہ ان دونوں رکعتوں کو نمازِ مغرب کے ساتھ آسمانوں پر خدا کی بارگاہ میں فرشتے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور ان دو رکعتوں کے سوا جو باقی ہیں ان کو جتنی دیر تک چاہے پڑھتا رہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے اور ان میں کسی سے بات چیت نہ کرے تو اس کے عمل کو فرشتے علّیین میں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور اس کو یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے کہ گویا اس نے مسجدِ اقصیٰ میں شبِ قدر کو پا لیا ہے اور نصف رات کی نماز سے بہتر ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَۃِ الضُّحٰی غُفِرَتْ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ضحٰی کی دو رکعت پر محافظت کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں ۔

نماز چاشت پڑھنے والے کے لیے جنت کا دروازہ ضحٰی مخصوص ہے

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسولِ مقبول ؐ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ضحٰی ہے اور جب قیامت ہوگی تو ایک پکارنے والا اس روز پکار کر یہ کہے گا کہ جو لوگ ہمیشہ ضحٰی کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ کون ہیں اور کہاں ہیں؟ ان پر خداوند کریم کی رحمت نازل ہوئی ہے ان کو بہشت میں داخل کرو ۔

اور حضرت امیرالمؤمنین عمر بن خطاب رض اور حضرت علی رض کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے کہ وہ صبح کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں ضحٰی کی نماز کا انتظار کرتے تھے اور جب وقت آ جاتا تھا تو اس کو پڑھتے تھے ۔ اور پھر اس جگہ سے اٹھتے تھے ۔

اور ضحاک بن قیس رح ، ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ ایک زمانہ میں لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آیت کے نزول کا باعث کیا ہے (رات کے وقت اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس وقت تسبیح کہتے ہیں) اور پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اب دیکھا جاتا ہے کہ آدمی ضحٰی کی نماز کو ادا کرتے ہیں ۔

نماز چاشت کے بارے میں حضرت ابن عباس رض کا معمول

ابن ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابن عباس رض سے نماز ضحٰی کے بارے میں پوچھا گیا ، آپ نے جواب دیا کہ خدا کی کتاب میں اس کا بیان موجود ہے اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا (گھروں میں خداوند تعالیٰ نے

برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

۶۔ نمازِ چاشت

سورج اچھی طرح نکل آنے پر جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے اسے چاشت یعنی ضحٰی کہتے ہیں۔ اس نماز کا وقت سورج کی روشنی خوب پھیلنے سے شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ احادیث میں اس نماز کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ چاشت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس نماز کو پابندی سے پڑھنا شروع کر دیتے تو یوں معلوم ہوتا کہ اب اسے ترک نہیں کریں گے لیکن کچھ عرصہ پابندی کے بعد چھوڑ دیتے۔ اس کے بارے میں ترمذی کی روایت یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یَدَعُھَا وَیَدَعُھَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یُصَلِّیْھَا۔

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحٰی کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اس کو چھوڑیں گے نہیں۔ اور چھوڑتے اس کو یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اس کو پڑھیں گے نہیں۔

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

یہ نماز انسان کے لیے آخرت کا بہت سامان پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اس نماز کے پڑھنے سے انسان کے جتنے بھی گناہ ہوں وہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اس پر ابن ماجہ نے یہ روایت لکھی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

كُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى ؁

ہر تکبیر صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ ان سب سے دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں جن کو چاشت کے وقت پڑھ لے۔

چار رکعت کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ اول یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں، دوم یہ کہ ہر مہینے کے تین روزے رکھا کروں۔ اور سوم یہ کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیا کروں۔ نماز چاشت کی چار رکعتیں بھی روایت میں آئی ہیں۔ ایک روایت تو عکرمہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔ دوسری حدیث حضرت معاذہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کی چار رکعتیں پڑھیں۔

وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ

حضرت معاذہؓ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ کہا چار رکعتیں، جس قدر اللہ چاہتا، زیادہ پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

چاشت کی آٹھ رکعت کے بارے میں امام بخاری کی بیان کردہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ

حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس کے گھر میں داخل ہوئے پس غسل کیا اور آٹھ رکعات پڑھیں (میں نے اس سے ہلکی آپ کی کوئی نماز نہیں دیکھی لیکن آپ رکوع

حکم کیا ہے کہ ان میں خدا کو یاد کیا جائے اور اس کا نام بلند ہو۔ ان میں صبح اور شام خدا کی تسبیح پڑھی جاتی ہے)

اور ابن عباس رضی کا معمول تھا کہ آپ ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر ہمیشہ ان کو نہیں پڑھتے تھے۔ اور ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی نے عکرمہ رضی سے نماز ضحیٰ کے بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ میں ایک دن پڑھا کرتا ہوں اور دس روز نہیں پڑھتا۔ اور نخعی رحمہ کہتے ہیں کہ اس نماز پر مداومت کرنے سے جو پرہیز کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز فرض کے برابر نہ ہو جائے۔

نمازِ چاشت کے فیوض و برکات

اس نماز کی برکت یہ ہے کہ اس نماز کے پڑھنے سے انسان سے غفلت اور سستی دور ہوتی ہے اور دل عبادت اور اطاعتِ الٰہی کی طرف مائل ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہلِ تقویٰ اس کی طرف بڑی رغبت رکھتے ہیں۔ لیکن صوفیاء کا معمول ہے کہ اس نماز کو کچھ عرصہ مسلسل پڑھ کر پھر چند روز چھوڑ دیتے ہیں تاکہ یہ نماز فرضوں کی طرح نہ ہو جائے۔ اس نماز کو مسلسل اہم روز پڑھنے سے دنیاوی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

نمازِ چاشت کی رکعتیں

اس نماز کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں لیکن اوسط چار رکعتیں ہیں۔ اکثر صوفیاء اور اہلِ روحانیت نے چار رکعت پڑھنے پر اکتفا کیا ہے۔ دو رکعتوں کے سلسلے میں صحیح مسلم میں یہ روایت بیان کی گئی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْبِحُ عَلٰی کُلِّ سُلَامٰی مِنْ اَحَدِکُمْ صَدَقَۃٌ فَکُلُّ تَسْبِیْحَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّکُلُّ تَحْمِیْدَۃٍ صَدَقَۃٌ وَّ	حضرت ابوذر رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبح ہوتے ہی تم میں سے ہر ایک کی ہڈیوں پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ پھر ہر تسبیح صدقہ ہے۔ ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے

صاحبِ قبر! اللہ کے حکم سے اٹھو، کیونکہ تم ان میں سے ایک ہو جن کو اللہ نے عذاب سے امان عطا فرما دی ہے۔

۷۔ صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ تسبیح نفلی نمازوں میں سے ہے۔ اسے نماز تسبیح اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ہر ایک رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اس کا پڑھنا مستحب ہے اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ ممنوعہ اوقات کو چھوڑ کر جب دل چاہے پڑھ لے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چار رکعت پڑھی ہیں اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ یہ نماز آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے اگلے پچھلے، نئے پرانے، چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو۔ اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لیا کرو۔ ہر مہینہ میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ (ضرور) پڑھ لو۔ اس حدیث کا متن یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّاہُ اَلَا اُعْطِیْکَ اَلَا اَمْنَحُکَ اَلَا اُخْبِرُکَ اَلَا اَفْعَلُ بِکَ عَشَرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ ذَنْبَکَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ قَدِیْمَہٗ وَحَدِیْثَہٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے لیے فرمایا اے عباس اے چچا! کیا نہ دوں میں تجھ کو کیا نہ دوں میں تجھ کو، کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کیا تیرے ساتھ نہ کروں میں دس خصلتوں کا مالک، اگر تو کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر

يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَتْ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى وَذٰلِكَ ضُحًى.

اور سجود مکمل کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے ام ہانیؓ نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں۔ قاسم بن محمد کی روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں۔ اور طویل پڑھتی تھیں۔ جب آپ نماز چاشت پڑھتیں تو دروازہ بند رکھتی تھیں۔ اگر کوئی دس رکعتیں پڑھنا چاہے تو دس پڑھے۔ بارہ رکعت کی بھی روایت آئی ہے اور یہی افضل بھی ہے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ شیخ ابونصر نے اپنے والد کی اسناد ہی سے ایک اور روایت حضرت ام المؤمنین ام حبیبہؓ سے کی ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو محل عطا فرمائے گا۔

نماز چاشت کی قرأت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چاشت میں سورۂ والشمس وضحٰہا اور والضحٰی پڑھے۔

عمر بن شعیب نے اپنے والد سے بالاسناد روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعات پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی، تین بار سورۂ اخلاص پڑھی تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھ میں سفید کاغذ اور نور کے قلم ہوتے ہیں جو اس نماز کا ثواب تا قیامِ قیامت لکھتے رہیں گے۔ قیامت کے دن فرشتے اس کی قبر پر آئیں گے ہر فرشتے کے پاس بہشتی لباس کا جوڑا اور تحفہ ہوگا۔ فرشتے کہیں گے، اے

سہولت کے لیے اس کے پڑھنے کا مفصل طریقہ لکھا جاتا ہے۔

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھے اور سبحانک اللّٰھم کے بعد پندرہ دفعہ سُبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر پڑھے۔ اس کے بعد اعوذ باللّٰہ، بسم اللّٰہ، الحمد اور سورت پڑھ کے دس دفعہ وہی کلمہ پڑھے۔ پھر رکوع میں جائے اور سبحان ربی العظیم کے بعد دس دفعہ پڑھے پھر سمع اللّٰہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کہنے کے بعد (کھڑے ہوکر) دس دفعہ پڑھے۔ پھر پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس دفعہ پڑھے۔ پھر ایک سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو (اور دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں) کھڑے ہوکر پہلے وہی تسبیح پندرہ بار پڑھ لے پھر بسم اللّٰہ، الحمد اور سورت پڑھ کے دس دفعہ پڑھے پھر اسی طرح رکوع وغیرہ میں پڑھے (اور التحیات کے موقع پر نہ پڑھے) اس طرح چاروں رکعتوں میں پچھتر پچھتر بار پڑھنے سے کل تعداد تین سو ہو جائے گی۔ (ترمذی، عالمگیری)

تسبیحات میں کمی بیشی ہو جانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ اگر کوئی تسبیح کسی جگہ پڑھنا بھول گیا تو دوسرے نزدیک کے رکن میں وہ باقی تعداد پوری کرلے۔ یعنی قیام میں بھول گیا تو رکوع میں بیس مرتبہ پڑھ لے اور رکوع میں بھول گیا تو (قومہ میں نہ پڑھے بلکہ) سجدہ میں پڑھ لے اور قومہ میں بھول گیا تو بھی سجدہ میں اور سجدہ کی (جلسہ میں نہیں) سجدہ میں اور جلسہ کی بھی سجدہ میں پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی جگہ تسبیح زیادہ پڑھی گئی تو اس کے قریبی رکن میں کمی کرے۔

اس نماز کی چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے، کوئی سورت مقرر نہیں ہے البتہ سورۂ عصر، سورۂ کوثر، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کا پڑھنا افضل ہے۔ اگر اس نماز میں سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو میں یہ کلمات نہ پڑھے۔

خَطَاهُ وَعَمْدَهُ صَغِيْرَهُ وَكَبِيْرَهُ سِرَّهُ	کیے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپے اور ظاہر سب گناہ
وَعَلَانِيَتَهُ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ	معاف کردے گا اور وہ یہ ہے کہ تو چار رکعت پڑھ
تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ	ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھ۔ پہلی
سُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ	رکعت میں جس وقت تو پڑھنے سے فارغ ہو جائے
اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَّاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ	تو کھڑا ہوا ہو اور کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ
اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ	الا اللہ واللہ اکبر، پندرہ مرتبہ۔ پھر تو رکوع کر۔ اور
اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ	رکوع میں تو کہے انہی کلمات کو دس بار، پھر اپنا سر
فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ	رکوع سے اٹھائے دس مرتبہ کہہ، پھر سجدہ کے
رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا	لیے جھکے تو دس مرتبہ کہہ پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور
ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ	دس مرتبہ کہہ، پھر سجدہ کرے دس مرتبہ کہہ پھر اپنا
سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ	سر اٹھائے (اور دس مرتبہ کہہ۔ پس یہ پچھتر مرتبہ ہے
السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ	ہر رکعت میں۔ اسی طرح چاروں رکعتوں میں کر
فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ	اگر تجھ کو طاقت ہو تو ہر روز پڑھ اگر نہ پڑھ
فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ	سکے، ہر ہفتہ میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے
فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ	ہر مہینہ میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے ہر سال
اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَّرَّةً	میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے تو عمر میں
فَافْعَلْ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ	ایک بار پڑھ۔
مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ	(ابوداؤد)
مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَّرَّةً	(ابن ماجہ)
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً ۔	(بیہقی)

اس حدیث میں صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت اور طریقہ بتا دیا گیا ہے لیکن ناظرین کی

لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا	نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے
فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا	جو حاجت تیری رضا کے مطابق ہو اسے
اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝	پورا کر دے اے مہربانوں سے زیادہ مہربان ۔

ترمذی میں حضرت عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک نابینا صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری بینائی کے لیے دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو دعا کروں اور چاہے تو صبر کر کیونکہ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس صحابی نے عرض کی حضور دعا فرمائیں، آپ نے حکم دیا کہ جاؤ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو اور دعا مانگو۔ چنانچہ اس نے ویسے ہی کیا اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

نمازِ حاجت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت طلب کرنا ہو یا اس کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو اچھی طرح وضو کر کے یہ دو رکعت نماز (نفل) پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ تک پڑھے۔ پھر تشہد و درود پڑھ کر سلام پھیر دے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ وَّيَا	اے اللہ! ہر اکیلے کے غمگسار، ہر بیگانہ کے یار و
صَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَّيَا قَرِيْبًا غَيْرَ	مددگار۔ اے وہ قریب کہ کسی سے دور نہیں۔ تو
بَعِيْدٍ وَّيَا شَاهِدًا غَيْرَ غَائِبًا وَّيَا	ہر وقت باخبر ہے۔ تو کبھی کسی سے دور نہیں ہوتا۔ تو
غَالِبًا غَيْرَ مَغْلُوْبٍ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ	غالب ہے، کسی سے مغلوب نہیں ہوتا۔ میں تجھ سے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ	تیرے اس نام کی طاقت مانگتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَّ	الرحیم اے وہ کہ تجھے کبھی اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

۸ صلوٰۃِ حاجت

جائز خواہشات اور ضروریات کا پورا ہوتا انسان کے بنیادی حقوق سے ہے لہٰذا ہر انسان کو کوئی نہ کوئی حاجت یا ضرورت درپیش رہتی ہے اور خدا ہی قاضی الحاجات ہے۔ اللہ ہی ہماری حاجات پوری کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس کے حضور دو رکعت نفل پڑھ کر التجا کرنے کو صلوٰۃِ حاجت کہا جاتا ہے۔ اللہ کے اکثر بندے حاجت کے وقت صلوٰۃ حاجت پڑھتے ہیں اور ان کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔

ابوداؤد میں حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتا تو اللہ کے حضور دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے۔ اور دعا کرتے۔ نمازِ حاجت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اچھی طرح وضو کرے۔ اگر غسل کرلے تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر مسجد یا گھر میں دو رکعت نماز پڑھے، کوشش کرے کہ تنہائی میں پڑھے۔ نماز پڑھتے وقت انتہائی خشوع و خضوع کا اظہار کرے۔ اللہ کی حمد و ثنا کرے۔ پھر درود پاک پڑھے اور اس کے بعد انتہائی التجا کے ساتھ یہ دعا پڑھے۔ انشاء اللہ جس جائز حاجت کے لیے نماز حاجت پڑھے گا قبول ہوگی

دعا یہ ہے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ
مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ
مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ
بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ علیم و کریم ہے
اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے تعریف اللہ
کی جو تمام جہان کا رب ہے جو تجھ سے تیری رحمت کے
اسباب مانگتا ہوں اور بخشش طلب کرتا ہوں اور
ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی طلب
کرتا ہوں۔ میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر

اس میں نیک نیتی کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ لہٰذا استخارہ نیک کاموں کے لیے ہی کرنا چاہیئے اور بُرے کاموں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی چور چوری کے لیے استخارہ کرے کہ فلاں چیز میں چُراؤں گا کہ نہیں یا کوئی جوئے باز جوئے میں بازی کے متعلق استخارہ کرے کہ وہ جُوا جیتے گا کہ نہیں، تو ایسا کرنے سے کچھ پتہ نہ چلے گا۔ کیونکہ یہ مقاصد بُرے ہیں اور گناہ ہیں۔ اس لیے گناہ کے کاموں میں استخارہ نہیں ہوتا اور ایسا کرنا حماقت ہے۔

اولیائے کاملین کو استخارہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ ذاتِ باری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا اتنا گہرا رابطہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں تو انھیں استخارہ کے بغیر ہی معلوم ہوجاتا ہے۔

استخارے کا طریقہ

استخارہ کرنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا طریقہ حسبِ ذیل ہے:-

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر کام کے لیے دعائے استخارہ سکھلاتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ سکھلاتے فرماتے جس وقت تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے دو رکعتیں پڑھے سوائے فرض کے۔ پھر کہے اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے تیرے بڑے فضل میں سے کیونکہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے

اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : تو ہمیشہ قائم اور زندہ ہے
الرَّحِیْمِ اَلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ عَنَتْ	سب کے منہ عاجزی اور لجاجت کے ساتھ
لَہٗ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتْ لَہٗ	تیری طرف لگے ہیں، سب آوازیں تیرے حضور
الْاَصْوَاتُ وَجِلَتْ مِنْہُ الْقُلُوْبُ	عاجزی کر رہے ہیں۔ تمام دل تیرے خوف سے کانپ
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ	رہے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور ان کی آل پر درود
مُحَمَّدٍ وَاَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ	سلام بھیج۔ میرے کام میں کشادگی پیدا کر دے اور
فَرَجًا وَمَخْرَجًا وَتَقْضِیْ حَاجَتِیْ ؕ	میری حاجت پوری فرما۔

تو اس کے پڑھنے والے کی حاجت و مراد پوری ہو جائے گی۔

۹۔ نمازِ استخارہ

اے سالک! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رض کو بتایا کہ جب کوئی اہم مسئلہ یا کام در پیش ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا معلوم کرو۔ اس رضا کے معلوم کرنے کو استخارہ کہا جاتا ہے۔ اہلِ تقویٰ کا ہمیشہ سے یہ معمول ہے کہ جب انھوں نے کوئی اہم کام کرنا ہو تو وہ اس سے پہلے استخارہ کر لیتے ہیں۔ پھر استخارہ سے ملی ہوئی رہنمائی کے مطابق کام سرانجام دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کے لیے استخارہ نہ کرنا بہت کم نصیبی کی بات ہے، لہٰذا کسی سفر پر جانا، کوئی معاہدہ کرنا، کسی کاروبار میں شرکت کرنا، نیا کاروبار شروع کرنا، کوئی مکان خریدنا یا فروخت کرنا۔ زمین کی خرید و فروخت کرنا۔ گویا جو بھی نیا کام کرنا ہو، تو اس کے لیے پہلے استخارہ کرنا بہتر ہے۔

استخارہ نیک اور صالح لوگوں کا طریقہ کار ہے اس لیے جو شخص استخارہ کرنا چاہے

أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ
فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا
أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ
وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ
فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ
لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ
وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ
شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَ
عَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ
عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ
الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِيْ بِهٖ
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْخُرُوْجَ فِيْ وَجْهِيْ
هٰذَا بِلَا ثِقَةٍ مِّنِّيْ بِغَيْرِكَ وَلَا
رَجَاءٍ إِلَّا بِكَ وَلَا قُوَّةٍ أَتَوَكَّلُ
عَلَيْكَ وَلَا حِيْلَةٍ أَلْجَأُ إِلَيْهَا
إِلَّا طَلَبَ فَضْلِكَ وَالتَّعَرُّضَ
لِمَعْرُوْفِكَ وَرَحْمَتِكَ وَالسُّكُوْنَ
إِلٰى حُسْنِ عِبَادَتِكَ وَأَنْتَ
أَعْلَمُ قَدْ سَبَقَ لِيْ فِيْ وَجْهِيْ

کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے
واسطہ سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل کا
پس تحقیق تو قادر ہے میں قادر نہیں، تو جانتا ہے
میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے
اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر
ہے میرے دین میں میری دنیا میں میری زندگانی میں
اور میرے انجام کار میں یا فرمایا اس جہان میں یا اس
جہان میں پس مہیا کر اس کو میرے لیے اور اس کو
میرے لیے آسان کر، پھر میرے لیے اس میں
برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے
بُرا ہے میرے دین میں میری دنیا میں میری زندگانی میں
اور میرے انجام کار میں یا فرمایا اس جہان میں اور
اُس جہان میں پس مجھ کو اس سے پھیر اور اس کو مجھ سے
پھیر اور مہیا فرما میرے لیے بھلائی جہاں ہو۔ پھر
مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔ اے اللہ! میں اس
طرف اپنے مقصد کے لیے جانا چاہتا ہوں تیرے سوا
میرا اور کوئی سہارا نہیں اور نہ تیری ذات کے سوا
کسی اور سے امید ہے نہ ہی قوت ہے کہ اس پر
توکل کروں اور نہ ہی تیرے سوا کوئی اور چارہ ہے
کہ اس کی پناہ حاصل کروں مگر میں تیرے فضل کا
طلبگار ہوں، تجھ سے تیری رحمت اور نیکیوں کا

الْغُيُوْبِ - اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ۞	چھپی باتوں کا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے اس کام کو اچھا میرے لیے میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تو تجویز کر دے اس کو میرے لیے اور آسان کر دے اس کو میرے لیے۔ پھر برکت دے اس میں میرے لیے اور اگر تو جانتا ہے اس کام کو برا میرے لیے میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجام کار میں تو ہٹا دے اس کو مجھ سے اور ہٹا دے مجھ کو اس سے اور نصیب کر مجھے بھلائی۔ جہاں کہیں بھی ہو، پھر راضی رکھ مجھ کو اس پر۔ (مشکوٰۃ)

اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے۔ جس لفظ پر (دو جگہ) لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اپنے کام کا خیال کرے۔ اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے اور جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آوے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیئے۔ اگر ایک دن کچھ نہ معلوم ہو تو پھر دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔

سفر تجارت یا حج کے لیے استخارہ

اگر کوئی شخص سفر یا کسی تجارت کا ارادہ رکھتا ہو یا حج اور زیارت روضۂ اقدس کا خیال رکھتا ہو تو اسے بھی استخارہ کر لینا بہتر ہے اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اور پھر سو جاؤ۔ انشاء اللہ بذریعہ خواب صحیح بات کا اشارہ ہو جائے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ	اے اللہ! میں تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں تیرے علم

مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۝

جو کوئی گناہ کا کام کرے پس وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ مگر اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اور وہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پس اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ (ترمذی)

توبہ کا ایک اور طریقہ جو صوفیاء کے ہاں رائج ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی طالبِ صادق کسی شیخ کامل کے پاس باطنی راہنمائی کے لیے آتا ہے تو وہ سب سے پہلے اسے توبہ کا درس دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ جاؤ اور پہلے اچھی طرح وضو یا غسل کر کے آؤ جب وہ اپنے جسم اور لباس کو پاک صاف کر کے آتا ہے تو شیخ کامل اسے دو رکعت نمازِ توبہ پڑھنے کی تلقین کرتا ہے تو اس کی ہدایت کے مطابق جب بندہ اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر توبہ کے لیے دو رکعت نماز توبہ پڑھتا ہے تو شیخ کامل کی توجہ سے اس شخص پر انوارِ توبہ کا نزول ہوتا ہے۔ وہ بندہ گڑگڑا کر اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگتا ہے اپنے کیے پر ندامت اور شرمندگی کے آنسو بہاتا ہے اور بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ اپنی صفتِ غفور الرحیمی کے پیشِ نظر اسے معاف کر دیتا ہے۔

ویسے بھی تہجد کے وقت کبھی کبھار یا خاص موقعوں پر دو رکعت نماز توبہ پڑھ لینا بہت ہی فائدہ مند ہے۔

۱۱۔ سجدۂ شکر

مسرت اور خوشی کی خبر پا کر اللہ کے حضور شکرانے کے طور پر سجدہ ریز ہونے کو سجدۂ شکر کہا جاتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی

هٰذَا مِمَّا اُحِبُّ وَاَكْرَهُ اَللّٰهُمَّ فَاصْرِفْ عَنِّیْ بِقُدْرَتِكَ مَقَادِيْرَ كُلِّ بَلَاءٍ وَّنَفِّسْ عَنِّیْ كُلَّ كَرْبٍ وَّدَاءٍ وَابْسُطْ عَلَیَّ كَنَفًا مِّنْ رَحْمَتِكَ وَلُطْفًا مِنْ عَوْنِكَ وَ حِرْزًا مِنْ حِفْظِكَ وَجَمِيْعِ مُعَافَاتِكَ ؕ

خواستگار ہوں۔ میں تیری عبادت پُرسکون طریقے پر کرنا چاہتا ہوں اے اللہ! تو میرے اس راستے کی راحتوں اور کلفتوں کو پہلے سے خوب جانتا ہے اے اللہ تو اپنی قدرت سے مجھ پر آئی ہوئی ہر بلا کو ٹال دے اور ہر سختی کو مجھ پر آسان کر دے اور بیماری کو دور فرما دے اور مجھے اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لے اور مجھ پر اپنی مدد سے کرم فرما مجھ کو اپنی حفاظت اور پوری طرح عافیت میں رکھ ؕ

۱۰- نمازِ توبہ

نمازِ توبہ سے مراد یہ ہے کہ گناہ سرزد ہونے پر اللہ کے حضور اس گناہ کی معافی مانگی جائے۔ یوں تو ہر وقت اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر استغفار کرتے رہنا، اہلِ تقویٰ کا شیوہ ہے کیونکہ گذشتہ گناہوں پر اظہارِ ندامت ہی اصل توبہ ہے لیکن اگر کسی شخص سے کوئی ایسا گناہ ہو جائے جس سے انسانی ضمیر انسان کو توبہ پر مائل کرے تو اس وقت نادم ہو کر وضو کر کے اللہ کے حضور حاضر ہو جانا چاہیے اور دو رکعت نفل نمازِ توبہ ادا کرنی چاہیے اور آئندہ دل میں پختہ ارادہ کر لینا چاہیے کہ آئندہ ایسی برائی نہیں کروں گا، تو اللہ غفور الرحیم ہے اپنے بندوں کو معاف کرنے والا ہے۔ نمازِ توبہ کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ وَ صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکرؓ نے سچ کہا کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ کوئی آدمی نہیں

طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي:

کافی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ فرمایا میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے دعا مانگی ہے اور شفاعت کی ہے۔ مجھ کو تہائی امت دیدی۔ پھر میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے رب سے دعا مانگی، مجھ کو تہائی امت دے دی پھر میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے رب سے دعا مانگی مجھ کو تہائی اخیر بھی دیدی پھر میں شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔

(احمد، ابوداؤد)

۱۲ کعبہ شریف میں نماز

کعبہ شریف یا کعبہ معظمہ بامعنٰی اس مربع عمارت کا نام ہے جو ہمیں ایک مکان کی صورت میں مسجد حرام میں نظر آتا ہے۔ بعض فقہی کا کہنا ہے کہ اس مکان کے اندر نماز پڑھنا درست نہیں اور اس کی وجہ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جب اس کے اندر نماز پڑھی جائے گی تو ایک دیوار کی طرف منہ اور دوسری کی طرف پشت ہو جائے گی تو اس طرح ان کا کہنا ہے کہ پشت کی جانب بھی قبلہ ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ نے کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھنے کو درست قرار دیا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ کعبہ کی عمارت کے اندر جس جانب بھی نمازی منہ کر کے نماز شروع کرے گا وہی جزوِ معین قبلہ ٹھہرے گا اور اس کے برخلاف پیٹھ کرنا مفسد نماز نہ ہوگا اور یہ جواز

ایسی خبر سنتے جو دل کو مسرور اور خوشی پیدا کرتی تو آپ اللہ کے حضور شکر کرنے کے لیے سر بسجود ہو جاتے۔ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا اَوْ یُبَشَّرُ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی

حضرت ابو بکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت کوئی خوش کن امر پہنچتا، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ کرتے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے کسی نعمت کے ملنے پر سجدۂ شکر کرنا درست ہے۔ مثلاً لڑکا پیدا ہونے کی خبر پر، امتحان میں کامیابی کی اطلاع پر، گم شدہ چیز مل جانے پر، مریض کے شفا پانے پر یا سفر سے بخیریت واپس آنے پر سجدۂ شکر کرنا چاہیئے۔

سجدے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھ جائے۔ سجدہ کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی سجدۂ شکر کا واقعہ یہ ہے:۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَزَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے نکلے، مدینہ جانا چاہتے تھے جب ہم عزوزار کے قریب ہوئے اترے، پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے۔ اللہ سے تھوڑی دیر دعا مانگی پھر سجدہ میں گر پڑے۔ سجدہ میں کافی دیر پڑے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے پھر تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجدہ میں گرے۔

باب ۲۱

۱۔ موت کا بیان

زندگی ناپائیدار ہے جو بھی اس دنیا میں آیا ہے۔ آخر ایک دن اسے کوچ کرنا پڑے گا اور جب ہر صورت میں یہاں سے جانا ہی ہے تو پھر اس فانی دنیا سے پیار کیوں؟ بلکہ وہاں کی تیاری کرنی چاہیئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ موت کا ایک دن معین ہے۔ بہر صورت اس دن موت آ کر رہے گی۔ موت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:۔

مایوس ہو کر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَّاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ ہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے شاید کہ وہ نیکی زیادہ کرے اور اگر وہ بدکار ہے شاید کہ وہ اللہ سے رضامندی چاہے۔ (بخاری)

نیکی کے لیے زندہ رہنے کی آرزو کرو

اللہ کے حضور ہمیشہ یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ یا اللہ تعالیٰ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جو میرے لیے بہتر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے:۔

صحیح بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ بن زید و عثمان بن طلحہ حجی و بلال بن رباح رضی اللہ عنہم کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا گیا۔ کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے۔ جب باہر تشریف لائے میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضورؐ نے کیا کیا؟ کہا ایک ستون بائیں طرف کیا، اور دو داہنی طرف اور تین پیچھے۔ پھر نماز پڑھی اور اس زمانہ میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے۔ فرض ہو یا نفل، تنہا پڑھے یا باجماعت۔ اگرچہ امام کا رُخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف۔ مگر جبکہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تو ہو جائے گی مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے۔ اور اگر مقتدی کا منہ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔

کعبہ شریف کے کمرہ کے باہر مسجد الحرام میں بصورت حلقہ نماز درست ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ایسے ہی نماز ہوتی آرہی ہے۔ اس صورت میں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک طرف ہو اس لیے کہ وہاں ہر طرف سے قبلہ رو ہو سکتے ہیں البتہ (خانہ کعبہ کی طرف منہ رکھتے ہوئے) یہ شرط ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا جو مفسدِ نماز ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی امام کی بہ نسبت خانہ کعبہ سے نزدیک ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

(درمختار، شامی)



قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِيْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ يَا رَبَّنَا فَيَقُوْلُ لِمَ فَيَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ فَيَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ ؁

کے لیے فرمائے گا کیا تم میری ملاقات پسند کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں اے پروردگار۔ پس فرمائیگا کیوں؟ وہ جواب دیں گے ہم تیری معافی اور بخشش کی امید رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری بخشش تمہارے لیے واجب ہوگئی۔ (شرح السنۃ)

موت میں رضائے الٰہی

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کا خواہشمند بن جاتا ہے اور ایسا شخص ہی دراصل رضائے الٰہی کا طالب ہوتا ہے اور یہ رضا انسان کو موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ یا کسی اور آپ کی بیوی نے کہا اللہ کے رسول ہم تو سب ہی موت کو ناپسند رکھتے ہیں فرمایا نہیں۔ لیکن مومن شخص کو جس وقت موت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور عزت افزائی کی اس کو خوشخبری دی جاتی ہے، اس کو اس چیز سے بڑھ کر کوئی محبوب شے نہیں رہ جاتی جو اس کے آگے ہے پس دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو اور کافر کو جس وقت موت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ ۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کسی ضرر کی وجہ سے کہ اس کو پہنچے ۔ اگر وہ ضروری طور پر ایسا کرنا چاہتا ہے پس وہ کہے اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے اور مجھ کو مار جس وقت مرنا میرے لیے بہتر ہو۔

(صحیح مسلم)

موت کو یاد کرنا چاہیئے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کو یاد رکھنا چاہیئے تاکہ انسان نیک کاموں کی طرف راغب رہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتوں کو کھو دینے والی موت کو بہت یاد کرو (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے

موت ایک طرح کی ملاقاتِ الٰہی ہے اس کے متعلق حضرت معاذ بن جبل کی روایت یہ ہے:۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ اَنْبَأْتُكُمْ مَا اَوَّلُ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا اَوَّلُ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهٗ قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تم کو خبر دوں، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمانداروں کو کیا کہے گا اور ایماندار اللہ تعالیٰ کو کیا کہیں گے؟ ہم نے کہا ہاں! اے اللہ کے رسولؐ! فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ایماندارو

بیماری اور تکلیف کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بیماری اکثر گناہوں کا کفارہ بن کر انھیں انسان کے نامۂ اعمال سے مٹا دیتی ہے۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا مسلمان کو کوئی رنج دکھ، فکر اور غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ جو کانٹا اس کو لگتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

(صحیح بخاری)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو جب کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا ہی کیوں نہ چبھ جائے وہ بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین اور صوفیائے عظام کی زندگیوں کا بیشتر حصہ بیماریوں اور مصائب میں گزرا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بخار میں مبتلا ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جب بھی کسی مسلمان کو بیماری پہنچتی ہے تو اس سے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُوْعَكُ فَمَسَسْتُهٗ بِیَدِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْکًا شَدِیْدًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار تھا میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو چھوا اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے

فَلَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَکَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَکَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَۃِ عَائِشَۃَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ ❁

آتی ہے اس کو اللہ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے پس اس کی طرف کوئی چیز مکروہ نہیں اس چیز سے جو اس کے آگے ہے وہ ناپسند سمجھتا ہے اس کی ملاقات کو (متفق علیہ) حضرت عائشہ کی ایک روایت میں ہے اور موت اللہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔

❁

۲۔ بیماری کا بیان

تندرستی اور بیماری انسانی زندگی میں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اکثر انسان تندرست رہتا ہے لیکن کبھی کبھی اسے بیماری آگھیرتی ہے۔ بیماری دراصل تنبیہ ہے تاکہ بندہ اللہ کے رستے پر گامزن رہے کیونکہ بیماری اور تکلیف میں انسان اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع کرتا ہے، اپنے گناہوں اور غلطیوں پر نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے تاکہ اسے بیماری سے نجات ملے کیونکہ اللہ شافع الامراض ہے اور شفا اسی سے ملتی ہے۔ بیماری میں بظاہر انسان کو تکلیف اور دکھ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ظاہرا بیماری ہمیں عاقبت سنوارنے کا پیغام دیتی ہے کیونکہ انسان کتنا ہی غافل اور جاہل کیوں نہ ہو، مصیبت میں اللہ کو ضرور پکارتا ہے، توبہ استغفار کرتا ہے تاکہ اللہ مہربان ہوکر اس مصیبت سے نجات دے لیکن بیماری میں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ صبر و استقلال کو تھامے رکھنا چاہیئے۔ جسمانی تکلیف ایک ایسی تکلیف ہے کہ جس میں بندہ قدم قدم پر اللہ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ نجات کی التجا کرتا ہے۔ اس لیے بعض اللہ کے نیک بندوں نے بیماری کو بھی نعمت کے زمرے میں شمار کیا ہے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ جسمانی بیماری بہت سی روحانی بیماریوں کا تدارک ہے

لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ ٭

اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ کرے، آپ نے فرمایا بخار کو گالی نہ دے اس لیے کہ بخار بنی آدم کے گناہ دور کردیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کردیتی ہے۔ (مسلم)

بیماری اور دکھ گناہ کی وجہ سے آتے ہیں

انسان کو اکثر جو تکلیف پہنچتی ہے وہ انسان کے اپنے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ ہی سے پہنچتی ہے لیکن وہ تکلیف انسان کو وارننگ ہوتی ہے تاکہ انسان گناہوں کو ترک کرکے راہ راست پر آجائے۔ اس کے متعلق حضرت ابوموسیٰ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيْبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اَوْ دُوْنَهَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُوْا اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرُ وَقَرَءَ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ٭

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو تھوڑی ایذا نہیں پہنچتی یا اس سے کم یا زیادہ مگر گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور وہ گناہ جو اللہ معاف کردیتا ہے بہت زیادہ ہیں پھر یہ آیت پڑھی کہ تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ بسبب اس کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ (ترمذی)

بیماری میں تندرستی جیسے اعمال کی جزا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تندرستی میں اگر کوئی شخص نیک کام کرتا ہے یا عبادت کرتا ہے تو بیماری کی حالت میں وہ نیک کام انجام نہیں دے سکتا جو کہ بحالتِ صحت سرانجام دیتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ اسے تندرستی جیسی نیکیوں کی جزا دیتا ہے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ اِنِّیْٓ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّصِيْبُهٗ اَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا ؛

جس قدر تم میں سے دو شخصوں کو ہوتا ہے۔ کہا پس میں نے کہا اس لیے آپ کو ثواب بھی دگنا ہے۔ فرمایا ہاں! پھر آپ نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جس کو بیماری کی تکلیف نہ پہنچی ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور رنج مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو گرا دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

(صحیح مسلم)

بیماری میں انسان کو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ اللہ کے حضور استغفار کرنا چاہیئے اگر انسان ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ موت کے آثار پیدا ہو جائیں تو پھر بھی اللہ سے سلامتیِ ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونے کی آرزو کرنی چاہیئے اور بیماری کی حالت میں ہمیشہ صبر کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں بڑا اجر ہے۔ بیماری کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث حسبِ ذیل ہیں :-

حضرت اُمّ سائب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ام سائب کو نصیحت کی کہ بخار کو برے الفاظ سے مت یاد کرو کیونکہ بیماری کے پس پردہ اللہ کی حکمت ہوتی ہے بلکہ بخار سے تو انسان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ جس طرح لوہے کی بھٹی میں جب لوہا ڈالا جاتا ہے تو وہ لوہے کو گرم کر کے اس کی میل کچیل دور کر دیتی ہے اس کے متعلق حضرت جابرؓ کی بیان کردہ روایت یہ ہے :-

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰٓى اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے گھر تشریف لے گئے فرمایا تجھے کیا ہے تو کانپ رہی ہے۔ اس نے کہا مجھے بخار ہے

بِجُبّہٖ شَہِیْدٌ ؁

اللہ کے بندوں پر عام لوگوں کی نسبت زیادہ تکلیف آتی ہے

مقربینِ خدا اللہ کے خاص بندے ہیں جن میں انبیاء، شہداء اور اولیاء کرام کا شمار ہوتا ہے ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کے خصوصی انعام ہیں۔ ان کا مقام اور مرتبہ بہت بلند ہے ایسے ہی ان پر جب کوئی تکلیف یا بیماری آتی ہے تو عام انسانوں کی نسبت قدرے شدید ہوتی ہے۔

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِہٖ فَاِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاءُہٗ وَ اِنْ کَانَ فِیْ دِیْنِہٖ رِقَّۃٌ ھُوِّنَ عَلَیْہِ فَمَا زَالَ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلَی الْاَرْضِ مَالَہٗ ذَنْبٌ ؁

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، آدمیوں میں از روئے بلا سخت تر کون ہے فرمایا انبیاء، پھر جو ان کے مشابہ ہوا، پھر جو ان کے مشابہ ہوا۔ آدمی کو اس کے دین کے مطابق مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر اپنے دین میں نرم ہو اس پر مصیبت ہلکی کی جاتی ہے وہ اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ زمین پر چلتا ہے اس پر ایک بھی گناہ نہیں ہوتا (ترمذی، ابن ماجہ)

۳۔ عیادتِ مریض

مریض کی مزاج پرسی یعنی اس کا حال معلوم کرنے کو عیادتِ مریض کہا جاتا ہے۔

اور ایسا کرنا مستحب ہے اور جس مریض کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ ہو تو ایسے مریضوں کی تیمارداری مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے آپ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا کَانَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ حَسَنَۃٍ مِّنَ الْعِبَادَۃِ ثُمَّ مَرِضَ قِیْلَ لِلْمَلَکِ الْمُوَکَّلِ بِہٖ اُکْتُبْ لَہٗ مِثْلَ عَمَلِہٖ اِذَا کَانَ طَلِیْقًا حَتّٰی اُطْلِقَہٗ اَوْ اَکْفِتَہٗ اِلَیَّ ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق جس وقت بندہ نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار پڑ جاتا ہے، اس فرشتے کے لیے کہا جاتا ہے جو اس کے اعمال لکھنے پر مقرر ہے اس کا عمل اس قدر لکھ جو وہ تندرستی کی حالت میں کرتا تھا یہاں تک کہ اس کو صحتیاب کر دوں یا اپنی طرف بلالوں

پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے

زمانۂ جدید میں اگرچہ آئے دن بیماریاں پیچیدہ ہوتی جا رہی ہیں

پیٹ کی بیماری کی نسبت اور بھی بہت سی بیماریاں زیادہ مہلک ہیں لیکن زمانۂ قدیم میں پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ تکلیف دہ تھیں۔ موجودہ دور میں بھی پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ اور شدید ہیں اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّہَادَۃُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَلْمَطْعُوْنُ شَہِیْدٌ وَالْغَرِیْقُ شَہِیْدٌ وَ صَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَہِیْدٌ وَ الْمَبْطُوْنُ شَہِیْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَہِیْدٌ وَالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْہَدْمِ شَہِیْدٌ وَالْمَرْاَۃُ تَمُوْتُ

حضرت جابر بن عتیک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں قتل ہو جانے کے سوا سات شہید ہیں۔ جو وبا میں مرے شہید ہے جو ڈوب کر مرے شہید ہے۔ ذات الجنب والا شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے مرے شہید ہے۔ جو جل کر مرے شہید ہے اور جو دب کر مرے شہید ہے وہ عورت جو ایام زچگی میں مرے شہید ہے۔

(ابوداؤد، نسائی)

وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقِسِّيِّ وَاٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَاِنَّهٗ مَنْ شَرِبَ فِيْهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ

میزپوش استعمال کرنے سے۔ قسی کپڑے سے۔ چاندی کے برتن استعمال کرنے سے اور ایک روایت میں ہے چاندی کے برتن میں پینے سے۔ جس نے ان برتنوں سے دنیا میں پیا ان میں آخرت میں نہیں پیئے گا۔ (صحیح بخاری)

عیادت کا طریقہ کار

جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو اسے تسلی دینی چاہیئے اور اسے کہنا چاہیئے کہ بیماری سے ڈرو نہیں۔ اللہ شفا دینے والا ہے اور ساتھ ہی گناہ بھی کم ہوجائیں گے کیونکہ بیماری گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ آپ کا یہ طریقہ کار درج ذیل حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ كَلَّا بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ ٭

حضرت ابن عباس سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور جس وقت آپ کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے فرماتے کوئی ڈر نہیں، بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔ اگر اللہ نے چاہا! اس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ تپ جوش مار رہی ہے۔ ایک بڑے بوڑھے پر، یہ تپ اس کو قبروں سے ملا دیگی۔ آپ نے فرمایا پس ہاں اسی طرح ہوگا (صحیح بخاری)

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق کا ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ یعنی سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔ دعوت قبول کرنا۔ چھینکنے والے کا جواب دینا۔ اس سے معلوم ہوا

نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کی بھی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جاتے ، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیماروں کی عیادت کے متعلق بہت سے ارشادات ہیں جن میں آپ نے عیادت کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر اس کی بڑی تاکید کی ہے لہذا اس پر عمل کرنا چاہیے اور جب بھی کوئی عزیز یا پڑوسی بیمار ہو جائے تو اس کی خبر گیری کے لیے جانا چاہیے۔ اکثر بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام نبی پاک کی اس سنت پر عمل پیرا رہے ہیں۔

عیادت کا لفظ عود سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی لوٹنا اور رجوع کرنا ہے۔ چونکہ بیمار کی بیمار پرسی کرنے والا بیمار کی طرف گا ہے بگا ہے آتا ہے اور رجوع کرتا ہے۔ اس لیے یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عیادت کے متعلق احادیثِ نبوی حسبِ ذیل ہیں :-

سات باتوں پر عمل کرنے کی تاکید

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات باتوں پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے ان میں بیمار کی عیادت بھی ہے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا سات باتوں کا اور روکا سات باتوں سے۔ ہم کو حکم دیا بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا ، جنازوں کے ہمراہ جانے کا ۔ چھینک لینے والے کا جواب دینے کا ۔ سلام کا جواب دینے کا ۔ بلانے والے کے قبول کرنے کا ۔ قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنے کا مظلوم کی مدد کرنے کا ۔ اور منع کیا ہم کو سونے کی انگوٹھی سے ، ریشم ، اطلس اور اوری پہننے سے ۔ سرخ

رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ وَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ ؕ

کہ گا اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا اور تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے اس کو کھانا نہ کھلایا، کیا تجھ کو علم نہیں اگر تو اس کو کھانا کھلاتا اس کو تو میرے نزدیک پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پینے کے لیے پانی مانگا تو نے مجھ کو نہ پلایا، کہے گا اے رب میں تجھے کیسے پلاتا کہ تو رب العالمین ہے فرمائے گا اللہ تعالیٰ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تو نے اسے نہ پلایا تھا کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کو پلاتا اس کو میرے نزدیک پاتا

(مسلم شریف)

عیادت کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دُعا

بیمار کی عیادت کرنے کی اتنی فضیلت ہے کہ اگر کوئی شخص صبح کے وقت کسی کی عیادت کے لیے جائے تو سارا دن ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیادتِ مریض بڑی اہم ہے۔ لہٰذا اس سعادت سے محروم ہونے والے بے نصیب ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کوئی مسلمان جس وقت دوسرے مسلمان کی صبح صبح عیادت کرتا ہے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اگر پچھلے پہر عیادت کرے، صبح تک ستر ہزار فرشتے

کہ مریض کی عیادت بھی انہی میں سے ایک حق ہے جس کا ادا کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ ۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پہ پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا۔ جنازوں کے ساتھ جانا، دعوت کا قبول کرنا۔ چھینک لینے والے کا جواب دینا (صحیح مسلم)

بیمار کی عیادت کرنے والے کو قربِ الٰہی کا حصول

جو شخص بیمار کی مزاج پرسی کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے کیونکہ انسانوں کی خدمت سے ہی اللہ راضی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے خدا کو پانا ہو تو وہ خدمتِ خلق کا راستہ اختیار کرے، تو اللہ جلدی مل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بندوں کی خدمت ہی اللہ اپنی خدمت تصور کرتا ہے۔ اس کے متعلق حدیث یہ ہے:-

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَارَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ۔ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا میں تیری عیادت کس طرح کرتا جب کہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے۔ تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا مجھ کو اس کے نزدیک پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہ کھلایا۔

مندرجہ ذیل کلمات کے مطابق اللہ کے حضور مریض کی شفایابی کے لیے دعا کرنی چاہیئے :۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ ؕ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جو دوسرے مسلمان کی عیادت کرے پس سات مرتبہ کہے اللہ بزرگ سے جو بڑے عرش والا ہے۔ میں سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا دے مگر اسے شفا دی جاتی ہے مگر یہ کہ اس کی موت حاضر ہو (ابوداؤد، ترمذی)

عیادت کرنے سے حصولِ جنّت

مریضوں کی عیادت کرنے سے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دیتا ہے لیکن اس میں خلوصِ نیت کا شامل ہونا ضروری ہے اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضؓ کی بیان کردہ روایت یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰی مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا ؕ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے تجھ کو خوشی ہو تیرا چلنا اچھا ہے تو نے جنت سے ایک بڑا مقام حاصل کر لیا۔ (ابن ماجہ)

ایک یہودی بچہ مسلمان ہوگیا

بیماروں کی عیادت ایک ایسا اچھا فعل ہے کہ غیر مسلم بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ آپ ایک یہودی بچے کی تیمارداری کے لیے گئے اور آپ کے جانے کا اتنا اثر ہوا کہ بچے نے دینِ حق کو قبول کر لیا۔ حدیث کے

سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَ كَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِى الْجَنَّةِ ۔

اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

عذاب سے دُوری

جو شخص ثواب کی غرض سے کسی مریض کی عیادت کرے تو اس کا اسے بڑا اجر دیا جائے گا۔ ایک مرتبہ عیادت کے بدلے میں ساٹھ برس تک عذاب کو اس سے دور کر دیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ بیمار کی مزاج پُرسی سے آخرت میں بھی بے پناہ فائدہ ہوگا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے۔ پس اچھا وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے ثواب کا قصد کرتے ہوئے۔ ساٹھ برس کی مقدار اسے دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی عیادت کیا کرتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کا کوئی صحابی بیمار ہو جاتا تو اس کی خبر گیری کے لیے اس کے ہاں تشریف لے جاتے اسے تسلی دیتے اور دعا فرماتے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ عَادَنِى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَّجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اس لیے کہ آنکھوں میں مجھے تکلیف تھی۔ (احمد، ابوداؤد)

عیادتِ مریض کے وقت کیا پڑھنا چاہیئے

جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے، تو اسے

۴۔ موت کے متعلق احکام و آداب

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کر دیں۔ مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کر دیں تاکہ قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے۔ چھوڑ دیں۔

۱۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین

مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد کریں اور یہ اسے ایک طرح کی کلمہ پڑھنے کی تلقین ہے کیونکہ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنا بہت ضروری ہے لیکن کلمہ پڑھنے کا اس طرح حکم نہ کریں کہ کہیں وہ جانکنی کے نازک موقع پر انکار نہ کر دے یا بدحواسی میں کوئی اور خلافِ شرع بات نہ کہہ دے اور جب ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں۔ مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں کو مرتے وقت کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو (مسلم)

۲۔ مرتے وقت کلمہ پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا

مرتے وقت مسلمان کا صاحبِ ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں صاحبِ ایمان ہی جنت میں داخل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس کی زبان پر آخری کلمات کلمہ طیبہ کے ہونے چاہئیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

مطابق مفصل واقعہ یوں ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَہُوْدِیٌّ یَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمار داری کے لیے تشریف لائے آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اس سے کہا تو مسلمان ہوجا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا وہ اس کے پاس تھا اس نے کہا ابوالقاسم کی اطاعت کر۔ وہ مسلمان ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور فرماتے تھے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اس کو آگ سے بچالیا۔ (صحیح بخاری)

مریض کی عیادت دریائے رحمت ہے

مریض کی عیادت کے وقت اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے لہٰذا جو شخص کسی کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو اس کے پاس جتنا وقت گزارتا ہے وہ اللہ کے دریائے رحمت میں بیٹھا ہوتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِیْھَا ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے دریائے رحمت میں بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس بیٹھے۔ جس وقت اس کے پاس بیٹھتا ہے اس میں ڈوب جاتا ہے

(احمد)

الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ؕ کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں (صحیح مسلم)

۵. مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا

جان نکلنے کے بعد مُردے کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِىْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِىْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِى الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِىْ عَقِبِهٖ فِى الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِىْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ ؕ

(اسی حضرت ام المومنینؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر داخل ہوئے۔ ان کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔ آپ نے انھیں بند کر دیا پھر فرمایا تحقیق روح جس وقت قبض کی جاتی ہے نظر اس کے پیچھے رہ جاتی ہے اس کے گھر والے بلند آواز سے چلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے نفسوں پر دعا نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ کیونکہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو کچھ تم کہتے ہو۔ پھر فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخش دے اس کے درجات، ہدایت دیے گئے لوگوں میں بلند کر۔ اور باقی رہنے والوں میں اس کا جانشین ہو۔ ہم کو اور اس کو اے عالموں کے رب بخش دے۔ اس کی قبر کشادہ کر۔ اور اس میں اس کے لیے روشنی کر دے (صحیح مسلم)

۶. آنکھیں بند کرتے وقت پڑھی جانے والی دعا

آنکھیں بند کرتے وقت

یہ دعا پڑھے:-

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو، جنت میں داخل ہوگا۔

(ابوداؤد)

۳۔ مرنے والے کے قریب سورت یٰسین پڑھنا

مرنے والے کے قریب نیک اور متقی لوگوں کا بیٹھنا بہت اچھا ہے بلکہ جان نکلنے والے کے پاس نیک لوگوں کو سورت یٰسین کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے جان کنی میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ سورت یٰسین کے ساتھ سورت رعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ ۔

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۴۔ مرنیوالے کے پاس کُتّا یا تصویر نہیں ہونی چاہیئے

جان کنی کے وقت مرنے والا جہاں دم توڑ رہا ہو وہاں کوئی کتا یا تصویر نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر ہو تو اسے فوراً نکال دینا چاہیئے کیونکہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور حالتِ نزع میں پاس بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ اس کے لیے اور اپنے لیے دعائے خیر کرتے رہیں۔ اس وقت کوئی بُری بات منہ سے نہ نکالنی چاہیئے کیونکہ اس وقت جو کچھ زبان سے نکالا جاتا ہے اس پر ملائکہ آمین کہتے ہیں۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم بیمار یا میت کے پاس آؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت جو کچھ تم

۵ غسلِ میّت کے مسائل

میّت کو غسل دینا فرضِ کفایہ ہے اگر چند لوگ میت کو غسل دے دیں تو یہ فرض سب کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ اس لیے اگر کوئی میّت لاوارث ہو تو اس کے غسل و کفن و دفن کی ذمہ داری دوسرے مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ یا اجتماعی طور پر حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

۱۔ طریقۂ غُسلِ میّت

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو تختے پر لٹائیں اور اس کے کپڑے اتار دیں۔ پھر میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا ڈال دیا جائے اور اس طرح شرمگاہ کو چھپا دیا جائے۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو استنجا کرلائے اور پھر وضو اس طرح کرائے کہ پہلے میت کا چہرہ دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر سر کا مسح کرے۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔ منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے البتہ روئی پانی سے تر کر کے دانتوں، مسوڑھوں اور ناک میں پھیرنا درست ہے۔ پھر ناک منہ اور کانوں میں روئی وغیرہ بھر دی جائے تاکہ پانی اندر نہ جائے۔ پھر سر دھویا جائے اور صابن استعمال کیا جائے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے پڑا ہوا نیم گرم پانی تین مرتبہ سر سے پاؤں تک اتنا ڈالا جائے کہ بائیں کروٹ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا جائے۔ پھر میت کو سہارا دے کر بٹھائیں اور آہستہ آہستہ اس کے جسم کو ملا جائے تاکہ جو غلاظت وغیرہ پیٹ میں ہو نکل جائے۔ اس طرح کرتے سے اگر کچھ نکلے تو اسے پانی سے صاف کر دیا جائے مگر وضو اور غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر کافور پڑا ہوا پانی تین مرتبہ تمام

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ

اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر لے اللہ! تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر جس سے نکلا (دنیا)

۷۔ روح نکلنے کے بعد میّت کا منہ بند کر دینا چاہیئے

جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں تا کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو یا اس وقت جو بھی میت کے پاس بیٹھا ہو اسے کرنا چاہیئے۔

۸۔ روح نکلنے کے بعد میّت کو کپڑے سے چھپانا

جب جسم سے روح نکل جائے تو میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چارپائی یا کسی اونچی چیز پر رکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو آپ کو ایک چادر سے چھپا دیا گیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ ؕ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فوت ہوئے، چادر میں ڈھانک دیے گئے۔

(صحیح بخاری)

مرد کا عورت کی میت کو غسل دینا جائز نہیں

مرد عورت کی میت کو غسل نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی عورت ایسی جگہ وفات پا جائے جہاں کوئی اور عورت اسے غسل دینے والی دستیاب نہ ہو لیکن اس کا محرم کوئی مرد موجود ہو تو وہ کہنیوں تک اس کا تیمم کرے اگر محرم نہ ہو بلکہ اجنبی مرد ہو تو وہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے۔ خاوند کے لیے بھی اجنبی کا سا حکم ہے۔

عورت کا اپنے مرد کو غسل دینا

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لیے کہ عدت کے وقت تک وہ مرنے والے شوہر کے نکاح میں سمجھی جائے گی۔ اگر کسی مرد کا ایسی جگہ انتقال ہو جائے کہ وہاں نہ کوئی مرد ہو جو اسے غسل دے سکے اور نہ ہی اس کی بیوی ہو تو جو عورت وہاں ہو اسے چاہیئے کہ میت کو تیمم کرائے اگر وہ عورت محرم ہے تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کا غسل

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

بغیر غسل میت کو قبر میں اتارنے کے بعد بھی غسل دینا چاہیے

اگر کسی غلطی کی بنا پر کسی میت کو غسل دیے بغیر قبر میں اتار دیا جائے لیکن ابھی تک مٹی نہ ڈالی ہو تو اسے نکال کر غسل دینا چاہیئے ہاں اگر مٹی ڈال دی ہو تو پھر معاملہ سپردِ خدا کر دیا جائے اور میت کو قبر سے نہ نکالا جائے۔

غسل کے وقت کسی عضو کا خشک رہ جانا

اگر میت کا کوئی حصہ خشک رہ جائے اور کفن دینے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس حصے پر پانی بہا دینا چاہیئے البتہ اگر کوئی معمولی سا

جسم پر ڈالا جائے اور بعد میں کسی پاک کپڑے سے جسم کو پونچھ لیا جائے۔

۲۔ غسلِ میت کے متعلق حدیث پاک

میت کو غسل دینے کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِى الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَفِىْ رِوَايَةٍ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ فرمایا اس کو تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دینا اگر تم مناسب سمجھو۔ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور ڈالو آخر میں کافور۔ یا فرمایا کچھ کافور۔ جس وقت فارغ ہو جاؤ، مجھ کو اطلاع دینا۔ جس وقت ہم فارغ ہوئیں، آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے اپنا تہبند ہم کو دیا اور فرمایا اس کے بدن کے ساتھ لگا دو۔ ایک روایت میں ہے غسل دو اس کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور شروع کرو دائیں طرف سے اور وضو کے اعضاء سے ہم نے اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو پیچھے ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

مُردہ کے ستر کو ڈھکنا

نہلاتے وقت مردہ کے ستر کو ڈھانپنا واجب ہے۔ لہٰذا نہلانے والے کے لیے ضروری ہے کہ مقام ستر کو دھونے کے بعد اس پر کپڑا ڈال دے۔ استنجا کرنے کے علاوہ مردے کے مقامِ ستر کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔

پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگہوں یعنی ماتھے ، ناک ، دونوں ہاتھ ، گھٹنے ۔ قدموں پر کافور لگائیں ۔ پھر تہبند لپیٹیں ، پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر چادر لپیٹیں ، پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے ۔ پھر سر اور پاؤں کی طرف باندھیں تاکہ اُڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ رہے ۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر کے قاعدے کے مطابق کفنی یعنی کُرتا پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں ۔ اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک رہے ۔

کفن کے کپڑے کا معیار

کفن نہ بہت زیادہ قیمتی اور نہ ہی بالکل گھٹیا ہو بلکہ اچھا ہونا چاہیئے ۔ یعنی مرد اپنی حیثیت کے مطابق جس طرح کے اچھے کپڑے پہنتا تھا اور عورت خاص موقعوں پر اچھے کپڑے پہنتی تھی ، اس قیمت کا ہونا چاہیئے ۔ حدیث میں ہے کہ مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں ، سفید کفن بہتر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ ۔

مرد کے لیے ریشمی کفن کی ممانعت

کفن کے لیے وہی کپڑے استعمال کیے جائیں جن کا پہننا میت کے لیے زندگی میں جائز تھا ۔ مرد کے لیے خالص ریشمی کفن یا زعفران کا رنگا ہوا کفن ممنوع ہے ۔ البتہ عورت کے لیے جائز ہے ۔ یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن دیا جا سکتا ہے ۔ اور جو زندگی میں ناجائز ہو ۔ اس کا کفن بھی ناجائز ہے ۔

حصہ خشک رہ جائے تو اس صورت میں کفن اتارنے اور دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس حصے کو گیلے پڑے سے تر کر دینا ہی کافی ہوگا۔

تین بار غسل دینا میت پر غسل کے دوران ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے لیکن تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے۔ آخری بار غسل کے پانی میں کافور یا خوشبو کی آمیزش کرنا جائز ہے

خنثٰی کو تیمم کرانا اگر خنثٰی کا انتقال ہو جائے تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے اور نہ ہی عورت بلکہ اسے تیمم کرایا جائے۔ تیمم کرانے والا اگر اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔

غسل دینے والے کے اوصاف غسل دینے والے آدمی کو سنجیدہ ہونا چاہیئے۔ اگر وہ میت میں کوئی بُری بات دیکھے تو اس پہ پردہ ڈالے اور اگر اچھی بات دیکھے تو اسے بیان کرے۔ مثلاً اگر میت کا چہرہ نورانی ہو اور اس کے وجود سے خوشبو آئے تو اس کا ذکر دوسروں سے کرے۔

نومولود میت کا غسل اگر کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائے تو اس کی میت کو غسل دینا فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو تو اس کو غسل دینا فرض نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے۔

۶۔ کفن کا بیان

میت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے لہذا شرعی طور پر غسل کے بعد میت کو کفن پہنا دیں۔ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر کو بچھائیں پھر اس کے اوپر تہبند پھر کُرتہ۔ پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کُرتہ پہنائیں اور ڈاڑھی اور تمام بدن

تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے۔ اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہونگے۔ اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کر لیں۔

پرانے کپڑے کا کفن

پرانے کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے مگر پرانا ہو تو دُھلا ہوا ہو کہ کفن ستھرا ہونا چاہیئے۔

کفن کے متعلق وصیت

کفن کے متعلق اس وصیت پر عمل کیا جائے جو شرع کے مطابق ہو۔ کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے تین کپڑے دیے جائیں۔ اور اگر یہ وصیت کی کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی۔ متوسط درجہ کا دیا جائے۔

خنثیٰ کے کفن کا مسئلہ

خُنثیٰ اگر عورت کی شکل کا ہو تو اسے عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں۔ مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔ اگر خنثیٰ مرد کی شکل کا ہو تو اسے مرد کی طرح کفن دینا چاہیئے۔

مرد کا کفن

مرد کے کفن میں تین کپڑوں کا ہونا مسنون ہے۔ ۱ کفنی، ۲ ازار ۳ چادر۔ کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہونی چاہیئے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہیئے تاکہ سر اور پاؤں دونوں طرف سے باندھی جا سکے۔

عورت کا کفن

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ ۱ کفنی، ۲ ازار ۳ سربند ۴ سینہ بند ۵ چادر۔ کفنی گلے سے لے کر پاؤں تک ہونی چاہیئے اور اس میں آستین نہیں ہونی چاہیئے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہو اور چادر اس سے ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہیئے۔ سربند

کفن کس مال سے ہونا چاہیئے

میت کا کفن اس کے خالص ذاتی مال سے ہونا چاہیئے جس کے ساتھ کسی دوسرے کا حق وابستہ نہ ہو۔ اگر مرنے والے کا خالص مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمے ہوگا جس پر اس کی زندگی میں نفقہ واجب تھا۔ اگر وہ شخص بھی کفن کا بندوبست نہ کر سکے۔ تو پھر صاحبِ مقدور مسلمانوں پر اس کا مہیا کرنا واجب ہے۔

عورت کے کفن کا بندوبست مرد کے ذمے ہے

عورت نے اگرچہ مال چھوڑا، اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی۔ جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا۔ اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔

بالغ اور نابالغ کا کفن کتنا ہونا چاہیئے

جو بالغ حدِ شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔

میت کو کفن دینے کا ذمہ دار کون ہوتا ہے

دَین و وصیت و میراث ان سب پر کفن مقدم ہے اور دَین وصیت پر اور وصیت میراث پر۔ میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو

جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے

مسلمان کے جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے خواہ وہ عزیز ہو یا کوئی اور ہو۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازے میں شامل ہونے کا بہت زیادہ ثواب ہے اور آپ کی حدیث یہ ہے:۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ كُلُّ قِیْرَاطٍ مِّثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان آدمی کے جنازہ کے پیچھے ایمان کی حالت میں ثواب طلب کرنے کے لیے جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کو دفن کر کے فارغ ہو جائے وہ دو قیراط کے برابر ثواب لے کر پھرتا ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے جو اس پر نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ پھر دفن ہونے سے پہلے لوٹ آتا ہے وہ ایک قیراط لے کر واپس لوٹتا ہے (صحیح مسلم)

جنازے کو کندھا دینا

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ البتہ تین مرتبہ باری باری کندھا دینا زیادہ بہتر ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا۔ رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور تین مرتبہ اس کو اٹھائے اس نے اس کا حق جو اس پر تھا ادا کر دیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے

تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیئے جو سر سے اُڑھا کر چہرے پر ڈالا جائے۔ سینہ بند سینے سے لے کر رانوں تک ہونا چاہیئے اور اتنا چوڑا ہو کر باندھا جا سکے۔

کفن کے درجے

کفن تین طرح کا ہے۔ ۱۔ کفن ضرورت ۲۔ کفن کفایت ۳۔ کفن سنت۔

(۱) کفنِ سُنت :۔ مرد کے لیے کفنِ سنت تین کپڑے ہیں یعنی کفنی، ازار اور چادر۔ اور عورت کے لیے پانچ کپڑے ہیں یعنی کفنی، ازار، سر بندیا اوڑھنی اور سینہ بند اور چادر۔

(۲) کفنِ کفایت :۔ کفنِ کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔ چادر اور ازار۔ عورت کے لیے کفنِ کفایت چادر، ازار اور اوڑھنی ہے۔

(۳) کفنِ ضرورت :۔ کفنِ ضرورت وہ کپڑا ہے جو بھی میسر آئے۔ مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے۔

۷۔ جنازے کے ساتھ جانا

میت کو تیار کر کے اس کے اصل مقام کی طرف پہنچانے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ زیادہ دیر تک میت کو کفن دفن سے روکے رکھنا اچھا نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردے کے ساتھ جلدی کرو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کے ساتھ جلدی کرو اگر وہ نیک ہے پس بھلائی ہے جس طرف تم اس کو آگے بھیج رہے ہو۔ اگر اس کے سوا ہے پس بد ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتارو گے۔ (صحیح بخاری)

پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور نہ ہو۔ جنازے سے آگے نہ چلنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے :۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَازَۃُ مَتْبُوْعَۃٌ وَلَا تَتْبَعُ لَیْسَ مَعَہَا مَنْ تَقَدَّمَہَا ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ تابع کیا گیا ہے اور تابع نہیں ہوتا۔ جو شخص اس کے آگے بڑھے وہ اس کے ساتھ نہیں ہے (ترمذی، ابوداؤد)

جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم

جنازے کا ادب کرنے کے لیے جنازہ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جانا چاہیئے۔ اگر کوئی سواری پر ہو تو اسے سواری کھڑی کر لینی چاہیئے اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اسے اس وقت تک نہیں بیٹھنا چاہیئے جب تک جنازے کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَہَا فَلَا یَقْعُدُ حَتّٰی تُوْضَعَ ۔

اسی (حضرت ابوسعیدؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ۔ جو شخص اس کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے یہاں تک کہ رکھا جاوے (صحیح مسلم)

چھوٹے بچے کا جنازہ

چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہے یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو جب بھی حرج نہیں۔ اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔

اَلتِّرْمِذِیْ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَقَدْ رُوِیَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ جَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ ؕ

اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کی گئی شرح السنۃ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ دو لکڑیوں کے درمیان اٹھایا۔

کندھا دینے کا طریقہ

سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا۔ ایک سرہانے اور ایک پائنتی کی طرف تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دیا جائے۔ اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور پوری سنت یہ کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی۔ پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمائے گا۔

جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے۔

جنازے کے ساتھ چلنے کا ادب

جنازہ معتدل رفتار سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے، اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، داہنے بائیں نہ چلے اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنا دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ

نمازِ جنازہ دراصل دنیا سے رخصت ہونے والے کے لیے اللہ کے حضور اجتماعی دعا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ معاف کرے اور اسے اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اجتماعی دعا میں ایک بندے کی دعا کی بہ نسبت قبولیت کی زیادہ تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ جب کچھ مسلمان مل کر اللہ کے حضور کسی کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ مہربان ہوتا ہے اور التجا کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اس لیے نمازِ جنازہ میں جتنے زیادہ لوگ شریک ہوں بہتر ہے۔

نمازِ جنازہ کے فرض و سنتیں نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں

۱۔ چار مرتبہ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔

۲۔ قیام کرنا۔ کسی خاص شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

ان فرائض کے علاوہ جنازہ میں تین امور سنت ہیں:

۱۔ اللہ کی حمد و ثنا۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۳۔ میت کے لیے دعا کرنا۔

شرائطِ نمازِ جنازہ نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرائط ہیں، ایک نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے متعلق اور دوسری میت کے متعلق، جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:۔

مُصلّی کے متعلق شرائط نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے لیے وہی شرائط ہیں جو عام نمازی کے لیے ہیں یعنی نمازِ جنازہ پڑھنے والے کا نجاستِ حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا، لباس اور جگہ کا پاک ہونا ستر کا چھپانا، قبلہ کو منہ کرنا، نیت کرنا۔

میت کے متعلق شرائط جس کے لیے نمازِ جنازہ پڑھی جائے اس کے

عورت کو جنازے میں شامل ہونے کی ممانعت

عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے۔ اگر نہ ملنے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سنت ترک کرے بلکہ دل سے اسے برا جانے اور شریک ہو۔

انسان کے علاوہ ہر چیز میت کی آواز سنتی ہے

جب جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے تو انسانوں کے علاوہ تمام جاندار اس کی آواز سُنتے ہیں۔ نیک میت کی روح کہتی ہے کہ مجھے جلدی میرے مقام کی طرف پہنچا دو۔ اور بُرے لوگوں کی روح چیخ و پکار کرتی ہے کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَا وَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ لَصَعِقَ۔

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جنازہ تیار کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی گردنوں پر اس کو اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اگر نیک نہیں ہوتا کہتا ہے اپنے لوگوں کو ہائے افسوس تم مجھ کو کہاں لے جاتے ہو۔ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر شے سُنتی ہے۔ اگر انسان سُن لے بے ہوش ہو جائے (صحیح بخاری)

۸۔ نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور اس کا انکار کرنے والا کُفر میں داخل ہو جاتا ہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود ابراہیمی پڑھیں جو پنجوقتہ نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ تکبیر کہہ کر آہستہ یہ دعا پڑھیں۔ دعا پڑھنے کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔

بالغ مرد اور عورت کی میت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیئے :۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ	اے اللہ! مغفرت فرما ہمارے زندوں کے لیے اور مُردوں کے لیے اور حاضر کے لیے اور غائب کے لیے اور چھوٹوں کے لیے اور بڑوں کے لیے اور مردوں کے لیے اور عورتوں کے لیے۔ اے اللہ جس کو زندہ رکھے تو، ہم میں سے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے تو ہم میں سے اس کا ایمان پر خاتمہ کر (ابوداؤد)

اگر میت نابالغ لڑکے کی ہو تو یہ دعا پڑھے :۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔	اے اللہ! بنا اس (لڑکے) کو ہمارے لیے پیش رو۔ اور بنا اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ، اور بنا اس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والا۔ اور سفارش قبول کیا گیا۔

اگر میت نابالغہ لڑکی کی ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہیئے :۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّ	اے اللہ! بنا اس (لڑکی) کو ہمارے لیے پیش رو اور بنا اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور بنا اس کو

متعلق شرائط حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ میت کا مسلمان ہونا۔

۲۔ میت کے جسم و کفن کا پاک ہونا۔

۳۔ جنازے کا موجود ہونا۔

۴۔ جنازے کا زمین پر رکھا ہونا

۵۔ جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ رُو ہونا۔

۶۔ میت کا کفن سے چھپا ہونا۔

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نماز جنازہ پڑھنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھا جائے اور امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور دوسرے لوگ امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ اگر آدمی زیادہ ہوں تو بہتر یہ ہے کہ تین یا پانچ یا سات صفیں بنائیں۔ صفوں کو سیدھا کیا جائے۔ امام دیکھ کر صفوں کو سیدھا کروائے۔ نیت باندھنے سے پہلے امام کو چاہیئے کہ گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کا تصور قائم کرے اپنی موت اور قبر کو یاد کرے۔ اس کے بعد نیت باندھ کر اللہ اکبر کہے۔

مقتدیوں کو چاہیئے کہ اس طرح نیت کریں، نیت کی میں نے نماز جنازہ کی۔ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دعا واسطے اس حاضر میت کے، منہ قبلہ شریف کی طرف، پیچھے اس امام کے اللہ اکبر! امام کو اللہ اکبر بلند آواز سے کہنی چاہیئے۔ مقتدی کو آہستہ آواز سے کہنا چاہیئے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیئے۔ پھر امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ ثناء پڑھیں:۔

ولی میں وہ لوگ شامل ہیں جو میت کے قریبی رشتہ دار یا دور کے رشتہ دار ہوں لیکن اگر رشتہ داروں کی نسبت کوئی امام زیادہ صاحبِ تقویٰ ہو تو اسے امامت کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ولی جس کو اجازت دے وہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

۲۔ جُوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں

بعض آدمی جو جنازہ کی نماز جوتا پہنے ہوئے پڑھ لیتے ہیں ان کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جُوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جُوتا پَیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اسی میں احتیاط ہے۔ اور ایسے جوتے جو نیچے سے نجس اور اُوپر سے پاک ہوں پہن کر نماز جنازہ پڑھنا اس لیے درست نہیں کہ دوسری نمازوں کی صحت کے لیے جو شرائط ہیں وہی شرائط نماز جنازہ کی صحت کے لیے بھی ہیں۔

اگر زمین پر ظاہری نجاست نہ ہو تو اس پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے لیکن مذکورہ جوتے پہن کر یا ان پر کھڑے ہو کر درست نہیں (خواہ جوتے ایک تہہ کے ہوں یا دو تہہ کے) کیونکہ جوتوں کی نجاست یقینی ہے اور زمین کی نجاست میں شک ہے۔ نیز سڑک پر نماز جنازہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

ایسی زمین پر جہاں پہلے گوبر وغیرہ پڑ گیا تھا پھر دھوپ میں سوکھ کر اُٹھ اُڑا گیا۔ اب صرف اس کا کچھ بھوسہ سا وہاں پڑا ہوا ہے اور زمین پر نجاست کا کچھ اثر باقی نہیں رہا ہے وہاں نماز جنازہ درست ہے مگر مذکورہ جوتوں سے درست نہیں۔

۳۔ پہلی تکبیر کے بعد ثناء

نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنی چاہیے کیونکہ حضرت فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا جس نے دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً۔ ہمارے لیے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی گئی۔

جس شخص کو نماز جنازہ کی یہ دعائیں یاد نہ ہوں وہ امام کے پیچھے خاموش رہے۔ صرف چار تکبیریں ہی کہہ لے اس کی نماز ہو جائے گی۔

جنازے کے متعلق شرعی مسائل

نماز جنازہ اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجگانہ نماز، جمعہ یا عیدین کے لیے بنائی گئی ہو لیکن جو مسجد جنازہ کے لیے بنائی جائے جسے جنازہ گاہ کہا جاتا ہے اس میں جنازہ پڑھنا درست ہے۔ ایسے ہی بلا اجازت کسی اور کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا اچھا نہیں۔ اگر معلوم ہو کہ زمین والا ناراض ہوگا۔ البتہ کسی پبلک کی جگہ پر جیسے پارک یا گراؤنڈ ہوتی ہے تو وہاں جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔

کچھ حضرات کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے ان کی وجہ دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل اور ان کے بھائی سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ ایک خاص موقعہ تھا جس پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ اس کے علاوہ عام حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کے علاوہ ایک خاص جگہ جنازہ کے لیے مقرر تھی۔

۱۔ نمازِ جنازہ کی امامت

نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ حقدار ولی ہے۔ اس کے بعد نماز جنازہ پڑھانے کا حق اسلامی حکومت کے سربراہ کو ہے۔ وہ نہ ہو تو اس کا مقرر کیا ہوا شہر کا حکمران ہے۔ وہ نہ ہو تو قاضی نماز پڑھائے۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کا نائب نماز پڑھائے۔ جہاں وہ بھی نہ ہو تو وہاں ولی کو نماز پڑھانے کا حق حاصل ہے۔

لیکن ولی کے سوا کسی ایسے شخص نے نماز پڑھائی جو ورثا پر مقدم نہ ہو اور وارث نے اسے اجازت بھی نہ دی ہو اور وارث بذاتِ خود بھی جنازہ میں شریک نہ ہوا ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھے یا کسی سے پڑھوائے اور اس کے ساتھ وہ نماز پڑھیں جنھوں نے پہلے نماز جنازہ نہ پڑھی ہو، دفن کرنے کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ لے۔

۸۔ جن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیئے

وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیئے، یہ ہیں۔

۱۔ باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔

۲۔ ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ ان کو غسل دیا جائے نہ ان کی نماز پڑھی جائے مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے ان پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

۳۔ جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو ان کا تماشا دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں۔ ہاں ان کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے

۴۔ جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

۵۔ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو ان کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

۶۔ جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز نہیں۔

۷۔ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا اس کی بھی نماز نہیں۔

نماز جنازہ کے بغیر دفن کیے ہوئے کی نماز جنازہ پڑھنا

ایسی میت جس کو جنازہ پڑھانے

کرنے سے پہلے نہ اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے نماز جنازہ میں جلدی کی ہے یعنی اسے ثناء اور درود پاک پڑھنا چاہیئے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بعض حضرات پہلی تکبیر کے بعد سورت فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن حنفی مسلک میں ثناء پڑھنا بہتر ہے۔

۴۔ پہلی تکبیر کے علاوہ نماز جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین نہیں

نماز جنازہ میں سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض حضرات ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں لیکن مسلک اہل سنت کے نزدیک ایسا کرنا درست نہیں۔

۵۔ زیادہ جنازوں کے لیے ایک ہی نماز جنازہ

ایک سے زائد میتوں کی نماز جنازہ اکٹھی بھی پڑھی جاسکتی ہے لیکن ہر میت کی الگ الگ نماز جنازہ پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ ایک سے زائد افراد کا جنازہ پڑھنے کے لیے میتوں کو آگے پیچھے رکھ دیا جائے۔ اور سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے۔ یا تمام جنازوں کو ایک صف میں رکھ دیا جائے اور امام ایک جنازے کے سینے کے پاس کھڑا ہو جائے اس طرح ایک مرتبہ نماز سے سب کی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی۔

۶۔ فاسق اور بدکار کی نماز جنازہ

فاسق اور بدکار آدمی مسلمانی کے زمرے سے خارج نہیں ہوتا اس لیے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن نیک اور متقی حضرات اس کی نماز جنازہ میں اگر شامل نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۷۔ دوبارہ نماز جنازہ

عام طور پہ نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جاسکتی۔

تکبیروں کو ادا کر کے نماز پوری کر لے۔

اگر کوئی شخص چوتھی تکبیر کے بعد پہنچا اور امام نے ابھی سلام نہیں پھیرا ہے تو فوراً مل جائے اور جب تک جنازہ کو اٹھائیں، صرف تکبیریں ادا کر لے، دعائیں چھوڑ دے، نماز ہو جائے گی۔

۱۳۔ زندہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ

مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا۔ یعنی اکثر حصہ باہر ہوتے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے۔ اور اس کی نماز پڑھیں گے۔ ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا۔ مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے۔ اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔

بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے مگر وراثت کے بارے میں ان کی گواہی نامعتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اس کی ماں ہوگی یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔

دفن کرنے کے مسائل

مردے کو زمین کے سپرد کرنے کو دفن کرنا کہا جاتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ دوسرے مذاہب سے منفرد اور عمدہ ہے۔ شرعاً جس طرح کہ میت کے لیے غسل، کفن،

کے بغیر ہی دفن کر دیا ہو اور اس کی قبر پر مٹی بھی ڈال دی گئی تو ایسی میت کی نماز جنازہ قبر پر ہی پڑھ لی جائے۔ اگر میت کو تازہ ہی دفن کیا ہو اور اس کے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی بھی نہ دی گئی ہو تو اسے قبر سے نکال کر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور پھر دفن کیا جائے۔

۱۰۔ نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے

نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے اور جمعہ سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین ہو سکتی ہو تو پہلے ہی کر لیں اور اس خیال سے روکنا کہ جمعہ کے بعد جنازہ میں زیادہ لوگ شامل ہو جائیں، اچھا نہیں۔ کیونکہ احادیث میں تاکید ہے کہ میت کے ساتھ جلدی کی جائے۔

۱۱۔ فرض نماز کے بعد جنازہ پڑھنا چاہیئے

فرض نماز کے وقت اگر کوئی جنازہ آجائے تو فرض نماز کی جماعت پڑھنے کے بعد جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیئے۔ نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھی جائے۔ پھر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

۱۲۔ جماعت کے ساتھ بعد میں شامل ہو کر نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

اگر کوئی شخص نماز جنازہ کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد آئے اور اس سے ایک یا دو یا تین تکبیریں رہ جائیں تو اگر یہ شخص تکبیر تحریمہ کے وقت وہاں موجود تھا اور پھر کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو امام کی تکبیر کا انتظار کیے بغیر تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر بعد میں آیا تو امام کی تکبیر کا انتظار کرے۔ جب امام تکبیر کہے اس وقت تکبیر کہہ کر مل جائے۔ اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو جائے گی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص (دونوں صورتوں میں) مسبوق کی طرح اپنی گئی ہوئی صرف

جس میں میت رکھنے کی آسانی سے گنجائش ہو۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبریں فراخ کھودو۔ اس کے متعلق ہشام بن عامر کی روایت یہ ہے :۔

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ اُحُدٍ اِحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْا وَادْفِنُوا الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَّقَدِّمُوْا اَکْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا ۔

حضرت ہشام بن عامرؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا۔ فراخ قبریں کھودو اور گہرا کرو اور اچھا کرو اور دو دو اور تین تین ایک قبر میں دفن کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

۳۔ قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھنا چاہیئے

میت کو قبر میں اتارتے وقت جنازے کو قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رُو ہو کر میت کو اتاریں اور کلمۂ شہادت پڑھیں اس کے ساتھ ہی میت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَدْخَلَ الْمَیِّتَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت میت کو قبر میں داخل کرتے فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور رسول اللہ کی شریعت کے موافق۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ کے طریقہ پر رکھتا ہوں

(ترمذی ، ابن ماجہ ، ابوداؤد)

۴۔ تابوت میں دفن کرنا

لکڑی کے صندوق کو تابوت کہا جاتا ہے اس میں میت کو رکھ کر دفن کرنے میں بھی کوئی حرج

اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ایسے ہی دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اور اس فرض کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ قبر بنانا

میّت کو دفن کرنے کے لیے قبر بنانا ضروری ہے لہٰذا قبر کی لمبائی میّت کے قد کے مطابق ہونی چاہیئے۔ گہرائی اور چوڑائی نصف قد کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد جتنی ہو۔ سیدھی قبر کی بجائے بغلی قبر زیادہ بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین زیادہ نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے بلکہ صندوقی قبر کھودی جائے۔ بغلی قبر میں میّت رکھنے کی جگہ قبلہ کی دیوار کے ساتھ بنائی جاتی ہے۔ اس کو لحد کہا جاتا ہے اور صندوقی قبر میں میت رکھنے کی جگہ درمیان میں بنائی جاتی ہے۔ دونوں طرح ہی قبر کھودنا درست ہے لیکن لحد کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد والی قبر تیار کی گئی تھی۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف میں دو آدمی تھے جو قبریں کھودا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک لحد بناتا تھا، دوسرا صندوقی قبر کھودا کرتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آگیا وہ اپنا کام کرے گا۔ لہٰذا لحد بنانے والا پہلے آگیا۔ چنانچہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد یعنی بغلی قبر تیار کی اور اس میں آپ کو دفن کیا گیا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے وصال پر ان کی قبریں بھی بغلی بنائی گئیں۔

۲۔ کچی قبر بنانا سُنّت ہے

قبر شرعاً کچی بنانے کا حکم ہے لیکن آبادی کی زیادتی یا کسی اور وجہ سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ جہاں مٹی اتنی نرم ہو کہ بمشکل کھودی جائے تو وہاں پختہ قبر بنا لینا جائز ہے۔ لیکن کچی قبر بہر صورت افضل ہے۔ قبر کو کھُلا اور کشادہ بنانا چاہیئے۔

اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِیْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ ٭

نے کہا میں ہوں۔ آپ نے فرمایا تو قبر میں اُتر۔ پس وہ اترے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قبر میں پاکیزہ اور متقی پرہیز گار آدمی کا اترنا زیادہ موزوں ہے۔

۶۔ عورت کے لیے پردہ کرنا

عورت کی میت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا چاہیئے اور پھر قبر میں لٹا کر قبلہ رُخ کر کے کفن کو سر کی طرف سے کھول دینا چاہیئے۔ جب لحد کو اوپر سے ڈھانپ دیا جائے تو پردہ ہٹا لینا چاہیئے۔ اگر رات کے وقت عورت کو دفن کیا جائے تو پھر پردہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ رات کی تاریکی ہی پردے کا کام دے جاتی ہے۔

۷۔ قبر پر مٹی ڈالنا

حاضرین جنازہ میں سے ہر ایک کے لیے مستحب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر مٹی تین بار قبر کے اوپر ڈالیں۔ کیونکہ قبر پر تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں سے ہے۔ مٹی ڈالنے کی ابتداء سرہانے کی طرف سے کرنی چاہیئے اور مٹی ڈالتے وقت پہلی لپ پر منها خلقنکم، دوسری پر فیها نعیدکم اور تیسری پر ومنها نخرجکم تارۃً اُخریٰ کہنا چاہیئے۔ اس کے بعد مٹی ڈال کر قبر کو بند کر دینا چاہیئے۔ قبر پر مٹی ڈالنے کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے:۔

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَثّٰی عَلَی الْمَیِّتِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْهِ جَمِیْعًا وَاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْهِ حَصْبَاءَ۔

حضرت جعفر بن محمدؓ اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپیں دونوں ہاتھوں سے بھر کر مٹی کی قبر پر ڈالیں اور اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگریزے رکھے۔ روایت کیا اس کو شرح السنہ میں اور روایت کیا ہے

نہیں اور خاص کر جہاں مٹی تر ہو یا بہت نرم ہو تو تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنا بہتر ہے۔ جب کسی کو ایک مقام پر امانتاً دفن کرکے بعد میں وہاں سے نکال کر کہیں اور دفن کرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں تابوت میں دفن کرنا بہت بہتر ہے۔ چونکہ تابوت کو دوبارہ دفن کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ تابوت لکڑی کا ہونا چاہیئے لوہے کی چادر کا درست نہیں۔

۵۔ میت کو قبر میں اتارنا

میت کو قبر میں اتارنے کے لیے بقدرِ ضرورت چند آدمی قبر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ نیک اور متقی آدمیوں کا قبر میں داخل ہونا زیادہ بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں رکھنے کے لیے چار صحابہ کرامؓ قبر میں اترے تھے۔

عورت کی قبر میں اس کے شوہر یا محرم آدمیوں کو اترنا چاہیئے۔ اگر وہ نہ اتریں تو پھر نیک اور عمر رسیدہ آدمیوں کو اترنا چاہیئے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اسے پہلو پر قبلہ رخ کر دینا مسنون ہے اور اگر ایسا کیے بغیر قبر کو بند کر دیا ہو تو اب غلطی کی تلافی کے لیے قبر کو دوبارہ نہیں کھولنا چاہیئے۔ قبر میں اترتے وقت آداب کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے۔ اس کے متعلق حضرت انسؓ کی بیان کردہ روایت حسب ذیل ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ لَّمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو دفن کرنے کے وقت حاضر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کو دیکھا۔ وہ آنسو بہاتی تھیں۔ فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو، ابو طلحہؓ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا ۔

وسلم نے فرمایا مُردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کو توڑنے کی مانند ہے۔ (مالک، ابو داؤد، ابن ماجہ)

۱۰۔ قبر پر نشان لگانا

قبر پر کسی چیز سے یا پتھر سے نشان لگانا جائز ہے تاکہ قبر یاد رہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کی قبر پر خود پتھر رکھ کر نشان قائم کیا۔

وَعَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا اَنْ يَّاْتِيَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِيْ يُخْبِرُنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَهْلِيْ ۔

حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہ جس وقت عثمان بن مظعونؓ فوت ہوئے ان کا جنازہ نکالا گیا اور دفن کیے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو پتھر لانے کا حکم دیا وہ اس کو اٹھا نہ سکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف کھڑے ہوئے اپنی آستینیں چڑھائیں۔ مطلب نے کہا جس نے مجھ سے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ گویا میں آپ کے بازوؤں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آستینیں چڑھائیں پھر اس کو اٹھایا اور اس کے سر کے پاس رکھا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگایا ہے اور میں اپنے اہل میں سے جو فوت ہوگا اس کے پاس دفن کروں گا۔

(ابوداؤد)

۱۱۔ قبر پر ہری شاخ لگانا

قبر پر ہری شاخ لگانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کھجور کی ایک تازہ شاخ لی اور درمیان سے اس کے دو حصے کیے اور پھر دو قبروں پر لگا دیا اور فرمایا کہ

رَوَاہُ فِی شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوَی الشَّافِعِیُّ ... نبی کی ... کے رش کے لفظ تک۔

مِنْ قَوْلِہٖ رَشَّ ۔

قبر کو ایک بالشت اونچا رکھنا مستحب ہے اور مٹی کی اونچائی کو اونٹ کی کوہان کی طرح ابھرا ہوا رکھنا چاہیے کیونکہ چپٹی قبر بنانا مکروہ ہے۔ قبر پر مٹی سے لپائی کرنا جائز ہے۔

۸۔ دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا

دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد آپ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا۔ اور اس کا ثبوت آپ کی درج ذیل حدیث ہے:

وَعَنْہُ قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ عَلٰی قَبْرِہٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَہٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ ۔

اسی (حضرت جابرؓ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور بلال بن رباح نے پانی چھڑکا مشکیزہ کے ساتھ سر کی جانب سے شروع کیا، یہاں تک پاؤں تک پہنچا۔

(بیہقی فی دلائل النبوۃ)

پانی چھڑکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے چھڑکنا شروع کیا جائے اور پاؤں تک چھڑک کر ختم کیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حضرت بلالؓ نے ایسے ہی پانی چھڑکا تھا۔

۹۔ مردے کی ہڈی توڑنے کی ممانعت

مرنے کے بعد کسی مُردے کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ یہاں تک احتیاط کرنی چاہیے کہ قبر کھودتے ہوئے اگر کسی دوسرے مُردے کی ہڈی نکل آئے تو اسے کسی جگہ یا قبر ہی میں دبا دیا جائے۔ چونکہ ہڈی توڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ مُردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ

ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ ۔

پھر میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنا عرصہ کہ اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تمہاری وجہ سے میں آرام پکڑوں اور میں جان لوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں ۔ (مسلم)

۱۳۔ قبر پر سونے اور بیٹھنے کی ممانعت

قبر پر بیٹھنا سونا چلنا یا پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں میں گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے۔ قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیاں پہنے دیکھا، فرمایا جوتیاں اتار دے نہ قبر والے کو تو ایذا دے نہ وہ تجھے ایذا دیں۔

۱۴۔ قبر پر تلاوت کرنا جائز ہے

قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے یعنی جبکہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے، خود پڑھے تو زیادہ بہتر ہے۔

۱۵۔ کوئی بابرکت تحریر قبر میں رکھنا یا کلمہ لکھنا

شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں بلکہ دُرِّمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا حال پوچھا، کہا جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے۔ فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی، کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پہ کلمۂ طیبہ

جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی میت کے عذاب میں تخفیف رہے گی کیونکہ یہ دونوں عذاب میں مبتلا تھے۔ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اور دوسرے کو چغلی کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر کسی درخت کی شاخ وغیرہ لگا دینا جائز ہے۔

۱۲۔ دفن کے بعد قبر پر بیٹھنا

دفن کرنے کے بعد سب لوگوں کو چاہیئے کہ کھڑے ہو کر دعا کریں اور اللہ کے حضور میت کی مغفرت کی دعا کریں اس کے بعد اگر کوئی چاہے تو قبر کے قریب بیٹھ جائے اور تلاوت قرآن پاک کرے یا اللہ کا ذکر کرے تاکہ مرنے والے کے سوال و جواب میں آسانی ہو۔ اس کے متعلق نبی کریم ؐ کی احادیث یہ ہیں:۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَ أَسْرِعُوْا بِهٖ إِلٰى قَبْرِهٖ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَيْهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس وقت ایک تمہارا مرے اس کو بند نہ رکھو اور جلد اس کی قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کے سر کے پاس سورہ بقر کی ابتدائی آیات اور پاؤں کے پاس سورہ بقر کی آخری آیات پڑھی جائیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا صحیح بات یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عمرؓ پر موقوف ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا

حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے اس نے اپنے بیٹے کو کہا جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھے جس وقت میں مر جاؤں میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی نہ جائے اور نہ آگ جس وقت مجھ کو دفن کرو مجھ پر مٹی آہستہ ڈالنا۔

دن زیارت کرنا بہت بہتر ہے اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن اور صبح کا وقت ہے۔ اولیاء کے مزارات پر دور دراز سے سفر کر کے جانا بھی درست ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی زیارت کرنے والے کو دنیاوی فیوض و برکات سے نوازتا ہے۔ اور اگر مزاروں پر جہالت کی وجہ سے خلافِ شرع کوئی بات ہو جیسے عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور ممکن ہو تو بری بات کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

۱۔ عورتوں کا قبور پر جانے کا مسئلہ

عورتوں کے لیے بھی بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز قرار دیا ہے، در مختار میں یہی قول اختیار کیا مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں اور اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں اس لیے قبور کی زیارت کے لیے جانا بہتر نہیں۔

۲۔ زیارتِ قبور کی اجازت

شروع شروع میں نبی پاک اپنے صحابہؓ کو قبروں پر جانے سے منع کیا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں اہلِ عرب بتوں کی طرح قبروں کو پوجنا نہ شروع کر دیں۔ لیکن جب مسلمانوں کے ایمان میں صد درجہ کی استقامت آ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو چند امور کی اجازت دے دی ان میں زیارتِ قبور بھی تھی۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی سے نہ لکھیں۔

۱۶۔ تلقینِ میت مردے کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا مسنون ہے۔ حضرت ابوامامہؓ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مرجائے اور اسے قبر میں دفن کرکے مٹی ڈال دی جائے تو تم میں سے کوئی اس کے سرہانے کھڑے ہوکر کہے "اے فلاں بن فلاں! بیشک وہ سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا۔ پھر کہے اے فلاں بن فلاں! جب دوسری مرتبہ آواز دیگا تو مردہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر تیسری بار بھی اسی طرح مخاطب کرے، اس وقت میت کہتی ہے اے خدا کے بندے! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے۔ ہمیں راہِ راست دکھاؤ لیکن تم سُن نہیں سکتے۔ پھر تلقین کہنے والا کہے تو جس کلمہ پر دنیا سے نکلا تھا اس کو یاد کر۔ تو شہادت دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا'۔ اس وقت منکر نکیر کہتے ہیں کہ اس کو مدلّل اور مکمل جواب بتادیا گیا ہے ہم اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں۔

کسی شخص نے یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کسی شخص کی والدہ کا نام معلوم نہ ہو تو کس طرح اس کو پکاریں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حضرت حوا کی طرف منسوب کرے۔ تلقین کرنے والا شخص اگر چاہے تو یہ بھی اس میں اضافہ کرسکتا ہے کہ تو مسلمانوں کے بھائی ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر راضی تھا (یعنی تونے اس کا بھی اقرار کیا تھا) تو اس اضافہ سے کوئی حرج نہیں اسی طرح اس تلقین میں دوسرے شعائرِ اسلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔

زیارتِ قبور کا بیان

قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہفتہ میں ایک

سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعث تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آیا ہے اور یہ کہے :۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِیَۃِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ اَدْخِلْ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مِنْکَ رَوْحًا وَّرَیْحَانًا وَّمِنَّا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا"

پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلے سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔

۵۔ قبرستان میں داخل ہو کر اہلِ قبور کو سلام کہنا

قبرستان میں داخل ہوتے ہی اہل قبور کو سلام کہنا چاہیے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو یہی تعلیم دیا کرتے تھے اس کے متعلق حضرت بریدہ رضی کی بیان کردہ روایت یہ ہے :۔

وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ ۔	حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تعلیم دیتے کہ جس وقت قبرستان کی طرف نکلیں کہیں سلام ہے تم پر اے گھر والو مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق ہم اگر اللہ نے چاہا تمہارے ساتھ ملیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے تمہارے اور اپنے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں (صحیح مسلم)

۶۔ قبرستان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

حضرت عائشہ رض کا بیان ہے کہ نبی کریم

زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا ۔

سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کرو۔ میں نے تم کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا۔ اب بندرکھو جس قدر تمھاری خواہش ہو۔ میں نے تم کو نبیذ سے منع کیا تھا مگر مشکیزہ میں، اب سب برتنوں میں پیو، اور نشے کی چیز نہ پیو۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی والدہ کی قبر پر جانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر پر جانے کے لیے اللہ سے اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اجازت دے دی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ وہ موت کی یاد دلاتی ہیں:۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی۔ آپ رو پڑے اور ان لوگوں کو رلایا جو آپ کے گرد تھے فرمایا میں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ اس کے لیے مغفرت طلب کروں مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر کی زیارت کروں میرے لیے اجازت دی گئی۔ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں (مسلم)

۴۔ زیارتِ قبور کا طریقہ

زیارتِ قبور کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو جائے۔

کہ سب کو پورا ملے، یہ نہیں کہ اسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔ بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب کے پہنچانے والے کے لیے ان سب کے مجموعہ کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا اس نے دس مردوں کو دیا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس۔ اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار وعلیٰ ہذا القیاس۔

نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردہ کو پہنچایا۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔ قبر کو بوسہ دینا بعض علماء نے جائز کہا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔ اور قبر کا طواف تعظیمی منع ہے اور اگر برکت لینے کے لیے کوئی مزار کے گرد پھرا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن عام لوگوں کے سامنے ایسا نہ کیا جائے۔ کیونکہ عام لوگ کہیں اسے رسماً اختیار کر کے طواف نہ شروع کر دیں کیونکہ طواف سوائے خانہ کعبہ کے اور کسی چیز کا جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب



صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو میرے پاس ٹھہرتے تو رات کے آخری حصے میں قبرستان یعنی جنت البقیع میں چلے جاتے اور وہاں پہلے اہلِ قبور کو سلام کہتے اور پھر ان کے لیے دعا فرماتے اور آخر میں فرماتے کہ اللہ نے چاہا تو ہم بھی آپ کے ساتھ ملنے والے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری جس وقت میرے ہاں ہوتی رات کے آخر میں قبرستان کی طرف نکلتے، فرماتے سلامتی ہو تم پر اے ایماندار قوم آئی ہے تمہارے پاس وہ چیز کہ تم وعدہ دیے جاتے تھے کل تک تم ڈھیل دیے گئے ہو اور ہم اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع الغرقد کے رہنے والوں کو بخش دے۔

(صحیح مسلم)

۷۔ ایصالِ ثواب کا طریقۂ کار

اہلِ قبور کو ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الٓمّٓ سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر سورہ تک اور یٰسین اور تبارک الذی اور الھٰکم التکاثر ایک بار، اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مُردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے جو گیارہ بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مُردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے۔ ان سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ اس کی رحمت سے امید ہے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

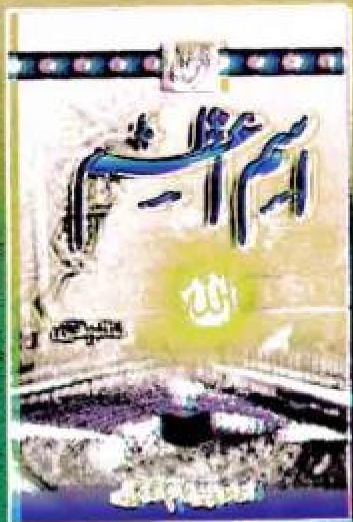
نماز کے فضائل و مسائل پر عام فہم کتاب

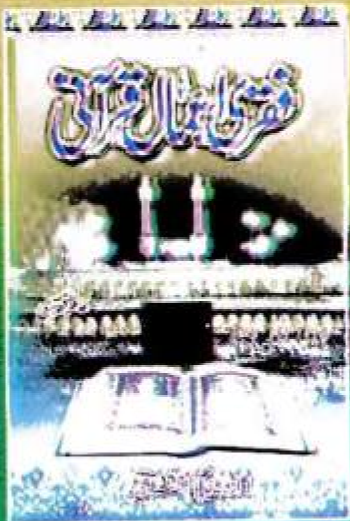
احکام نماز

عالم فقری



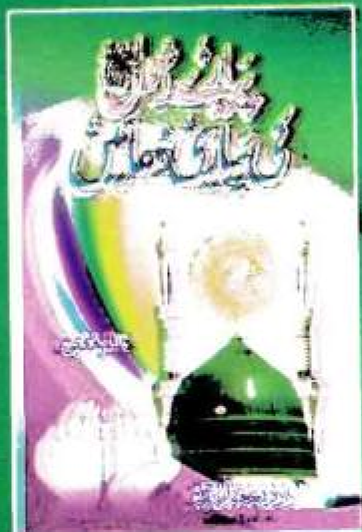
عالم فقری کی تصانیف















ادارۂ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241